جزء القراءة
و
جزء رفع الیدین
مترجم
للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ
ترجمہ وتشریح
مناظرِ اسلام ترجمانِ اہلسنّت وکیلِ احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رح
عنوانات وترتیب وتصحیح
مولانا نعیم احمد
مدرس: جامعہ خیر المدارس ملتان شہر
مکتبہ امدادیہ
ملتان۔ پاکستان۔ فون: ۵۴۴۹۶۵

للامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح

از مناظر اسلام ترجمان اہل السنت والجماعت
مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ

عنوانات و ترتیب و تصحیح

مولانا نعیم احمد استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

مکتبہ امدادیہ، ملتان ۔ پاکستان

تفصیلی فہرست جزء القراءۃ

تفصیلی فہرست جزء رفع الیدین

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی محمد اور آپ کے والد گرامی کا نام اسماعیل بن ابراہیم تھا' آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور یمان جعفی کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے جعفی کہلاتے تھے۔آپ شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے'آپ کے والد اسماعیل حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے اصحاب میں سے تھے۔اور امام عبداللہ بن مبارکؒ حضرت امام اعظم کے خواص اصحاب میں سے تھے آپکے والد اسماعیل امام ابو حفص کبیر بخاری کے گہرے دوست تھے۔چنانچہ باپ کی وفات کے بعد امام بخاری امام ابو حفص کبیر کی سرپرستی میں ہی پرورش پاتے رہے۔یہ امام ابو حفص کبیر امام محمد رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد تھے۔

سماع حدیث :۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے گیارہ سال کی عمر میں حدیث کا سماع شروع فرمایا' آپ کے پہلے استاذ حدیث امام ابو حفص کبیر رحمہ اللہ ہی تھے۔(تاریخ بغداد ج ۲/ص ۱۱) پھر جب امام بخاری رحمہ اللہ حج اور طلب علم کے سفر پر روانہ ہوئے تو شفیق استاد اور سرپرست امام ابو حفص رحمہ اللہ نے انھیں دس ہزار درہم کا سامان دیا۔(تاریخ غنجار) ان اسفار میں امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس امام حمیدی' نعیم بن حماد خزاعی اور اسماعیل بن عرعرہ وغیرہ کے ساتھ رہی' یہ لوگ فتنۂ خلق قرآن سے بہت متأثر تھے۔فتنۂ خلق قرآن میں جن قاضیوں نے محدثین کو سزائیں دیں وہ اگرچہ عقیدۃً معتزلی تھے لیکن معتزلہ کے پاس کوئی مرتب قانون نہیں تھا اس لیے وہ فقہ حنفی پر فیصلے کرتے تھے'اسی لئے ان محدثین کے دلوں میں حنفیت کے خلاف بھی تعصب

پیدا ہو گیا اور دلیل اس تاثر کی یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بعض اصحاب امام اور بہت سے اصحاب صاحبین سے ملاقات فرمائی لیکن جب تاریخ میں ائمہ احناف کا ذکر فرمایا تو ان سے کوئی روایت نہیں لی ' انہی متعصبین کی روایات بیان کی ہیں۔

پہلا خروج :۔

امام بخاری رحمہ اللہ جب علمی سفر سے واپس آئے تو اپنا حلقہ درس قائم فرمایا۔ آپ درس حدیث بھی دیتے تھے اور فتویٰ بھی دینے لگے۔ امام بخاریؒ کے سرپرست اور استاد امام ابو حفص کبیرؒ نے پیغام بھیجا کہ آپ صرف درس حدیث دیا کریں اور فتویٰ نہ دیا کریں۔ شاید امام بخاری رحمہ اللہ کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ قول پہنچا ہو کہ جو پانچ لاکھ حدیث کا حافظ ہو وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ امام بخاریؒ نے فتویٰ نویسی ترک نہ فرمائی حالانکہ حقیقت وہی تھی جو استاد نے بتائی کیونکہ امام شیرازی رحمہ اللہ نے بھی طبقات الفقہاء میں امام بخاری رحمہ اللہ کا بالکل ذکر نہیں فرمایا ' خود امام بخاری کے چہیتے شاگرد امام ترمذیؒ کی عادت ہے کہ وہ حدیث ذکر کر کے فقہاء کے مذاہب نقل کرتے ہیں لیکن کسی جگہ امام بخاریؒ کا فقہی مسلک نقل نہیں کرتے اور صحیح بخاری کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ کتنی احادیث ہیں جن پر آپ ترجمۃ الباب قائم نہیں کر سکے اور کتنے ترجمۃ الباب ہیں جن کے نیچے ان کے موافق حدیث نہیں لا سکے اور اکثر تراجم میں احکام فرائض ' واجبات ' سنن ' مستحبات ' مباحات ' مکروہات اور حرام کا استنباط نہیں کر سکے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی پوری کتاب پڑھ کر کوئی شخص ایک رکعت نماز کے بھی پورے مسائل سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتا ' چنانچہ آپ نے فتویٰ دیا کہ دو بچے ایک بکری کا دودھ پی لیں تو ان کا آپس میں نکاح حرام ہے (المبسوط للسرخسی ج ۳۰/ص ۲۹۷) اس واقعہ کو البحر الرائق ' فتح الکبیر اور الکشف الکبیر میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ امام محی الدین عبد القادر القرشی نے بھی الجواہر المضیئہ میں نقل کیا ہے اور

اس قصہ کو قاضی حسین بن محمد بن الحسن الدیار البکری المالکی نے بھی تاریخ خمیس ج ۲/ص ۳۴۲ پر ذکر کیا ہے اور ابن حجر مکی الشافعی نے بھی الخیرات الحسان ص ۷۱ پر اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ فتویٰ کی وجہ سے امام بخاریؒ کو بخارا سے نکال دیا گیا۔ (مبسوط 'بحر) مولانا عبدالحئی لکھنویؒ کا اس واقعہ سے انکار کرنا محض بے دلیل ہے حالانکہ محدثین سے یہ بعید نہیں کہ امام بخاری کے استاد امام یحییٰ بن معین اور ان کے ساتھ کتنے محدثین تھے جو غاسلہ کو فقہی مسئلہ نہ بتا سکے (تاریخ بغداد ج ۶/ص ۶۶) شیخ بخاری امام عبد الرحمٰن بن مہدی کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ سنگی لگوانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ جب بصرہ میں ان پر انکار ہوا تو آپ نے امام شافعیؒ کو خط لکھ کر یہ مسئلہ پوچھا۔ (ابن الجوزی ص ۷۲)

دوسرا خروج :۔

امام بخاریؒ پھر بخارا تشریف لائے تو یہاں ایمان کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کی بحث چھڑ گئی 'اس پر امام ابو بکر بن حامد 'امام ابو حفص الزاہد اور امام ابو بکر اسماعیل نے فتویٰ دیا کہ ایمان غیر مخلوق ہے جو اسے مخلوق کہے وہ کافر ہے 'امام بخاریؒ اور ان کے بعض ساتھیوں نے فتویٰ دیا کہ ایمان مخلوق ہے اس پر انہیں دوبارہ تادیباً بخارا سے نکال دیا گیا۔ یہ دونوں خروج امام ابو حفص کبیرؒ کی زندگی میں ہوئے اس وقت امام بخاری کی عمر ۲۳ سال کی تھی۔ امام ابو حفص کبیرؒ کا شمار ان جلیل القدر محدثین میں تھا جن پر علم فقہ اور علم حدیث میں علو اسناد کا مدار تھا 'یہ بات علامہ ذہبی نے کتاب الامصار و ذوات الآثار میں تحریر فرمائی ہے اور امام سخاویؒ نے الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ صفحہ ۳۲ پر بھی لکھی ہے۔

تیسرا خروج :۔

پھر امام بخاری بخارا تشریف لائے تو مسئلہ چھڑ گیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر

مخلوق ؟ تو امام بخاری کے استاذ حدیث علامہ یحییٰ ذھلی نے اعلان کروادیا کہ جو امام بخاریؒ کے پاس جائے وہ ہمارے پاس نہ آئے اور امام ذھلی نے امیر بخارا کو لکھا کہ بخاریؒ کو شہر بدر کیا جائے ' چنانچہ امام بخاریؒ کو شہر سے نکال دیا گیا۔ (سیر اعلام النبلاء) اسی مسئلہ کی وجہ سے آپ کے اساتذہ امام ذھلی، امام ابو زرعہ ' ابو حاتم اور آپ کے ہم عصر ابن ابی حاتم نے امام بخاری کو متروک الحدیث قرار دے دیا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ج ۷ / ص ۱۹۱) امام مسلم ' امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہ اپنی سنن میں ایک بھی حدیث امام بخاریؒ کی سند سے نہیں لائے امام ابو حاتمؒ نے امام بخاریؒ کی تاریخ کی غلطیاں نکالیں اور پوری کتاب (خطاء البخاری فی تاریخہ) لکھ دی۔

چوتھا خروج :۔

پھر جب امام بخاریؒ بخارا تشریف لائے تو امیر بخارا جو خود بھی محدث تھا ' جس کا نام خالد بن احمد بن خالد تھا ' تاریخ خطیب میں اس کا مبسوط ترجمہ ہے ' اس نے امام بخاریؒ کو بخارا سے نکال دیا ' پھر امام بخاری واپس بخارا نہیں آئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ مجھے موت دے دے ' چنانچہ آپ کا موضع خرتنگ میں وصال ہو گیا ' آپ کا وصال ۲۵۶ھ میں ہوا ' آپ کی قبر مبارک سے کئی دن تک خوشبو آتی رہی جیسا کہ سلطان العارفین شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت اقدس مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ کے مزار مبارک سے بھی آتی رہی۔

دونوں رسالے :۔

آپ کی کتاب صحیح بخاری تو ہزاروں لوگوں نے آپ سے پڑھی اور امت میں متواتر پھیل گئی مگر رسالہ جزء القراءۃ جس کا دوسرا نام خیر الکلام ہے ان کا ایک ہی راوی ہے جس کا نام محمود بن اسحاق الخزاعی ہے ' اس کی توثیق بطریق محدثین آج تک ثابت نہیں ہو سکی ' پیر بدیع الدین شاہ راشدی المعروف پیر جھنڈا اور ان کے بڑے بھائی پیر محب اللہ شاہ راشدی بھی اس کی توثیق ثابت نہ کر سکے پھر فیصل آباد

عدالت میں جب ان سے اس راوی کی توثیق پوچھی گئی تو ان کے تقریباً ۱۲ علماء جو وہاں موجود تھے جن میں مولوی اشرف سلیم اور مولوی صدیق سرگودھوی بھی تھے وہ بھی ثابت نہ کر سکے ' دنیا پور کے مناظرے میں طالب زیدی نے اس راوی کی توثیق پر مناظرے کی فتح وشکست کا مدار رکھا مگر وہ اس کو ثابت نہ کر سکا اور ذلت آمیز شکست کے ساتھ وہاں سے بھاگا زبیر علی زئی سب کے پاس پھرا مگر اس کی توثیق نہ مل سکی 'آخر بے چارا اس بات پر گرا کہ اس سے دو ثقہ راوی روایت کرتے ہیں اس لیے وہ مجہول العین نہیں ' نہ ان روایتوں کا پتہ دیا کہ وہ کون سی ہیں اور نہ ہی اس کی وجہ بتائی کہ میں نے جمہور محدثین کا مسلک چھوڑ کر ایک مقلد شافعی دارقطنی کی تقلید شخصی کیوں کی ہے

آنچہ شیراں راکند روباہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج

اس کے باوجود خالد گرجاکھی کا یہ لکھ دینا کہ محمود بن اسحاق مشہور و معروف ائمہ حدیث میں سے ہے کتنی بڑی غلط بیانی ہے۔

نوٹ...... امام بخاری کے رسالہ جزء رفع یدین کا بھی یہی راوی محمود بن اسحاق الخزاعی ہے۔

لطیفہ...... پروفیسر عبداللہ بہاولپوری نے ایک گریجویٹ کو اپنا رسالہ "اصلی اہل سنت" دیا جس میں حدیث کی کتابوں کے طبقات لکھے ہیں 'اس نے وہ رسالہ پڑھ کر پروفیسر صاحب سے کہا کہ مجھے کوئی حدیث کی مترجم کتاب مطالعہ کیلئے دیں۔ پروفیسر صاحب نے جزء القراءۃ اور جزء رفع یدین مترجم اس کو دیئے ' وہ دوسرے دن پروفیسر کے پاس آیا ' اس نے کہا کہ آپ نے حدیث کی کتابوں کے جو طبقات لکھے ہیں ان میں تو کسی آخری اور گھٹیا سے گھٹیا طبقے میں بھی ان رسالوں کا نام نہیں تو ان کے پڑھنے سے کیا فائدہ ہو گا ؟ پروفیسر بے چارا کوئی جواب نہ دے سکا ' اس نے پھر پوچھا کہ ان رسالوں کا معیار صحت بخاری شریف کے برابر ہے تو کسی مستند محدث کا حوالہ

دیں' وہ اس سے بھی عاجز آگیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ رسالہ جزء القراءۃ میں سے بخاری نے کتنی حدیثیں صحیح بخاری میں لکھی ہیں ؟ اس نے کہا کہ ایک لا صلاۃ والی اور دوسری ابو بکرہ والی جس میں مدرک رکوع کا ذکر ہے ، اس نے کہا کہ ابو بکرہ کی حدیث سے واضح ہو گیا کہ جس مقتدی نے نہ فاتحہ پڑھی ' نہ امام کی سنی اور رکوع میں مل گیا تو رکعت ہو گئی خواہ نماز جہری ہو خواہ سری اور اسی پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔ پروفیسر نے کہا ' بخاری نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ ابو بکرہ کی حدیث بخاری میں نامکمل ہے ' یہاں زائد عبارت ثابت کی ہے اس نے کہا کہ اب تک تو آپ ہمیں یہی بتاتے رہے کہ جو صحیح بخاری کی کسی حدیث پر انگلی اٹھائے وہ بدعتی اور بے دین ہے ' اب آپ بتا رہے ہیں کہ امام بخاریؒ خود ہی صحیح بخاری کی حدیثوں کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات ائمہ اربعہؒ کی مخالفت پر ڈٹ جاتے ہیں پھر اس نے پوچھا کہ جزء رفع یدین میں سے کتنی حدیثیں بخاری نے صحیح میں لی ہیں ؟ کہنے لگا دو تین۔ اس نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی اس معیار صحت پر نہ تھیں لیکن یہاں بھی بخاری نے صحیح بخاری کی خود ہی مخالفت کی ' بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور اس رسالہ میں اپنے شیخ عبد الرحمٰن بن مہدی سے لکھ دیا کہ سجدوں کے وقت رفع یدین سنت ہے' گویا صحیح بخاری میں درج حدیث خلاف سنت نماز کی ہے۔ پروفیسر صاحب کا یہ حال تھا کہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد۔

الغرض ان دونوں رسالوں میں صحیح بخاری کے خلاف مسائل ہیں ' پہلے یہ فیصلہ کرو کہ دونوں میں سے کس کو چھوڑو گے ؟

مقدمہ

یہ رسالہ جزء القراءۃ امام بخاری کی طرف منسوب ہے ' اس میں مؤلف نے مسئلہ قراءۃ خلف الامام پر قلم اٹھایا ہے مؤلف نے اپنا دعویٰ بھی صاف الفاظ میں بیان نہیں فرمایا۔ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو مقتدی جماعت کے رکوع میں مل جائے اس نے نہ امام کی فاتحہ سنی نہ اپنی پڑھی اس کی وہ رکعت پوری شمار ہوتی ہے نماز سری ہو یا جہری سب کا ایک ہی حکم ہے۔ مؤلف نے اس رسالہ میں چاروں ائمہ کی مخالفت کی ہے ' چنانچہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی اختلاف نہیں سنا گیا کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے اگرچہ اس نے خود قرأت نہ کی ہو۔" (مسائل احمد ص ۷۸) نیز امام بخاریؒ امام شافعیؒ کے مقلد ہیں جیسا کہ طبقات الشافعیہ اور الحطہ سے ثابت ہے اور امام شافعیؒ کا قول قدیم اور قول جدید اس مسئلہ میں مختلف ہے۔ مؤلف نے یہ ظاہر تک نہیں فرمایا کہ وہ قول قدیم کی حمایت میں لکھ رہے ہیں یا قول جدید کی حمایت میں ' پھر خود اس بات میں بھی شوافع کا اختلاف ہے کہ دونوں اقوال میں سے قول قدیم کون سا ہے اور قول جدید کون سا ؟ مؤلف نے بھی کوئی فیصلہ نہیں کیا؟

نمازیوں کی اقسام :۔

نمازیوں کی تین ہی قسمیں ہیں :

(۱)......یا تو اکیلا نماز پڑھے گا ' قرآن پاک سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فاقرء وا ما تیسر من القرآن پڑھو جتنا آسانی سے پڑھ سکو قرآن سے۔ رسول اقدس ﷺ نے جب اکیلے نمازی کو نماز کا طریقہ سکھایا تو یہی حکم دیا جو اس آیت میں ہے :ثم اقرأ بما تیسر معك من القرآن اور امت کا متواتر عمل ہے کہ منفرد فاتحہ اور اس کے

بعد بھی کچھ قرآن پڑھتا ہے یہی اس کی قرأت ہے۔
(۲)......یا امام ہو گا اس کیلئے بھی قرآن پاک میں مستقل آیت نازل ہوئی : **لا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا** ۔(بخاری ج ۲/ص ۶۸۶)
رسول اقدس ﷺ مکہ مکرمہ میں جب جماعت کراتے تو قرآن پاک اتنی بلند آواز سے تلاوت فرماتے کہ کافر سن کر گالیاں بکنا شروع کر دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : نہ تو اتنا بلند آواز سے پڑھو کہ کافر سن کر گالیاں بکیں اور نہ ہی اتنا آہستہ پڑھو کہ آپ کے مقتدی صحابہ بھی آپ کی قرأت نہ سن سکیں بلکہ درمیانہ انداز رکھیں اور امت کا متواتر عمل اسی پر ہے کہ امام فاتحہ سے قرأت شروع کرتا ہے اور پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد کچھ اور قرآن بھی پڑھتا ہے یہی امام کی قرأت ہے۔
(۳)......یا مقتدی ہو گا ' اس کو امام کی قرأت کے وقت انصات کا حکم ہے ' جن رکعتوں میں امام کی قرأت فاتحہ اور سورۃ دونوں ہیں دونوں میں انصات کرے گا اور جن رکعتوں میں امام صرف فاتحہ پڑھے گا مقتدی اس میں انصات کرے گا۔ امام بخاریؒ نے اپنے اس رسالہ میں اکیلے نمازی کے لیے آیت اور حدیث پیش فرمائی آیت :**فاقرء وا ماتیسر من القرآن**۔ اور حدیث **مسیئ الصلاۃ**۔ امام کے لیے بھی آیت اور حدیث پیش فرمائی اور خاص طور پر احادیث سے ثابت فرمایا کہ امام فاتحہ سے قرأت شروع کرتا ہے اور مقتدی کے انصات کے لیے بھی آیت اور حدیث انصات پیش فرمائی مگر اس مسلک کے لیے کہ مقتدی پر امام کے پیچھے ۱۱۳ سورتیں پڑھنا جہری نمازوں میں حرام ہے اور ایک فاتحہ پڑھنا فرض ہے ' خود پڑھے بغیر مقتدی کی نماز نہ ہو گی اس پر کوئی قرآنی آیت پیش نہ فرما سکے اور نہ ہی کوئی ایک ہی صحیح صریح حدیث جو آیت انصات کے بعد کی ہو پیش کر سکے '' اسی طرح امام بخاریؒ کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہ کر سکے کہ امام کے مقتدی کو ۱۱۳ سورتیں پڑھنی منع اور حرام ہیں اور فاتحہ فرض ہے جو مقتدی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار

ہے۔آیت انصات کی مخالفت سے بچنے کے لیے امام بخاری نے سکتات امام کو آڑ بنانے کی کوشش فرمائی ہے مگر امام کے لیے اتنے بڑے بڑے سکتات کی فرضیت جن میں مقتدی فاتحہ پڑھ سکے نہ کسی آیت سے ثابت کر سکے اور نہ ہی کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے۔

حضرت امام بخاری نے دعویٰ تو یہ فرمایا کہ نماز کی ہر ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے مگر کوئی ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث کہ لا رکعة الا بفاتحة الکتاب نہ لا سکے بلکہ ان کا یہ دعویٰ متفق علیہ حدیث مسیئ الصلاۃ کے خلاف ہے

امام بخاری نے دعویٰ فرمایا کہ فاتحہ کے بعد کچھ اور قرآن پڑھنا ضروری نہیں ‘اس کے پڑھے بغیر نماز بالکل کامل ہے ‘امام صاحب کا یہ مسلک احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے اور اس کے پڑھے بغیر نماز بالکل صحیح ہے ‘اس پر امام بخاریؒ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکے۔

امام بخاریؒ نے اس رسالہ میں دعویٰ فرمایا ہے کہ مدرک رکوع کی رکعت شمار نہیں ہوگی اسے دوبارہ پڑھنی فرض ہے ‘وہ اس دعویٰ پر کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش نہیں کر سکے بلکہ ان کا یہ مسئلہ احادیث صحیحہ اور ائمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف ہے،امام بخاریؒ کا مسلک یہ ہے کہ جہری نمازوں میں امام مقتدیوں کی فاتحہ کے لیے لمبے لمبے سکتے کرے ‘ مقتدی امام کے ساتھ فاتحہ نہ پڑھیں یا امام سے پہلے فاتحہ سے فارغ ہو جائیں یا امام کے بعد والے سکتے میں پڑھیں مگر اس پر وہ کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش نہیں کر سکے اور گیارہ سری رکعتوں میں مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض اور بعد میں سورۃ پڑھنی مستحب ہے اس پر بھی وہ کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش نہیں کر سکے البتہ اپنے قیاسات سے احادیث صحیحہ کی مخالفت کی ہے جس کی تفصیل حواشی میں کر دی گئی ہے۔

الحمد للہ اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مبارک مسلک کی شان و عظمت ہمارے دلوں میں اور دوبالا ہو گئی کہ جب اتنے بڑے عظیم محدث اس مسلک پر کوئی صحیح نقلی یا عقلی اعتراض سے عاجز رہے ہیں تو آج کل کے علمی بونے امام صاحب رحمہ اللہ کا کیا منہ چڑا سکیں گے :۔

خير الكلام في القراءة خلف الامام

(۱) ....حدثنا محمود قال محمد بن اسماعيل بن ابراهيم بن المغيرة الجعفي البخاری قال : حدثنا عثمان بن سعيد سمع عبيد الله ابن عمرو عن اسحاق بن راشد عن الزهری عن عبد الله بن أبی رافع مولی بنی هاشم ۔ حدثه عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه : اذالم يجهر الامام فی الصلوات فاقرأ بأم الكتاب و سورة أخری فی الاوليين من الظهر والعصر وبفاتحة الكتاب فی الأخريين من الظهر و العصر وفی الآخرة من المغرب وفی الأخريين من العشاء۔

ترجمہ ...... حضرت علی سے روایت ہے کہ جن نمازوں میں امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ پڑھ اور ظہر اور عصر اور عشاء کی پچھلی دو رکعتوں میں اور مغرب کی تیسری رکعت میں فاتحہ پڑھ۔

امام بخاریؒ نے حضرت علیؓ کے قول سے اپنا رسالہ شروع فرمایا ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا کوئی قول ان کے پاس نہیں 'اس لیے حضرت علیؓ سے بھی جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام کا قول نہ مل سکا تو سری رکعتوں کا قول نقل کر دیا اور یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اول تو اس میں زہری کا عنعنہ ہے اور عبد الرحمٰن مبارک پوری فرماتے ہیں کہ جب زہری عنعنہ سے روایت کرے فكيف يكون اسناده صحيحا (ابکار المنن ص ۳۵ ' ۵۶) دوسرے اس کی سند میں اسحاق بن راشد ہے اور امام بخاریؒ کے استاد امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ زہری کی روایت میں یہ ضعیف ہے۔ (تہذیب ج ۱ / ص ۲۳۰) پھر اس قول میں فاتحہ اور سورۃ دونوں پڑھنے کا ذکر ہے۔ اگر فاتحہ

سری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنی فرض ہے تو سورۃ پڑھنی بھی فرض ہے اور اگر سورۃ صرف جائز ہے تو فاتحہ بھی صرف جائز ہو گی۔ یہ عجیب بات ہے کہ امام بخاری نے اس ضعیف قول سے اس رسالے کی ابتداء کی' جب امام بخاری کے سامنے ان کے استاد امام عبدالرزاقؒ کی کتاب تھی جس میں حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ اور محمد بن عجلان روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ فطرت پر نہیں۔ (ج ۲/ص ۱۳۸) اور کئی شیوخ نے حضرت علی سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: **من قرأ خلف الامام فلاصلاۃ له** (ج ۲/ص ۱۳۹) کہ جس نے بھی امام کے پیچھے قرأت کی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی اور امام بخاریؒ کے استاد امام عبدالرزاقؒ حضرت علیؓ کی یہ روایت بھی نقل کرتے ہیں: **من لم یدرك الرکعة الاولی فلا یعتد بالسجدة** ۔ کہ جو جماعت کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو اور سجدہ میں شریک ہو تو اس کی رکعت شمار نہ ہو گی۔ (ج ۲/ص ۲۸۱) یعنی حضرت علیؓ کے نزدیک رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہونے والے کی رکعت شمار ہو جاتی ہے حالانکہ اس نے نہ اپنی فاتحہ و سورۃ پڑھی' نہ امام کی فاتحہ و سورۃ سنی اور امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کو خلاف فطرت کہنا اور بے نماز کہنا غیر مدرک بالقیاس ہونے کی وجہ سے حکماً مرفوع ہے اور حضرت علیؓ سے حقیقتاً مرفوع حدیث بھی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول اقدس ﷺ سے پوچھا کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں یا خاموش رہوں؟ فرمایا: قرأت نہ کرو بلکہ خاموش رہو' کیونکہ امام کی قرأت ہی تیرے لیے کافی ہے حضرت علیؓ آخر میں کوفہ میں رہے مگر امام بخاریؒ نے حضرت علیؓ کے ان اقوال کو ترک فرمایا جو حکماً مرفوع تھے اور حقیقی مرفوع حدیث اور اہل کوفہ کے متواتر تعامل کے موافق تھے اور ان کے برعکس ایک ضعیف بلکہ منکر قول سے رسالہ کو شروع فرمایا۔

(۲)......... **حدثنا محمود قال حدثنا البخاری أنبأنا سفیان قال حدثنا**

الزهری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامتؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب .

(۳)......حدثنا محمود قال : حدثنا البخاری حدثنا اسحاق قال حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثناابوصالح عن الزھری أن محمود بن الربیع . وکان مج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجھہ من بئرلھم أخبرہ أن عبادۃ بن الصامتؓ أخبرہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب .

(۴)...... أنبأنا الملاحمی قال ان الھیشم بن کلیب قال حدثنا العباس بن محمد الداوری قال حدثنا یعقوب قال حدثنا أبی عن صالح ابن شھاب عن محمود بن الربیع الذی مج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجھہ من بئرلھم اخبرہٗ أن عبادۃ بن الصامتؓ أخبرہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا صلاۃ لمن لم یقرأ بأم القرآن

ترجمہ (۲، ۳، ۴،):...... حضرت عبادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں نماز ہوتی اس کی جو فاتحہ نہ پڑھے، (حقیقتاً یا حکماً)

حدیث نمبر ۲ کی سند میں البخاری أنبأنا سفیان ہے۔ امام بخاری کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے اور آپ بخارا میں ہی رہے۔ پہلا سفر حج آپ نے ۲۱۰ھ میں فرمایا' جب کہ امام سفیان اس سے ۱۲ سال قبل ۱۹۸ھ میں وصال فرما چکے تھے' پھر یہ حدثنا کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ نمبر ۲ میں بخاری سے عبادہ تک چار واسطے ہیں' نمبر ۳ میں سات اور نمبر ۴ میں ۹' عجیب اضطراب ہے۔ سند نمبر ۴ کا پہلا راوی أنبأنا الملاحمی اگر محمد بن احمد ہے تو اس کی پیدائش ۳۱۳ھ ہے یعنی بخاری کی وفات سے ۶۷ سال بعد پیدا ہوا تو بخاری أنبأنا "ہمیں خبر دی" کیسے فرما رہے ہیں؟ اور اگر یہ ملاحمی صاحب کتاب الشجرہ ہے تو وہ امام بخاری سے تقریباً اڑھائی سو سال

بعد پیدا ہوا ہے تو امام بخاری کا انبانا کتنا بڑا تعجب خیز ہے اور اس سے بڑا تعجب اس پر ہے کہ جن سے ملاقات نہیں ان کی روایت سے فاتحہ کی فرضیت ثابت کی جا رہی ہے اور معمر جو اثبت الناس فی الزھری ہے' اس کی حدیث میں فصاعداً سے انکار ہو رہا ہے یہ پوری حدیث یوں ہے کہ نہیں نماز ہوتی اس شخص کی جو فاتحہ اور کچھ اور قرآن نہ پڑھے۔ نماز میں فاتحہ کے بعد سورۃ کا پڑھنا صرف صحاح ستہ میں اکیس صحابہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھتے تھے جس طرح یہ سورۃ کا پڑھنا سنداً متواتر ہے' اسی طرح امت میں عملاً بھی متواتر ہے۔ ہر امام اور منفرد فاتحہ اور اس کے بعد سورۃ پڑھتا ہے اور مقتدی کی طرف سے حکماً فاتحہ و سورۃ ادا ہو جاتی ہے' جیسے مؤذن کی اذان اور اقامت کہنے والے کی اقامت' امام کا سترہ' خطیب کا خطبہ اور امام کی سورۃ سب کی طرف سے حکماً ادا ہو جاتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں آج جمعہ بغیر اذان' بغیر اقامت' بغیر خطبہ' بغیر قرأت کے پڑھ کر آیا ہوں۔ اس پوری حدیث کو مان لینے کے بعد کوئی مشکل پیش نہیں آتی' اس میں فاتحہ اور مازاد فاتحہ دونوں کا ذکر ہے۔ ہم فاتحہ کو واجب معین اور مازاد کو واجب مخیّر مانتے ہیں اور پوری امت کا اتفاق ہے کہ امام کی پڑھی ہوئی سورۃ سب مقتدیوں کی طرف سے حکماً ادا ہو جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جب فاتحہ اور سورۃ دونوں کا ایک ساتھ ذکر ہے تو امام کی فاتحہ و سورۃ دونوں مقتدی کی طرف سے حکماً ادا ہو جاتی ہیں۔ مقتدی کی نماز بھی فاتحہ و سورۃ والی ہے اس حدیث رسول ﷺ میں صراحۃً مقتدی کا کوئی ذکر نہیں' بقول بعض یہ حضرت عبادہ کی تاویل ہے جس کی تقلید امام بخاریؒ نے کی ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ کے شاگرد امام ترمذیؒ تاویل عبادہؓ ہی فرما رہے ہیں (ص ۷۱) امام بخاریؒ اگر اس حدیث میں مقتدی کو شامل مانتے ہیں تو اس بات میں نہ ان کے شاگرد امام ترمذیؒ ان کا ساتھ دیتے ہیں اور نہ ہی بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: اذا کان وحدہ۔ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لیے ہے' نہ ہی

امام بخاریؒ کے دادا استاد امام سفیان بن عیینہ المکی مانتے ہیں، وہ بھی فرماتے ہیں: لمن یصلی وحدہ (ابوداؤد ج۱/ص۱۲۶) اور امام بخاری کے دوسرے دودادا استاد امام مالک مدنیؒ، امام محمد کوفیؒ حضرت جابرؓ سے صراحۃً ثابت کر چکے ہیں کہ یہ حدیث مقتدی کے لیے نہیں ہے اور اس کو امام ترمذیؒ بھی نقل کر کے فرماتے ہیں: هذا حديث حسن صحيح۔ یعنی یہ حضرت جابرؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاریؒ اپنے مکہ، مدینہ، کوفہ، بغداد کے سب اساتذہ سے الگ ہو گئے ہیں اور چاروں امام فرماتے ہیں کہ رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت پوری شمار ہوتی ہے مگر امام بخاریؒ سب سے الگ ہیں۔ جس طرح چاروں امام فرماتے ہیں کہ اگر عورت سے صحبت کرے تو انزال نہ بھی ہو تو غسل فرض ہے مگر امام بخاریؒ فرماتے ہیں صرف احوط ہے یعنی احتیاطاً کرے۔ (بخاری ج۱/ص۴۳) یہ حدیث فصاعداً کی زیادتی کے ساتھ (۱) معمر سے مسلم ج۱/ص۱۶۹، (۲) سفیان بن عیینہ سے ابوداؤد ص۱۲۶ (۳) امام اوزاعی، (۴) امام شعیب بن ابی حمزہ سے کتاب القراءۃ بیہقی ص۱۴، (۵) عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی کتاب القراءۃ بیہقی ص۱۳ اور (۶) صالح بن کیسان عمدۃ القاری ج۳/ص۶۹ میں موجود ہے۔ یہ پانچ ثقہ راوی امام معمر کے متابع ہیں اور زیادت ثقہ خود امام بخاری کے ہاں مقبول ہے۔ (بخاری ج۱/ص۲۰۲) خاص معمر اکیلے کی زیادت بھی مقبول ہے (بخاری ج۲/ص۶۰۰)

قال البخاری: وقال معمر عن الزهری: لا صلاة لمن لم يقرأ بأم الكتاب فصاعدًا وعامة الثقات لم يتابع معمراً فی قوله فصاعداً مع أنه قد أثبت فاتحة الكتاب، وقوله فصاعداً غير معروف ما أردته حرفاً أو أكثر من ذلك؟ إلا أن يكون كقوله: لا يقطع اليد إلا فی ربع دينارٍ فصاعدًا فقد يقطع اليد فی دينار او فی اكثر من دينار۔

ترجمہ ...... کہا بخاری نے اور معمر نے (بلکہ پانچ اور راویوں نے بھی)

زہری سے اسی سند کے ساتھ یہ حدیث رسول نقل کی ہے کہ "نہیں نماز ہوتی اس شخص کی جس نے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور قرآن نہ پڑھا' فاتحہ کے ساتھ زائد قرآن کے نہ پڑھنے سے نماز نہ ہونا معمر نے بیان کیا ہے اور اس کی کسی نے متابعت نہیں کی۔ (یہ بات صحیح نہیں' معمر کے پانچ متابع اور تقریباً دس شاہد ہیں اس کے باوجود) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قول فصاعداً غیر معروف ہے' اس سے میری یہ مراد نہیں کہ فاتحہ سے زائد کوئی ایک حرف یا اس سے زیادہ پڑھ نہیں سکتا (بلکہ اس حدیث لاصلوٰۃ کو اس حدیث پر قیاس کر لیا جائے گا جو آپ ﷺ نے فرمایا) چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر چوتھائی دینار کی چوری اور اس سے زائد پر اب دینار یا اس سے زائد کی چوری پر ہاتھ کاٹنا لازم ہو گیا۔

حضرت امام بخاریؒ اس قیاس سے حدیث صحیح کی مخالفت فرما رہے ہیں۔ ان کا قیاس یہ ہے کہ جس طرح چور کا ہاتھ کاٹنے کیلئے چوتھائی دینار تو ضروری ہے مگر اس سے زائد ضروری نہیں' اسی طرح نماز میں فاتحہ پڑھنا تو ضروری ہے اس سے زائد واجب نہیں مگر امام بخاریؒ کا یہ قیاس درست نہیں کیونکہ سرے سے ہاتھ کاٹنے کیلئے چوتھائی دینار بھی ضروری نہیں بلکہ اتنی مالیت ضروری ہے۔ تو اب امام بخاریؒ کے ہاں نماز میں فاتحہ بھی ضروری نہ رہے گی بلکہ اس کی مقدار ضروری ہو گی۔ دیکھو اس قیاس سے پوری حدیث جس کو امام بخاریؒ متواتر کہتے ہیں کا انکار لازم آگیا۔

قال البخاري : ويقال ان عبد الرحمن بن إسحاق تابع معمراً ، وأن عبد الرحمن ربما روى عن الزهري' ثم أدخل بينه وبين الزهري غيره' ولا نعلم أن هذا من صحيح حديثه أم لا.

ترجمہ...... بخاری نے کہا: اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق معمر کا متابع ہے حالانکہ وہ کبھی تو زہری سے روایت کرتا ہے کبھی درمیان میں کسی اور واسطے سے اور ہم نہیں جانتے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔

یہ کوئی اعتراض نہیں۔ دیکھو خود امام بخاریؒ اسی حدیث لاصلوٰۃ کو کبھی براہ راست سفیان سے روایت کرتے ہیں (جزء القراءۃ نمبر ۲) اور کبھی درمیان میں واسطہ لاتے ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱/ص ۱۰۴ جزء القراءۃ نمبر ۸)

(۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا الحجاج قال حدثنا ابن عیینة عن الزهری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامتؓ قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب

ترجمہ...... حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز نہیں ہوتی اس کی جس کی قرأت میں فاتحہ نہ ہو۔

یہ روایت، روایت نمبر ۲ کے خلاف ہے یہاں امام بخاریؒ اور ابن عیینہ کے درمیان واسطہ حجاج کا ذکر کیا ہے اور یہ سند بھی ضعیف ہے کیونکہ زہری مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے امام سفیانؒ اس میں فصاعدا بھی روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ اکیلے نمازی کے لیے ہے۔

(۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله قال حدثنی اللیث قال: حدثنی یونس عن ابن شهاب قال حدثنی محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامتؓ قال: قال رسول اللهﷺ لا صلاة لمن لم یقرأ بام القرآن وسألته عن رجل نسی القراءة قال: أری یعود لصلاته و ان ذکر ذلك وهو فی الرکعة الثانیة ولا أری الا أن یعود لصلاته.

ترجمہ...... حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز نہیں ہوتی اس کی جس کی قرأت میں فاتحہ نہ ہو۔ (محمود بن ربیع) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادہؓ سے پوچھا اگر کوئی فاتحہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟ حضرت عبادہؓ نے فرمایا: میری رائے میں نماز دہرانی چاہیے اگرچہ اسے دوسری رکعت میں یاد آئے۔ محمود بن ربیع فرماتے ہیں کہ میری رائے ہے کہ نہ دہرائی جائے۔ (نسخہ مکہ مکرمہ) اور ایک نسخہ میں ہے کہ دہرائی جائے۔ (نسخہ مدینہ

منورہ)اس حدیث کی سند میں محمود راوی مجہول ہے۔

(۷) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا جعفر قال حدثنا أبو عثمان النهدی عن أبی هریرة رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم أمر فنادی : أن لا صلاة إلا بفاتحة الکتاب و ما زاد.

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ منادی کردے کہ نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ اور اس سے زائد نہ پڑھے۔

اس کی سند میں محمود کی توثیق ثابت نہیں ' البتہ یہ حدیث صحیح سند سے مسند احمد ج ۲/ص ۴۲۸ ، ابو داؤد ج ۱/ص ۱۱۸، دار قطنی ج ۱/ص ۱۲۲، حاکم ج ۱/ص ۲۳۹، بیہقی ج ۲/ص ۳۷ پر موجود ہے۔ اس حدیث سے جس طرح فاتحہ کا وجوب ثابت ہوا اسی طرح ما زاد علی الفاتحہ کا بھی وجوب ثابت ہوا ' یہ حدیث نمبر ۲۹۳ پر بھی آرہی ہے :۔

(۸) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن ابن جریج عن عطاء عن أبی هریرة رضی الله عنه قال یجزئ بفاتحة الکتاب و إن زاد فهو خیر.

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ (اپنی رائے) بیان فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھنے سے نماز جائز ہو جاتی ہے ' اگر فاتحہ سے زائد پڑھے تو بہتر ہے۔

اس کی سند میں محمود مجہول ہے اور ابن جریج مدلس ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے ' اس لیے ضعیف ہے۔

رسول اقدس ﷺ جس طرح نماز میں سورۃ فاتحہ تلاوت فرماتے ' اس کے بعد کچھ اور قرآن پاک بھی تلاوت فرماتے ' یہ آپ ﷺ سے بطور تواتر قدر مشترک سے ثابت ہے اور آج تک امت کا متواتر عمل بھی اسی پر چلا آرہا ہے۔ ذرا ان

حضرات کی مختصر فہرست ملاحظہ فرمائیں جو فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھنا بھی روایت کرتے ہیں۔

(۱)...... حضرت عمرو بن حریثؓ (مسلم ج۱/ص۱۸۶)

(۲)...... حضرت جابر بن سمرۃؓ (مسلم ج۱/ص۱۸۷)

(۳)...... حضرت عبداللہ سائبؓ (بخاری معلقاً ج۱/ص۱۰۶، مسلم ج۱/ص۱۸۶)

(۴)...... حضرت ابی برزۃؓ (بخاری ج۱/ص۱۰۶، مسلم ج۱/ص۱۸۷)

(۵)...... حضرت ام سلمہؓ (بخاری ج۱/ص۲۱۹)

(۶)...... حضرت قطبہؓ (مسلم ج۱/ص۱۸۶)

(۷)...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ (مسلم ج۱/ص۲۸۸)

(۸)...... حضرت ابو الاحوصؓ (احمد ج۱/ص۲۷۲)

(۹)...... حضرت ابو ہریرۃؓ (بخاری ج۱/ص۱۲۲، مسلم ج۱/ص۲۸۸)

(۱۰)...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (ابن ماجہ ص۵۹)

(۱۱)...... حضرت انسؓ (مسند احمد ج۲/ص۳۳۰)

(۱۲)...... حضرت ابو قتادۃؓ (بخاری ج۱/ص۱۰۵، مسلم ج۱/ص۱۸۵)

(۱۳)...... حضرت ام ہشامؓ (نسائی ج۱/ص۱۵۱)

(۱۴)...... حضرت سعدؓ (ابن ماجہ ص۵۹)

(۱۵)...... حضرت عقبہ بن عامرؓ (ابو داؤد ج۱/ص۲۰۶)

(۱۶)...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ (نسائی ج۱/ص۱۳۲)

(۱۷)...... حضرت الاغر المزنیؓ (مجمع الزوائد ج۲/ص۱۱۹)

(۱۸)...... حضرت رفاعہ انصاریؓ (مجمع الزوائد ج۲/ص۱۱۹)

(۱۹)...... حضرت علیؓ (مجمع الزوائد ج۲/ص۱۶۹)

(۲۰)...... حضرت ابو ایوبؓ (کنز العمال ج۴/ص۲۰۷)

(۲۱)...... حضرت خبابؓ(بخاری ج ۱/ص ۱۰۳)

(۲۲)...... حضرت ابو سعید خدریؓ(نسائی ج ۱/ص ۱۵۳)

(۲۳)...... حضرت زید بن ثابتؓ(مسند احمد ج ۵/ص ۱۸۲)

(۲۴)...... حضرت براء بن عازبؓ(بخاری ج ۱/ص ۱۰۶ مسلم ج ۱/ص ۱۸۷)

(۲۵)...... حضرت ابو مالک اشعریؓ(مسند احمد ج ۵/ص ۳۴۳)

(۲۶)...... حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ(ابو داؤد ج ۱/ص ۱۱۶)

(۲۷)...... حضرت جبیر بن مطعمؓ(بخاری ج ۱/ص ۱۰۵، مسلم ج ۱/ص ۱۸۷)

(۲۸)...... حضرت ام فضلؓ(بخاری ج ۱/ص ۱۰۵، مسلم ج ۱/ص ۱۸۷)

(۲۹)...... حضرت جابر بن عبداللہؓ(نسائی ج ۱/ص ۱۵۴)

(۳۰)...... حضرت عائشہؓ(نسائی ج ۱/ص ۱۵۴)

(۳۱)...... بریدہؓ(نسائی ج ۱/ص ۱۵۵)

(۳۲)...... حضرت عبادہ بن صامتؓ(المطالب العالیہ ج ۱/ص ۱۱۳)

(۳۳)...... حضرت حزم بن ابی بن کعبؓ(کنز العمال ج ۴/ص ۲۵۱)

(۳۴)...... حضرت عبداللہ بن حارثؓ(مجمع الزوائد ج ۲/ص ۱۱۸)

(۳۵)...... حضرت عبداللہ بن یزیدؓ(مجمع الزوائد ج ۲/ص ۱۱۸)

(۳۶)...... حضرت عدی بن حاتمؓ(مجمع الزوائد ج ۲/ص ۱۱۷)

(۳۷)...... ثلاثون من الصحابہ(ابن ماجہ ص ۵۹)

(۳۸)...... حضرت عمرو بن عبسہؓ(المطالب العالیہ ج ۱/ص ۱۱۹)

(۳۹)...... حضرت اسامہؓ(کنز العمال ج ۴/ص ۲۵۱)

(۴۰)......رجل من اهل المدينه (مسند احمد ج ۴/ص ۳۴)

(۴۱)......رجل من أصحاب محمد (نسائی ج ۱/ص ۱۵۱)

(۴۲)......رجل من جهينة (ابو داؤد ج ۱/ص ۱۱۸)

(۴۳)...... بعض أصحاب النبی ﷺ (مسند احمد ج ۵/ص ۱۷ ۳)

(۴۴)...... مرسل ابی اسحاق (عبد الرزاق ج ۱/ص ۱۱۷)

(۴۵)...... مرسل عبد الملک بن عمیر (عبد الرزاق ج ۱/ص ۱۱۷)

(۴۶)...... مرسل ابی العالیہ (عبد الرزاق ج ۲/ص ۱۰۵)

(۴۷)...... مرسل ابی مجلز (عبد الرزاق ج ۲/ص ۱۰۵)

(۴۸)...... مرسل عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؓ (نسائی ج ۱/ص ۱۵۴)

(۴۹)...... مرسل عن معبد بن خالد (کنز العمال ج ۴/ص ۲۵۱)

(۵۰)...... حضرت عبد اللہ بن عمروؓ (مجمع الزوائد ج ۲/ص ۱۱۴)

(۵۱)...... حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ (مجمع الزوائد ج ۲/ص ۱۱۵)

(۵۲)...... حضرت عثمان بن ابی العاصؓ (المطالب العالیہ ج ۱/ص ۱۲۲)

(۵۳)...... حضرت عمرو بن العاصؓ (موطا/ص......)

(۵۴)...... حضرت ابو ذر غفاریؓ (نسائی/ص......)

یہ احادیث یقیناً درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کا یہ دائمی عمل تھا کہ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہو کر قرآن پاک کی دوسری سورتوں میں سے کسی سورہ کی قرأت بھی فرماتے تھے اور یہی آج تک امت کا متواتر عمل ہے۔

حضرت معاذؓ کے بارے میں لمبی قرأت پڑھنے کی شکایت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہوئی تو آپ ﷺ نے مناسب سرزنش کے بعد فرمایا: معاذ! جب امام بن کر نماز پڑھاؤ تو سورۃ شمس، سورۃ اعلیٰ، سورۃ علق اور سورۃ لیل جیسی سورتیں پڑھا کرو (متفق علیہ) دیکھئے اگر جماعت کی نماز میں سورۃ چھوڑنے کی گنجائش ہوتی تو ازالہ شکایت کے اس موقع پر نبی اقدس ﷺ سورۃ کی عدم ضرورت کی طرف ضرور اشارہ فرماتے، مگر آپ ﷺ بصیغہ امر اِقرأ کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ معاذ یہ سورتیں پڑھا کرو۔ معلوم ہوا کہ فاتحہ کے بعد سورۃ

پڑھنا واجب ہے۔

(۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن عبد الله الرقاشي قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا محمد بن اسحاق قال حدثنا يحييٰ بن عماد عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : كل صلاة لا يقرأ فيها فهي خداج (قال البخاری) وزاد يزيد بن هارون بفاتحة الكتاب۔

ترجمہ ...... حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے جس نے نماز میں قرأت نہ کی اس کی نماز ناقص ہے اور یزید بن ہارون کی روایت میں فاتحۃ الکتاب کا لفظ ہے۔

اس کی سند میں محمود مجہول ہے، البتہ محمود کے واسطہ کے بغیر یہ حدیث ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۳۶۰، مسند احمد ج ۶/ص ۱۴۲، ابن ماجہ ص ۶۰ پر ہے، مگر اس حدیث کا مدار محمد بن اسحاق پر ہے اور وہ اس روایت میں منفرد ہے اور جس روایت میں وہ منفرد ہو وہ منکر ہوتی ہے پھر اس میں مقتدی کی کوئی صراحت نہیں۔

(۱۰) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ بن اسماعيل قال حدثنا أبان قال حدثنا عامر الأحول عن عمرو ابن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : كل صلاة لم يقرأ فيها بأم الكتاب فهي مخدجة

ترجمہ ...... عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

اس کی سند میں محمود مجہول ہے اور عامر الاحول کو امام احمدؒ ضعیف کہتے ہیں اور نسائیؒ فرماتے ہیں۔ قوی نہیں۔ (میزان الاعتدال) امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (توجیہ النظر ص ۲۷۵)

(۱۱)...... حدثنا محمود قال : حدثنا البخاري قال حدثنا أمية بن خالد قال حدثنا يزيد بن زريع عن روح بن القاسم عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : من صلى ولم يقرأ بام القرآن فهي خداج ثلاثا غير تمام قلت يا أبا هريرة إني أكون وراء الامام فقال أبوهريرة : يا ابن الفارسي أقرأ بها في نفسك سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : قال الله تعالى قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين فنصفهالي ونصفها لعبدي و لعبدي ماسأل قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : اقرؤا يقول العبد : الحمد لله رب العالمين يقول الله حمدني عبدي يقول العبد : الرحمن الرحيم يقول الله أثنى على عبدي يقول العبد : مالك يوم الدين يقول الله مجدني عبدي هذا لي يقول العبد : اياك نعبد و اياك نستعين يقول الله فهذه الآية بيني وبين عبدي نصفين وإذا قال العبد : اهدنا الصراط إلى آخر السورة يقول فهذه لعبدي ولعبدي ماسأل.

ترجمہ ...... حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے۔آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا(اس ارشاد نبوی ﷺ میں چونکہ مقتدی کا ذکر نہ تھا اور نہ ہی کوئی عربی دان اس میں مقتدی کو شامل سمجھتا ہے اس لیے حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد)ابوسائبؒ نے سوال کیا کہ میں(کبھی)امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو کیا کروں؟ حضرت ابوہریرہؓ نے(ہاتھ دباتے ہوئے)فرمایا: دل میں سوچ لیا کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا'آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے نماز(فاتحہ)اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کرلی ہے۔ نصف میرے لیے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ

ہے جو اس نے مانگا (یعنی نبیوں ' صدیقوں ' شہداء اور صالحین کی تقلید میں صراط مستقیم پر قائم رہنا)۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کہتا ہے : **الحمد لله رب العالمين** اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ **الرحمن الرحيم** کہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثناء بیان کی جب بندہ کہتا ہے : **مالك يوم الدين** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ میرے لیے ہے پھر بندہ کہتا ہے : **اياك نعبد واياك نستعين** تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نصف میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے ہے پھر بندہ کہتا ہے : **اهدنا الصراط المسقيم** آخر تک تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے بندے کا حصہ ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے مانگا۔

اس میں صراط مستقیم کو دو باتوں میں منحصر کر دیا گیا کہ ایک فریق تو صراط مستقیم کا رہبر و رہنما ہے ' یہ ائمہ مجتہدین ہیں ' دوسرے ان کی رہنمائی میں راستہ طے کرنے والے ' ان کو مقلد کہتے ہیں ' ہاں صراط مستقیم کے راہزنوں سے بچ کر راستہ طے کرنے کی دعاء ہے جو نہ رہبر یعنی مجتہد ہوں ' نہ رہرو یعنی مقلد ہوں بلکہ رہزن یعنی غیر مقلد ہوں۔ یاد رہے صراط مستقیم ایک عظیم شاہراہ ہے جس پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین ' شہداء اور صالحین رہبری کرتے آرہے ہیں ' یہ سارے طبقے اہل سنت والجماعت میں ہی ہوئے فقہ کے چاروں امام ہوں یا تصوف کے چاروں سلسلے ' ان کا ذکر طبقات حنفیہ ' طبقات مالکیہ ' طبقات شافعیہ ' اور طبقات حنابلہ ہی میں ملتا ہے۔ آج تک کسی محدث یا مؤرخ نے ایسی کتاب نہیں لکھی جس کا نام طبقات غیر مقلدین ہو اور اس میں صدیقین، شہداء یا صالحین کے حالات ہوں۔ حنفی ' شافعی ' حنبلی اور مالکی یہ اسی صراط مستقیم کے لوکل روٹ ہیں جو اسی صراط مستقیم میں مل کر منزل محمدی تک پہنچتے ہیں۔

یہ روایت امام بخاریؒ صحیح بخاری میں تو نہیں لائے مگر اس رسالہ میں مکمل یا مختصر ۱۵ جگہ لائے ہیں (دیکھو نمبر ۱۵، ۳۹، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۳، ۲۶۶) اس کے علاوہ موطا مالک ص ۲۸، موطا محمد ص ۹۳، طیالسی ص ۳۳۴، عبد الرزاق ج ۲/ص ۱۲۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۶۰، مسند احمد ج ۲/ص ۲۵۰، مسلم ج ۱/ص ۱۷۰، ابن ماجہ ص ۶۰، ابو داؤد ج ۱/ص ۱۱۹، نسائی ج ۱/ص ۱۴۴، ابن خزیمہ ج ۱/ص ۲۴۷، ابو عوانہ ج ۲/ص ۱۲۶، طحاوی ج ۱/ص ۱۰۶، بیہقی ج ۲/ص ۳۹، ترمذی اور ابن حبان وغیرہ میں ہے۔ اس مرفوع حدیث میں تو مقتدی کا ذکر نہیں۔ اس کی سند کا مدار العلاء بن عبد الرحمٰن پر ہے جو صدوق ربما وھم سچا تھا اکثر وہم کا شکار ہو جاتا (تقریب ص ۲۶۸) امام بخاریؒ نے صحیح میں اس کی سند سے ایک حدیث بھی نہیں لی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے قیاس سے اس حدیث میں مقتدی کو شامل کرنے کی کوشش کی ہے مگر قیاس کی علت خود بیان نہیں کی۔ بعد والوں کا قیاس ہے کہ تقسیم والی حدیث میں بندہ اور خدا کی گفتگو ہے تو مقتدی بھی خود فاتحہ پڑھ لے مگر سورۃ فاتحہ مین امام جمع متکلم مع الغیر کے صیغوں کے ساتھ تلاوت کرتا ہے جو سب کی طرف سے لوا ہو جاتے ہیں 'گویا ایک مجموعی درخواست ہے جو سب کی طرف سے ہو گئی مقتدیوں نے آمین کہہ کر اس مجموعی درخواست پر مہریں لگادیں 'اس لیے یقیناً امام کی فاتحہ سب کی طرف سے ہو گئی۔ بعض بعد والوں کا قیاس ہے کہ اس حدیث قسمت میں فاتحہ کو نماز کہا ہے جس سے فاتحہ کی رکنیت سمجھی جاسکتی ہے مگر یہ حدیث تو خبر واحد ہے ' قرآن پاک کی متواتر آیت میں پوری قرأت کو صلوٰۃ کہا ہے لاتجھر بصلاتك یہاں باجماع قطعی صلوٰۃ سے مراد قرأت ہے ' تو جب قرأت رکن نماز ہونے کے باوجود امام کے پڑھنے سے سب مقتدیوں کی طرف سے ادا ہو گئی تو فاتحہ بھی ادا ہو جاتی ہے پس یہ قیاس صحیح نہ رہا۔

(۱۲)...... حدثنا محمود حدثنا البخاری قال حدثنا أبو الوليد هشام عن قتادة عن ابی نضرة عن أبی سعيد رضي الله عنه قال : أمرنا نبينا أن نقرأ بفاتحة الكتاب وماتيسر۔

ترجمہ ...... حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ہم نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس کے علاوہ جو میسر ہو قرآن پڑھیں۔

(مسند احمد ج ۳/ص ۴۵، ابو داؤد ج ۱/ص ۱۱۸، ترمذی ج ۱/ص ۳۲، ابن ماجہ ص ۶۰) یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے **لاصلوٰۃ لمن لم يقرأ فی كل ركعة بالحمد وسورة فی الفريضة وغيرها** (ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۳۶۱، مسند احمد ج ۳/ص ۳)**لاصلوة إلا بفاتحة الكتاب أو غيرها** (مسند امام اعظم) اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں فاتحہ کے ساتھ کچھ اور قرآن پڑھنا بھی واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مقتدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ مقتدی پر مازاد واجب نہیں تو اس حدیث کے مخاطب وہی ہوں گے جن پر فاتحہ اور ما تیسر دونوں واجب ہیں اور وہ منفرد اور امام ہیں۔

(۱۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد عن قيس وعمارة بن ميمون و حبيب بن الشهيد عن عطاء عن أبی هريرة رضي الله عنه قال : فی كل صلاة يقرأ فما أسمعنا النبی صلى الله عليه وسلم أسمعنا كم وما أخفى علينا أخفينا عليكم:

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہر نماز میں قرأت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو سنائی وہ ہم نے تم کو سنائی یعنی جہراً پڑھی، اور جو آپ ﷺ نے ہم سے چھپائی وہ ہم نے تم سے چھپائی یعنی آہستہ پڑھی۔

یہ حدیث عبد الرزاق ج ۲/ص ۱۲۰، مسند احمد ج ۱/ص ۲۷۳، مسلم ج ۱/ص ۱۷۰، نسائی ج ۱/ص ۱۵۳، ابن خزیمہ ج ۱/ص ۲۷۵، ابو عوانہ

ج ۲/ص ۱۵۲، طحاوی ج ۱/ص ۱۰۲، بیہقی ج ۲/ص ۴۰ پر بھی آئی ہے۔ اس حدیث کے آخر میں حضور ﷺ کا فرمان ہے : لا صلوۃ الا بقراء ۃ نا معلوم امام بخاریؒ نے اس کو کیوں حذف کر دیا؟

(۱۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا هلال بن بشر قال حدثنا یوسف بن یعقوب السلعبی قال حدثنا حسین المعلم عن عمرو ابن شعیب عن ابیه عن جده قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : کل صلاة لایقرأ فیها بفاتحة الکتاب فهی خداج۔

ترجمہ ...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

یہ روایت نمبر ۱۰ پر گزر چکی ہے۔

(۱۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا داود ابن أبی الفرات عن ابراهیم الصائغ عن عطاء عن أبی هریرة رضی الله عنه : فی کل صلاة قراء ۃ ولو بفاتحة الکتاب فما أعلن النبی صلی الله علیه وسلم فنحن نعلنه وما أسر فنحن نسره

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہر نماز میں قرأت ہے اگرچہ فاتحہ ہو، جس قرأت کو حضور ﷺ نے بلند آواز سے پڑھا ہم بھی بلند آواز سے پڑھتے ہیں اور جس کو آہستہ آواز سے پڑھا ہم بھی آہستہ پڑھتے ہیں۔

اس کے ہم معنی روایت نمبر ۱۳ پر گزر چکی۔

نوٹ ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مطلق قرأت رکن نماز ہے، فاتحہ رکن نماز نہیں۔

(۱۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا بشر بن السری قال حدثنا معاویة عن أبی الزاهریة عن

كثير بن مرة الحضرمی قال سمعت أبا الدرداء رضی الله عنه يقول : سئل رسول الله صلی الله عليه وسلم أفی كل صلاة قراء ة ؟ قال : نعم فقال رجل من الانصار : وجبت هذه۔

ترجمہ...... حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہر نماز میں قرأت ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں ' پس ایک انصاری مرد نے کہا یہ واجب ہو گئی :۔

(۱۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا يزيد قال حدثنا معاوية قال حدثنا أبو الزاهرية قال حدثنا كثير بن مرة سمع أبا الدرداء سئل النبی صلی الله عليه وسلم أفی كل صلاة قراء ة ؟ قال : نعم۔

ترجمہ...... حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوال کئے گئے کیا ہر نماز میں قرأت ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں۔

نوٹ...... یہ حدیث نمبر ۱۸، ۸۳، ۲۹۴ پر بھی آرہی ہے امام بخاریؒ نے پانچ جگہ نقل کی ہے مگر متن اتنا ہی ہے جب کہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ مسند احمد ج ۲/ص ۴۴۸ پر اس کے ساتھ حضرت ابو درداءؓ سے نقل فرماتے ہیں " نہیں دیکھتا میں مگر یہ کہ جب امام قرأت کرے تو وہ سب کے لئے کافی ہے۔"اس حدیث کامدار معاویہ بن صالح پر ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی، عبد اللہ بن وہب (طحاوی ج ۱/ص ۱۵۸)اور حماد بن خالد (کتاب القراءۃ ص ۱۴۹)اس کو ابو درداءؓ کا فتویٰ قرار دیتے ہیں(جو غیر مدرک بالقیاس ہونے کی وجہ سے حکماً مرفوع ہے)ابو صالح اس کو نبی ﷺ کی طرف مرفوع کرتے ہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲/ص ۱۶۲)اور زید بن حباب ان دونوں باتوں میں گویایوں تطبیق دیتے ہیں کہ یہ مرفوع بھی ہے اور موقوف فتویٰ بھی۔ چنانچہ یہ اس کو دونوں طرح روایت کرتے ہیں مرفوع بھی

(نسائی ج ۱/ص ۱۴۶، دار قطنی ج ۱/ص ۳۳۲، بیہقی ج ۲/ص ۱۶۲) اور موقوف بھی روایت کرتے ہیں (مسند احمد ج ۶/ص ۴۴۸) جس سے معلوم ہوا کہ حدیث دونوں طرح ثابت ہے مرفوع حقیقی بھی ہے اور مرفوع حکمی بھی' بلکہ حضرت ابو درداءؓ نے جب فرمایا تو مجلس نبوی ﷺ میں وہ بالکل آپ کے قریب تشریف فرما تھے گویا آپ ﷺ کے سننے کی وجہ سے مرفوع تقریری بھی ہے اسی لیے علامہ ہیثمیؒ نے مرفوع نبوی ﷺ کے بارے میں فرمایا: اسنادہٗ حسن (مجمع الزوائد ج ۲/ص ۱۱۰) امام بخاریؒ نماز میں صرف فاتحہ کی قرأت کو ہی واجب قرار دیتے ہیں اور نبی ﷺ کے اس ارشاد گرامی اور حضرت ابو درداءؓ کے فتویٰ میں اس واجب قرأت کو ہی مقتدیوں کے لئے کافی قرار دیا ہے امام بخاریؒ کا اس کو نہ مرفوعاً نقل کرنا نہ موقوفاً یہ آپ کی محدثانہ شان سے بہت فروتر ہے ایک ہی حدیث کے نصف حصہ کو پانچ دفعہ دہرانا اور آخری حصہ کو ہر دفعہ نظر انداز فرما جانا کوئی اچھا تأثر نہیں چھوڑتا۔ جب یہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے تو رفع کو وہم قرار دینا اصول شکنی ہے۔ حق یہ ہے کہ مرفوع حسن ہے موقوف صحیح۔

باب وجوب القراءۃ للامام و المأموم وأدنٰی ما یجزئ من القراءۃ

(۱۸)...... قال البخاری قال اللہ عزوجل : فاقرؤا ما تیسر منه

ترجمہ ...... کہا بخاری نے فرمایا اللہ عزوجل نے پڑھو جو آسان ہو تم پر اس قرآن سے۔

جس طرح پانی کے ہر قطرہ کو پانی کہتے ہیں اسی طرح قرآن پاک کی ہر آیت کو قرآن کہتے ہیں۔ قرآن کی آیت کے قرآن ہونے کا انکار قطعاً اجماع امت کے خلاف ہے پس کوئی آیت بھی قرآن کی پڑھ لی جائے تو اس حکم پر عمل ہو گیا اور فرض ادا ہو گیا۔ ہاں آگے واجب درجے کی قرات واجب ' سنت درجے کی سنت اور مستحب درجے کی مستحب رہے گی۔ رسول اللہ اقدس ﷺ نے یہ حکم اکیلے نمازی کو دیا جیسا کہ حدیث مسیئ الصلاۃ میں ہے اور وہ حدیث نمبر ۱۰۱ ' ۱۱۵ پر آرہی ہے۔ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ فاتحہ ہی آسان ہے جس کی سات آیات ہیں ' سورۃ الناس کی چھ آیات ' سورۃ القدر ' سورۃ الفیل ' سورۃ اللھب ' سورۃ الفلق کی پانچ پانچ آیات، سورۃ القریش ' سورۃ الاخلاص کی چار چار آیات سورۃ الکوثر اور سورۃ العصر کی تین تین آیات کیوں آسان نہیں اور ایک آیت کی تلاوت کیوں آسان نہیں ؟

قال : و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا .

ترجمہ ...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا فجر کا قرآن ' کیونکہ فجر کے قرآن میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں۔ (بخاری ' مسلم ' ترمذی ' نسائی)

ظاہر ہے کہ فرشتے فجر کی نماز میں حاضر ہو کر مقتدی بنتے ہیں اور ان کو

قرآن یاد نہیں اسلیئے بوقت قرأت خاموش رہتے ہیں آہستہ آمین کہہ لیتے ہیں۔

واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا۔ وقال ابن عباس رضی الله عنه : هذه فی المكتوبة والخطبة۔

ترجمہ ......اور (نماز میں) جب قرآن پڑھا جائے (امام پڑھے) تو اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فرض نماز اور خطبہ کے بارے میں ہے۔

یعنی جس طرح جمعہ کا خطبہ جو خطیب پڑھتا ہے وہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے ' خواہ کسی کو خطیب کا خطبہ سنائی دے یا نہ دے ' خطیب خطبہ پڑھتا دکھائی دے یا نہ دے یا کوئی خطبہ کے ختم ہونے کے بعد جماعت میں ہی آکر ملے سب کی طرف سے خطبہ ہو گیا۔ اسی طرح فرض نماز باجماعت میں امام جو قرأت کرتا ہے وہ سب کی طرف سے ہو گئی خواہ کسی مقتدی کو امام کی قرأت سنائی دے یا نہ دے ' امام قرأت کرتا دکھائی دے یا نہ دے اور امام کی قرأت ختم ہونے کے بعد کوئی مقتدی رکوع میں ہی آکر ملا اس کی طرف سے بھی قرأت ہو گئی۔ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ بھی فرماتے ہیں۔ **جمع الناس علی أن هذه الآ یة فی الصلاة۔** (مغنی ابن قدامہ ج ۱/ص ۶۰۵) امت کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے تو یہ مسئلہ قرآن پاک سے ہی حل ہو گیا۔

وقال أبو الدرداءؓ سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم أفی كل صلاة قراءة قال : نعم : قال رجل من الأنصار : وجبت.

ترجمہ ...... حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا ہر نماز میں قرأت کرنی چاہیئے ؟ فرمایا : ہاں۔ ایک انصاری نے کہا : واجب ہو گئی۔

اس پر بحث گزر چکی ہے۔

(۱۹) ......قال البخاری وتواتر الخبر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لا صلاة الا بقراء ة ام القرآن وقال بعض الناس : یجزیه آیة آیة فی الرکعتین الأولیین بالفارسیة ولا یقرأ فی الأخریین ۔ وقال أبو قتادةؓ : کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الأربع ۔ وقال بعضهم : ان لم یقرأ فی الأربع جازت صلاته وهذا خلاف قول النبی صلی الله علیه وسلم لا صلاة إلا بفاتحة الکتاب ۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ نے کہا یہ خبر رسول اللہ ﷺ سے متواتر ہے کہ قرأت فاتحہ کے بغیر نماز نہیں (فاتحہ کے بعد سورۃ کا پڑھنا بھی روایتاً اور عملاً متواتر ہے)۔ بعض لوگوں نے کہا کہ پہلی دو رکعتوں میں ایک ایک آیت فارسی میں پڑھنا جائز ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کو مذہب حنفی سے پوری واقفیت نہیں، فارسی میں قرأت کے جواز سے امام صاحبؒ نے رجوع فرمالیا تھا۔ اس پر اعتراض کا کیا معنی ؟) اور یہ کہ آخری دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے۔ (حالانکہ سب حنفی قرأت کرتے ہیں مگر آخری دو رکعتوں میں فرائض میں فاتحہ کو سنت کہتے ہیں)۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کو مذہب حنفی کا صحیح علم نہیں ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت علقمہؒ اور حضرت امام ابراہیم نخعیؒ سے روایات لائے ہیں کہ وہ آخری دو رکعتوں میں قرأت نہیں کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۳۷۲، عبد الرزاق ج ۲/ص ۱۰۱) ان کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ چاروں رکعات میں (فاتحہ) پڑھتے تھے (الحمد للہ حنفی بھی چاروں میں پڑھتے ہیں) اور ان میں سے بعض نے کہا کہ چار رکعات میں سے اگر ایک میں قرأت نہ کرے تو نماز جائز ہے (یہ ہرگز مذہب حنفی نہیں ہے) اور یہ رسول پاک ﷺ کی حدیث کے خلاف ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(۲۰)...... فان احتج وقال :قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلاۃ ولم یقل لا یجزئ قیل لہٗ ان الخبر اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحکمہ علی اسمہ وعلی الجملۃ حتی یجیئ بیانہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جابر بن عبد اللہ : لا یجزیہ إلا بأم القرآن۔

ترجمہ ...... اگر کوئی دلیل دے کہ نبی ﷺ نے لا صلاۃ فرمایا لایجزی تو نہیں فرمایا تو کہا جائے گا کہ جب نبی پاک ﷺ سے کوئی خبر آئے تو حکم اس کے اسم پر ہوتا ہے اور جملہ پر یہاں تک کہ خود نبی پاک ﷺ سے کوئی وضاحت آئے۔ کہا جابر بن عبد اللہؓ نے بغیر فاتحہ کے جائز نہیں۔

یہ بات امام بخاریؒ نے محض بے سند حضرت جابرؓ کی طرف منسوب کر دی ہے حالانکہ مدینہ منورہ کی کتاب موطا امام مالک میں نہایت صحیح سند کے ساتھ ہے "حضرت جابرؓ" فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایک رکعت بھی فاتحہ کے بغیر پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوئی مگر امام کے پیچھے ہو (تو بغیر فاتحہ پڑھے ہو جاتی ہے)۔"اس کو امام بخاریؒ کے شاگرد خاص نے بھی حسن صحیح کہا ہے۔(ترمذی) دیکھو امام بخاریؒ کے پردادا استاد امام مالکؒ کی موطا ص ۲۸ 'امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ کی موطا ص ۹۳ 'امام بخاریؒ کے دادا استاد عبد الرزاقؒ کی مصنف ج ۲ / ص ۱۲۱ 'امام بخاریؒ کے دوسرے استاد ابو بکر بن ابی شیبہؒ کی مصنف ج ۱ / ص ۳۶۰ 'امام بخاریؒ کے شاگرد کی کتاب ترمذی ص ۷۱۔

(۲۱)...... فان احتج فقال: إذا أدرك الركوع جازت فكما أجزأته في الركعة كذلك تجزيه في الركعات قيل له : أنما أجاز زيد بن ثابت وابن عمر والذين لم يروا القراء ة خلف الامام فأما من رأى القراء ة فقد قال أبو هريرة لا يجزيه حتى يدرك الا مام قائما و قال أبو سعيد وعائشة رضى الله عنهما : لا يركع أحد كم حتى يقرأ بأم القرآن وإن كان ذلك

أجماعًا لكان هذا المدرك للركوع مستثنٰى من الجملة مع أنه لا إجماع فيه واجتج بعض هٰؤلاء فقال : لايقرأ خلف الامام لقول الله سبحانه وتعالىٰ : فاستمعوا له وانصتوا فقيل له فيثني على الله والا مام يقرأ؟ قال نعم قيل له فلم جعلت عليه الثناء' والثناء عندك تطوع تتم الصلاة بغيره؟ والقرآء ة في الأصل واجبة أسقطت الواجب بحال الأمام لقول الله تعالىٰ : فاستَمِعُوْا وأمرته أن لا يستمع عنه الثناء ولم تسقط عنه الثناء وجعلت الفريضة أهون حالاً من المتطوع وزعمت أنه إذا جاء والإمام في الفجر فإنه يصلي ركعتين لا يستمع ولا ينصت لقراء ة الامام وهٰذا خلاف ما قاله النبي صلى الله عليه وسلم قال : اذا أقيمت الصلاة فلا صلاة ألا المكتوبة۔

ترجمہ ...... پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب مدرک رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے تو اس طرح اس کی باقی رکعات بھی جائز ہو جائیں گی تو کہا جائے گا کہ مدرک رکوع کی رکعت کو صرف زید بن ثابتؓ' ابن عمرؓ اور ان لوگوں نے جائز رکھا ہے جو قرأت خلف الامام کے قائل نہیں اور جو قرأت کے قائل ہیں جیسے ابو ہریرہؓ نے کہا جو قیام میں نہ ملے اس کی رکعت جائز نہیں اور حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کوئی فاتحہ پڑھے بغیر رکوع نہ کرے۔ اگر اس مسئلے پر (کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے) اجماع ہے تو اس رکعت کو مستثنیٰ قرار دیا جائے گا جب کہ اس مسئلہ پر اجماع نہیں اور بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو' تو اسے کہا جائے گا کہ جب امام قرأت کرے اس وقت ثناء پڑھ سکتا ہے' وہ کہے گا پڑھ سکتا ہے' اسے کہا جائے گا کہ ثناء تیرے نزدیک نفل ہے اس کے بغیر نماز ہو جاتی ہے اور قرأت واجب ہے' تو نے واجب کو گرا دیا کہ اللہ نے

امام کی قرأت کی طرف توجہ کرنے کا حکم دیا ہے اور تو نے کہا کہ ثناء کے وقت امام کی قرأت کی طرف توجہ نہ دو اور ثناء کو تو نے مقتدی سے ساقط نہیں کیا اور فرض کا درجہ نفل سے گرادیا اور تیرا خیال ہے کہ جب مقتدی آئے اور امام نماز فجر پڑھا رہا ہو تو وہ دو رکعات پڑھ لے ' نہ امام کی قرأت پر توجہ دے ' خاموش رہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے کہ جب نماز قائم ہو جائے تو کوئی نماز نہیں مگر فرض۔

مدرک رکوع :۔

امام بخاریؒ نے مدرک رکوع کا مسئلہ چھیڑا ہے حالانکہ رکوع میں ملنے والے کی وہ رکعت شمار ہو گی ' یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ علامہ عراقیؒ ' علامہ نوویؒ سے نقل کرتے ہیں کہ رکوع میں مل کر رکعت شمار نہ کرنے کا قول شاذ اور منکر ہے ' ائمہ اربعہ وغیر ہم سے جو قول معروف ہے اور جس پر لوگ ہمیشہ ہمیشہ سے قائم ہیں وہ رکوع کی رکعت کا معتبر ہونا ہے۔ (طرح التثریب ج ۲ / ۳۶۴) اور حافظ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں کہ "امام مقتدی کی طرف سے قرأت کو برداشت کر لیتا ہے کیونکہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدی جب امام کو رکوع میں پائے تو تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور کسی شے کی قرأت نہ کرے۔ (الکافی لابن عبد البر ص ۴۰) لیکن امام بخاریؒ اس اجماع کا دبی زبان سے انکار کر کے شاذ اور منکر قول کو قبول کر رہے ہیں۔ حالانکہ امام بخاریؒ نہ قرآن سے نہ کسی صحیح حدیث سے نہ کسی صحابی سے نہ تابعی ' نہ تبع تابعی ' نہ ہی ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک سے یہ نہیں دکھا سکتے کہ رکوع میں ملنے والے کو وہ رکعت دہرانا ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت عائشہؓ کا نام محض بے سند لکھ دیا ہے ورنہ ان میں سے کسی ایک سے بھی اس رکعت کا دہرانا ثابت نہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ کا اجماع کو چھوڑ کر ایک شاذ اور منکر قول کو اپنانا بہت ہی بے بسی کی دلیل ہے۔

نوٹ...... امام بخاریؒ نے اجماع کو چھوڑنے کے بعد ہماری قرآنی دلیل پر توجہ فرمائی۔ تحقیقی طور پر وہ تسلیم فرما چکے ہیں کہ یہ آیت نماز اور خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر امام بخاریؒ تحقیقی بات کو چھوڑ کر الزامی جواب کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ الزامی جواب مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر مؤلف خصم کے مذہب ہی کو نہیں جانتا اس لئے الزام قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ مذہب حنفی کا مفتی بہ قول یہی ہے کہ جب امام قرأت کر رہا ہو تو لایاتی بالثناء مطلقًا (کبیری ص ۳۰۴) مؤلف نے پہلے جواب میں اجماع کو چھوڑ کر شاذ و منکر قول کو سینے سے لگایا اور یہاں مفتی بہ قول چھوڑ کر غیر مفتی بہ قول پر الزام قائم کر دیا اور اس پر یہ عجب نتیجہ نکالا کہ فرض کو نفل سے کم تر کر دیا۔ نامعلوم مؤلف نے یہ کیسے لکھ دیا۔ جب قرآن سے ثابت ہوا کہ امام پر قرأت فرض ہے اور مقتدی پر انصات، تو مقتدی نے اپنا فرض پورا کیا، ساقط کہاں کیا؟ کیا مؤلف اتنی موٹی بات بھی نہ سمجھ سکا؟ (راجع ! امام الکلام ص ۲۴۷) اسی طرح خصم کا مذہب یہ ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے، اس لئے مقتدی انصات کرے جیسے کشتی کی حرکت کشتی نشین کے لئے کافی ہے وہ آرام سے بھی بیٹھا رہے تو اس کا سفر طے ہو رہا ہے لیکن جو کشتی سے باہر ہے، خواہ کتنا ہی قریب ہو اس کو کشتی کی حرکت سے کیا تعلق؟ اسی طرح جو الگ کھڑا سنتیں پڑھ رہا ہے اس کے لئے امام کی قرأت کب کافی ہے، وہ جب جماعت میں شامل ہو کر مقتدی بنے گا تو حکم انصات کا مخاطب ہو گا، محترم خصم نے کب کہا ہے کہ جماعت سے باہر کھڑا ہوا آدمی بھی حکم انصات کا مخاطب ہے۔ الغرض مؤلف کا کوئی الزام بھی مسلمات خصم پر مبنی نہیں ہے۔

(۲۲)...... فقال : ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال : من کان له أمام فقراء ة الإمام له قراء ة فقیل له هذا خبر لم یثبت عند أهل العلم من أهل الحجاز واهل العراق وغیرهم لارساله وانقطاعه۔ رواه ابن شداد

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ ...... (اگر کسی نے) کہا کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے پس امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے' تو اس کو کہا جائے گا کہ یہ حدیث اہل حجاز 'اہل عراق اور ان کے علاوہ اہل علم کے نزدیک ارسال اور انقطاع کی وجہ سے ثابت نہیں اس کو ابن شداد نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "یہ حدیث مسنداً اور مرسلاً دونوں طرح مروی ہے لیکن اکثر ائمہ ثقات نے اسے عبد اللہ بن شداد کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور بعض نے مسنداً بھی روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے قرآن اور سنت کا ظاہر اس مرسل کی تائید کرتا ہے صحابہؓ اور تابعین میں سے جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں اور ایسی مرسل حدیث باتفاق ائمہ اربعہ وغیر ہم حجت ہے 'امام شافعیؒ نے ایسی مرسل حدیث کے ساتھ حجت پکڑنے کی تصریح کی ہے۔" (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۳ / ص ۲۷۰) امام ابن تیمیہ کی بات بالکل صحیح ہے' اہل عراق سے موطا محمدؒ 'کتاب الآثار امام محمدؒ 'کتاب الآثار ابو یوسفؒ میں یہ حدیث ثابت ہے' انہوں نے اس پر اپنے مذہب کا مدار بھی رکھا ہے بلکہ اہل عراق کے ہاں اس کی اکثر سندیں مسند ہیں اور امام بخاریؒ سے پہلے اہل حجاز میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث کو مرسل کہہ کر رد نہیں کیا اور کر بھی کیسے سکتے تھے کیونکہ اہل حجاز اور اہل عراق کے ہاں تو مرسل کے حجت ہونے میں اتفاق ہے اور ایسی مرسل معتضد کے صحیح ہونے پر تو پوری امت کا اجماع ہے۔

(۲۳) ...... قال البخاری وروی الحسن بن صالح عن جابر عن ابی الزبیر عن النبی ﷺ ولا یدری أسمع جابر من أبی الزبیر۔

ترجمہ ...... بخاریؒ نے کہا حسن بن صالح نے جابر سے 'اس نے ابو الزبیر سے اس نے نبی ﷺ سے (یہ حدیث قرأۃ الامام والی) روایت کی ہے اور نہیں جانا گیا

کہ جابر نے ابو الزبیر سے سنا ہے۔

مؤلف نے ایک جابر جعفی والا طریق ذکر کیا ہے حالانکہ مسند امام اعظمؒ، موطا امام محمدؒ ص ۹۸، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ، کتاب الآثار امام محمد میںؒ کئی سندوں سے یہ حدیث ہے اور ایک سند میں بھی جابر جعفی کا واسطہ نہیں۔ مؤلف کے استاد امام احمدؒ نے (مسندج ۳ / ص ۳۳۹) اور دوسرے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے (مصنف ج ۱ / ص ۳۷۷) میں بھی یہ حدیث روایت کی ہے جس میں جابر جعفی کا واسطہ نہیں۔ ان صحیح سندوں کو چھوڑ کر مؤلف کو جابر جعفی کے پیچھے پڑنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ جس سندوں کو مدعی پیش کرتا ہے ان پر جرح کی ہمت نہیں پڑتی اور جن کو مدعی نے پیش نہیں کیا ان پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

وذكر عن عبادة بن الصامت وعبد الله بن عمروؓ صلى النبي صلى الله عليه وسلم الفجر فقرأ رجل خلفه فقال له لا يقرأن أحدكم والا مام يقرأ الا بأم القرآن.

ترجمہ:...... حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت بعد اللہ عبد اللہ بن عمرو سے بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، کسی آدمی نے پیچھے قرأت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کر رہا ہو تو نہ پڑھو مگر فاتحہ۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو نہ اہل عراق کے اہل علم نے قبول کیا، ان کا مذہب صراحۃً اس کے خلاف ہے، نہ ہی اہل حجاز نے اس کو قبول کیا موطا میں اس کے خلاف باب ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب امام جہر کرے تو مقتدی قرأت نہ کرے (ص ۶۸) معلوم ہوا کہ مؤلف محض دوسروں کو مرعوب کرنے کیلئے اہل عراق اور اہل حجاز کا نام لیتے ہیں، خود نہ اہل حجاز کی مانتے ہیں اور نہ اہل عراق کی۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمدؒ اور ائمہ حدیث نے معلول قرار دیا ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۳)

فلو ثبت الخبر ان کلاهما لکان هٰذا مستثنٰی من الأول لقوله : لا یقرأن الا بام الکتاب وقوله من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة جملة وقوله الا بأم القرآن مستثنٰی من الجملة کقول النبی ﷺ جعلت لی الأرض مسجدا وطهورا ثم قال فی احادیث أخر إلا المقبرة وما استثناه من الأرض والمستثنٰی خارج من الجملة و کذلك فاتحة الکتاب خارج من قوله من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة مع انقطاعه

ترجمہ......اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہو جائیں تو فاتحہ پہلی حدیث سے مستثنی ہو گی یعنی امام کی قرأت سب کے لئے قرأت ہے سوائے فاتحہ کے ' جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کر دی گئی ہے' دوسری جگہ فرمایا سوائے قبرستان اور حمام کے جس طرح حمام خارج ہو گیا اسی طرح فاتحہ من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة سے خارج ہو گئی اگرچہ یہ حدیث منقطع ہے۔

اولاً تو ثابت ہو چکا کہ پہلی حدیث ثابت بھی ہے 'کتاب و سنت اور تعامل صحابہؓ و تابعینؒ سے مؤید بھی ' دوسری حدیث معلول بھی ہے اور کتاب و سنت اور تعامل خیر القرون کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ بلکہ منکر بھی ہے۔ تاہم مؤلف نے جو قیاس کیا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے ' جب زمین کو پاک قرار دیا گیا تو نماز ہر جگہ جائز ہو گئی مگر حمام میں نجاست حقیقی اور مقبرہ میں نجاست حکمی کی وجہ سے نماز جائز نہ رہی ' یہاں وجہ فرق کیا ہے ' کیا معاذ اللہ ۱۱۳ سورتیں طاہر ہیں اور فاتحہ میں معاذ اللہ کوئی حقیقی یا حکمی نجاست ہے 'بلکہ یہاں تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ قرآن کلام خداوندی کی صفت ہے ' وہ قیوم ہے اس لئے قیام میں اس کی تلاوت جائز لیکن رکوع اور سجدے میں تلاوت سے خدا کی صفت کو جھکانا لازم آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی صفت کی توہین ہے 'اس لئے رکوع و سجدہ میں تلاوت

جائز نہیں اسی طرح خدا کی صفت کو مقتدی بنانا بھی اس کی توہین ہے تو جب ۱۱۳ سورتوں کو مقتدی بنانا توہین ہے تو ام القرآن کو مقتدی بنانا تو اس کی زیادہ توہین ہو گی۔ بہر حال مؤلف قیاس تو کرتے ہیں مگر وہ اس فن کے بزرگ نہیں اسی لئے کامیاب نہیں ہوتے۔

قیاس ہی قیاس :۔

وقيل له اتفق أهل العلم وأنتم أنه لا يحتمل الامام فرضًا عن القوم ثم قلتم القرأة فريضية ويحتمل الامام هذا الفرض عن القوم فيما جهر الامام اولم بحهر ولا يحتمل الا مام شيئا من السنن نحوالثناء والتسبيح والتحميد فجعلتم الفرض أهون من التطوع و القياس عندك أن لا يقاس الفرض بالتطوع وان لا يجعل الفرض أهون من النطوع وان يقاس الفرض أو الفرع بالفرض إذا كان من نحوه فلو قست القراء ة بالر كوع والسجود والتشهد اذا كانت هٰذه كلها فرضا ثم اختلفوا فى فرض منها كان أولىٰ عند من يرىٰ القياس أن يقيسوا الفرض او الفرع بالفرض۔

ترجمہ ...... یہ بھی کہا گیا کہ جب اہل علم کا اور تمہارا اتفاق ہے کہ امام قوم کی طرف سے فرض ادا نہیں کر سکتا' ادھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ قرأت فرض ہے اور قوم کی طرف سے امام یہ فرض ادا کر دیتا ہے' خواہ قرأت سری ہو یا جہری لیکن امام سنن میں سے کوئی چیز قوم کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا جیسے ثناء' تسبیح تحمید پس تم نے فرضوں کو نفلوں سے بھی فروتر کر دیا۔ حالانکہ تمہارا قیاس یہ ہے کہ نہ تو فرائض کو نوافل پر قیاس کیا جائے اور نہ فرض کو نفل سے گرایا جائے اور نہ فرض یا فرع کو فرض پر قیاس کیا جائے جب اس کی جنس سے ہو اور اگر قرأت کو رکوع' سجود اور تشہد پر اس لئے قیاس کیا جائے کہ یہ بھی فرض ہیں۔

اس سارے قیاس اور الزام کی بنیاد یہ بنائی ہے کہ تم مقتدی پر قرأت کو

فرض کہتے ہو' پھر امام یہ فرض تو قوم کی طرف سے ادا کر دیتا ہے مگر سنن ادا نہیں کر سکتا' حالانکہ یہ بنیاد ہی غلط ہے ہم کب کہتے ہیں کہ مقتدی پر قرأت فرض ہے ؟ ہم تو کہتے ہیں کہ امام پر قرأت فرض ہے اور مقتدی پر انصات فرض ہے' دونوں اپنا اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔

(۲۴)......وقال ابو هريرة وعائشة رضى الله عنهما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهى خداج

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور اس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے۔

یہاں اسکو محض بے سند بیان کیا ہے' اس میں مقتدی کی صراحت بھی نہیں۔

کچھ اور بے سند اقوال :۔

(۲۵)...... وقال عمر بن الخطابؓ : اقرأ خلف الأمام قلت وإن قرأت قال : نعم وإن قرأت و كذلك قال أبى بن كعب و حذيفة بن اليمان وعبادة بن الصامت رضى الله تعالىٰ العلم عنهم ويذكر عن على بن أبى طالب و عبد الله بن عمر و وأبى سعيد الخدرى و عدة من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم نحو ذلك.

ترجمہ ...... حضرت عمرؓ نے فرمایا: امام کے بعد قرأت کر لیا کر' میں نے کہا اگرچہ آپ نے قرأت کی ہو' فرمایا: ہاں اگرچہ میں نے قرأت کی ہو اور اسی طرح کہا ابی بن کعب، حذیفہ بن الیمان اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم نے اور ذکر کیا جاتا ہے حضرت علیؓ بن ابی طالب' حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضرت ابو سعید خدریؓ اور کئی ایک صحابہ کرام سے اسی طرح۔

(۲۶)...... وقال القاسم بن محمد كان رجال أئمة يقرؤون خلف الإمام.

ترجمہ ...... اور کہا قاسم بن محمد نے کہ ائمہ لوگ قرأت خلف الامام کے قائل تھے۔

(۲۷)...... وقال ابو مریم : سمعت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقرأ خلف الامام۔

ترجمہ ...... اور کہا ابو مریم نے میں نے سنا ابن مسعودؓ کو کہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے

(۲۸)...... وقال أبو وائل عن ابن مسعود : انصت للامام۔

ترجمہ ...... اور روایت کیا ابو وائل نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ امام کے ساتھ خاموش رہ۔

(۲۹)...... وقال ابن المبارك : دل ان هٰذا فی الجهر وانما يقرأ خلف الامام فيما سكت الامام.

ترجمہ ...... ابن مبارک نے کہا : دلیل ہے کہ جب امام جہر کرتا تو خاموش رہتے سوائے اسکے نہیں کہ پڑھا جاتا ہے امام کے پیچھے جب وہ خاموش رہے۔

(۳۰) ...... وقال الحسن وسعيد بن جبير ومیمون بن مهران وما لا احصی من التابعين و أهل العلم : أنه يقرأ خلف الإمام وإن جهر وكانت عائشة رضی الله عنها تأمر بالقراءة خلف الأمام۔

ترجمہ ...... اور کہا حسن ، سعید بن جبیر ، میمون بن مہران اور بہت سے تابعین اور اہل علم نے کہ امام کے پیچھے قرأت کرے اگرچہ امام بلند آواز سے پڑھتا ہو اور عائشہ حکم دیتی تھیں قرأت خلف الامام کا۔

(۳۱)...... وقال خلال : حدثنا خنظلة بن أبي المغيرة قال سألت حماداً عن القراءة خلف الأمام فی الأولى و العصر فقال : كان سعيد بن جبير يقرأ فقلت أی ذلك احب اليك ؟ فقال : ان تقرأ.

ترجمہ ...... خلال نے کہا: ہمیں حنظلہ بن ابی مغیرہ نے بیان کیا کہ میں نے حماد سے پوچھا کہ ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے قرآن پڑھیں۔ اس نے کہا سعید بن جبیر قرآن پڑھتے تھے' میں نے کہا تجھے کیا پسند ہے کیا یہ کہ تو قرآن پڑھے۔

یہ بے سند روایت ہے' امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ بواسطہ ہشیم ابو بشر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے سوال کیا: کیا امام کے پیچھے قرأت کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: امام کے پیچھے کسی قسم کی کوئی قرأت نہیں کی جا سکتی۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۳۷۷)

(۳۲)...... وقال مجاهد: إذا لم يقرأ خلف الامام أعاد الصلوة وكذلك قال عبد الله بن الزبيرؓ وقيل له: احتجاجك بقول الله تعالىٰ: اذا قرئ القران فاستمعوا له وأنصتوا أرأيت إذا لم يجهر الإمام يقرأ من خلفه فان قال لا بطل دعواه لأن الله تعالىٰ قال: فاستمعوا له وأنصتوا وانما يستمع لما يجهر مع أنا نستعمل قول الله تعالىٰ فاستمعوا له نقول يقرأ خلف الامام عند السكتات۔

ترجمہ ...... (امام بخاریؒ بے سند لکھتے ہیں کہ) مجاہد نے کہا کہ جب امام کے پیچھے قرأت نہ کرے تو نماز لوٹائے اور اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ تو جو آیت واذا قرئ القرآن سے دلیل لیتا ہے' یہ کہ جب امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے اس وقت مقتدی قرأت کرے گا' اگر کہے نہیں کرے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ "توجہ کرو اور خاموش رہو" اور توجہ جب ہوتی ہے کہ امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو' حالانکہ ہم اس آیت پر عمل کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے سکتات میں پڑھتے ہیں۔

(۳۳)...... قال سمرة رضى الله عنه: كان للنبى صلى الله عليه وسلم سكتتان سكتة حين يكبر وسكتة حين يفرغ من قرآنه.

ترجمہ ...... حضرت سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ دو سکتے فرماتے' ایک سکتہ اس وقت جب تکبیر کہتے' دوسرا سکتہ اس وقت جب قرأت سے فارغ ہو جاتے۔

(۳۴)...... وقال ابن خيثم : قلت لسعيد بن جبير : أقرأ خلف الإمام ؟ قال : نعم وإن كنت تسمع قراء ته فانهم قد أحدثوا مالم يكونوا يصنعونه ان السلف كان إذا أم أحدهم الناس كبر ثم انصت حتىٰ يظن ان من خلفه قرأ بفاتحة الكتاب ثم قرأ و انصتوا۔

ترجمہ ...... ابن خیثم نے کہا میں نے سعید بن جبیرؒ سے کہا کیا امام کے پیچھے قرأت کی جائے ؟ انہوں نے کہا ہاں اگرچہ تو امام کی قرأت سن رہا ہو' کیونکہ لوگوں نے اب نئی بدعت نکال لی ہے پہلے لوگ ایسا نہیں کرتے تھے بیشک پہلے لوگوں میں سے جب کوئی امام بنتا تو اللہ اکبر کہہ کر خاموش رہتا یہاں تک کہ امام کو گمان ہو جاتا کہ مقتدیوں (کی پہلی شفٹ) نے فاتحہ پڑھ لی ہو گی' پھر امام قرأت کرتا اور مقتدی خاموش رہتے۔

(۳۵)...... وقال أبوهريرة رضى الله عنه كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا أرا دأن يقرأ سكت سكتة.

ترجمہ ...... اور کہا ابو ہریرہؓ نے کہ نبی ﷺ قرأت سے پہلے سکتہ فرماتے (ثناء کے لئے)۔

(۳۶)...... وكان أبو سلمة بن عبدالرحمن وميمون بن مهران وغيرهم و سعيد بن جبير يرون القراء ة عند سكوت الامام إلى نون نعبد لقول النبى صلى الله عليه وسلم : لاصلاة إلا بفاتحة الكتاب فتكون قراء ته فإذاقرأ الامام أنصت حتى يكون متابعاً لقول الله تعالىٰ : من يطع الرسول فقد اطاع الله وقوله ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له

الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم۔ وساء ت مصيرا۔ و اذا ترك الامام شيئاً من الصلاة فحق على من خلفه أن يتموا قال علقمة أن لم يتم الإمام اتممنا۔

ترجمہ ...... اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور میمون بن مہران وغیرہ اور سعید بن جبیر یہ رائے رکھتے تھے کہ امام کے خاموش رہنے کے وقفہ میں نعبد کے نون تک مقتدی پڑھ لے (ساری فاتحہ نہیں) کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: فاتحہ کے بغیر نماز نہیں (جیسے خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں) پس "ن" نعبد تک مقتدی کی قرأت ہوگی اور جب امام قرأت کرے گا تو مقتدی خاموش ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فاستمعوا له پر بھی عمل ہو جائے اسطرح اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کی تابعداری ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو کوئی مخالفت کرے رسول ﷺ کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف (یعنی اجماع کے خلاف) تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے اس کو ہم دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا اور جب چھوڑ دے امام کچھ نماز سے تو ضروری ہے کہ مقتدی اس کمی کو پورا کریں۔ علقمہ نے کہا اگر امام نے پورا نہ کیا تو ہم پورا کریں گے۔

فائدہ (۱) ...... مؤلف نے نمبر ۳۴ میں انصات کا معنی واضح کر دیا کہ مقتدی امام کے پیچھے آہستہ پڑھیں گے اور امام ان کیلئے انصات کرے گا' پھر امام بلند آواز سے قرأت کریگا اور مقتدی انصات کریں گے۔ ثابت ہو گیا کہ انصات کا تعلق جہر اور سر دونوں کے ساتھ ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جب امام مقتدیوں کے لئے انصات کرے گا تو آہستہ بھی کچھ نہیں پڑھے گا اور جب مقتدی امام کے لئے انصات کریں گے تو آہستہ بھی کچھ نہیں پڑھیں گے' کیونکہ آہستہ پڑھنا بھی انصات کے خلاف ہے' اس سے نمبر ۳۲ والے اعتراض کا مؤلف نے خود جواب دے دیا۔

فائدہ (۲)...... جس مقتدی نے صرف نعبد کے "ن" تک فاتحہ پڑھی اس نے نبی پاک ﷺ کی حدیث پر عمل نہ کیا اور اللہ ورسول اللہ ﷺ نے یہ تقسیم فرمائی تھی کہ قرأت امام کرے اور انصات مقتدی۔ مؤلف نے اس تقسیم کو ختم کر کے دونوں پر قرأت اور انصات کا بوجھ لاد دیا' اس طرح کہ امام پہلے انصات کرے پھر قرأت اور مقتدی پہلے قرأت کرے پھر انصات۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی خطبہ جمعہ کے بارے میں کہے کہ امام ممبر پر کھڑا ہو کر خاموش رہے تاکہ حاضرین خطبہ پڑھ لیں پھر امام پڑھے اور حاضرین خاموش رہیں۔

فائدہ (۳)...... مؤلف کے نزدیک جو امام سکتہ نہ کرے وہ بدعتی اور دوزخی ہے تو آج کے غیر مقلد امام سب کے سب بدعتی اور دوزخی ہوئے اور جو مقتدی امام کی قرأت کے ساتھ قرآت کرے وہ بھی بدعتی اور جہنمی ہے جیسا کہ آج کل کے غیر مقلد مقتدی امام کے ساتھ ساتھ قرأت کر کے بدعتی اور جہنمی بن رہے ہیں۔

(۳۷)......وقال الحسن وسعيد بن جبير وحميد بن هلال : اقرأ بالحمد يوم الجمعة وقالُ الآخرون من هؤلاء يجزيه أن يقرأ بالفارسية ويجزيه أن يقرأ بآية ينقض آخرهم على أولهم بغير كتاب ولا سنة و قيل له : من أباح لك الثنآء الامام يقرأ بخبر أو بقياس و خطر على غيرك الفرض وهو القراء ة ؟ ولا خبر عندك ولا اتفاق لأن عدة من أهل المدينة لم يروا الثناء للامام ولالغيره ويكبرون ثم يقرؤن فتحير عنده' فهم في ريبهم يترددون مع أن هذا صنعه في أشياء من الفرض وجعل الواجب أهون من التطوع زعمت أنه أذا لم يقرأ في الركعتين من الظهر أو العصر أو العشاء يجزئ' و إذا لم يقرأ في الركعة من أربع من التطوع لم يجزه قلت : وأذا لم يقرأ في الركعة من المغرب أجزأ ه واذا لم يقرأ في الركعة من الوتر لم يجزه

وكانه مولع أن يجمع بين مافرق رسول الله صلى الله عليه وسلم أو يفرق ماجمع رسول الله عليه وسلم۔

ترجمہ ......(مؤلف محض بے سند پھر لکھتا ہے) کہا حسن، سعید بن جبیر اور حمید بن ہلال نے جمعہ کے دن الحمد پڑھ لیا کر اور ان میں سے متاخرین نے کہا کہ فارسی میں قرات جائز ہے (یہ محض غلط بیانی ہے) یا ایک آیت پڑھ لے تو بھی جائز ہے یہ پہلے، پچھلے ایک دوسرے کی بات کاٹ رہے ہیں (محض غلط دعویٰ ہے) اس سے کہا جائے کہ تیرے لئے امام کی قرأت کے وقت ثناء پڑھنا کس خبر اور قیاس سے جائز ہوا؟ (مؤلف غیر مفتی بہ قول پر اعتراض کر رہا ہے) اور کس نے مقتدی کو قرأت کا فرض ادا کرنے سے منع کیا؟ (مقتدی پر قرأت نہیں انصات فرض ہے) نہ تیرے پاس کوئی خبر ہے (حالانکہ انصات کا حکم قرآن وحدیث دونوں میں ہے) نہ قیاس ہے (بلکہ اجماع ہے کہ مدرک رکوع جس نے نہ اپنی فاتحہ پڑھی، نہ امام کی سنی، وہ مدرک رکعت ہے) کئی ایک اہل مدینہ کی رائے ہے کہ نہ امام ثناء پڑھے، نہ مقتدی، نہ منفرد۔ وہ تکبیر کہہ کر قرأت کرتے ہیں تو وہ حیران ہوا اور شک میں پریشان ہوا (کہ مؤلف کو کسی مذہب کا بھی صحیح علم نہیں) اس کا حال یہ ہے کہ فرض کو نفل سے فروتر کر دیتا ہے جب کہ ظہر، عصر اور عشاء کی (آخری) دو رکعات میں قرأت کے بغیر نماز درست ہے اور نفل کی چاروں رکعات میں قرأت فرض ہے، اگر ایک رکعت میں بھی قرأت نہ کی تو نفل نہ ہوں گے اور فرض مغرب کی آخری رکعت میں قرأت نہ ہو تو درست ہے اور وتر کی آخری رکعت میں قرأت نہ ہو تو وتر درست نہیں گویا تم ادھار کھائے بیٹھے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کو اکٹھا فرمایا تم اس کو الگ الگ کرو گے اور جس کو الگ الگ فرمایا تم اس کو اکٹھا کرو گے۔

مؤلف یہ اعتراض حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علقمہ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ پر کر رہے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ / ص ۱۰۱ ابن ابی

شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۲) یہ لوگ آخری دو رکعات میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

(۳۸)...... وقال البخاری : وروی علی بن صالح عن الأصبهانی عن المختار بن عبد الله ابن أبی لیلٰی عن أبیه علی رضی الله عنه من قرأ خلف الامام فقد أخطأ الفطرة وهٰذا لا یصح لأنه لا یعرف المختار ولا یدری أنه سمعه من أبیه ام لا وأبوه من علی ولا یحتج أهل الحدیث بمثله و حدیث الزهری عن عبد الله ابن أبی رافع عن أبیه أدل وأصح۔

ترجمہ...... حضرت علیؓ فرماتے ہیں : جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ دین فطرت سے بھٹک گیا۔

یہ حدیث محمد بن سلیمان أصبهانی عن عبد الرحمن الأصبهانی عن (عبد الرحمن) ابن أبی لیلٰی عن علی کی سند سے ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۶ پر تھی، البانی کہتا ہے : اسناد جید (ارواء الغلیل ج ۲ / ص ۲۸۲ ابن ترکمانی اسکو حسن کہتے ہیں الجواہر النقی ج ۲ / ص ۱۶۸) اسکے علاوہ مصنف عبد الرزاق ج ۲ / ص ۱۳۷، ۱۳۸ پر رقم ۲۸۰۱، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶ تین سندوں سے تھی مگر مؤلف نے ان سندوں سے صرف نظر کر لیا اور ایک ضعیف سند لکھ کر میدان جیت لیا اور اعتراض کر دیا کہ مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی غیر معروف ہے اور معلوم نہیں کہ اس نے اپنے باپ سے سنا بھی ہے یا نہیں اور اس کے باپ نے حضرت علیؓ سے سنا ہے یا نہیں اور ایسی حدیث سے محدثین حجت نہیں لیتے، اگرچہ اس سند پر ہمارا استدلال موقوف نہیں مگر تاہم طحاوی ج ۱ / ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذات خود حضرت علیؓ سے سنی۔ طحاوی اور دارقطنی میں سرے سے عن أبیه کا واسطہ ہی نہیں، تو مؤلف کا انقطاع کا شبہ ختم ہو گیا اور مختار تابعی ہے، اس کا غیر معروف ہونا مضر نہیں پس یہ سند بھی صحیح ہوئی، مؤلف خود تو بے سند روایات کی اپنے دلائل میں بھر مار کر رہا ہے اور مخالف پر محض بے دلیل غلط اعتراضات وارد کر

رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کی طرح مؤلف کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے اور ہیں اور مؤلف کا یہ کہنا کہ حدیث عبید اللہ اصح بھی ہے اور ادل بھی، ان کی یہ رائے صحیح نہیں اس کی بحث نمبر ا پر دیکھیں حضرت علیؓ نے کہیں نہیں فرمایا کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، بلکہ یہ واضح طور پر فرمایا کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز نہیں ہوتی اور وہ فطرت سے بھٹک گیا۔

(۳۹)...... وروی داؤد بن قیس : عن ابن نجاد رجل من ولد سعد عن سعد وددت أن الذی یقرأ خلف الإمام فی فیه جمرة ۔ وھٰذا مرسل و ابن نجاد لم یعرف ولا سمی۔

ترجمہ ...... حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں انگارہ ہو۔ یہ حدیث مرسل ہے ابن نجاد غیر معروف ہے، کسی نے اس کا نام ذکر نہیں کیا۔

نوٹ ...... یہ حدیث موطا امام محمدؒ ص ۱۰۱ ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۶ پر ہے۔ امام محمدؒ جیسے مجتہد کا اس سے استدلال کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے، یہ مرسل بھی نہیں اور ابن نجاد کو کتاب القراءۃ ص ۱۴۹ پر ابن عجاد لکھا ہے اور ذہبی نے مشتبہ ص ۶۳۱ پر اس کا نام محمد بن عجاد لکھا ہے اور حضرت سعدؓ کے تمام لڑکے عالم تھے پھر تابعی غیر معروف بھی ہو تو یہ کوئی جرح نہیں، بہر حال یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

ولا یجوز لأحد أن یقول فی القارئ خلف الامام جمرة لان الجمرة من عذاب اللہ۔

ترجمہ ...... کسی کو یہ کہنا جائز نہیں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں انگارہ، کیونکہ یہ اللہ کا عذاب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خدا کے عذاب سے عذاب نہ دو۔

نوٹ ...... یہ بات کہ منہ میں انگارہ ہو حضرت علقمہؒ اور اسودؒ نے بھی فرمائی ہے (عبد الرزاق ج ۲ / ص ۱۳۹ ' ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۶) حضرت سعدؓ حضرت علقمہؒ اور حضرت اسودؒ جب اس کو جائز فرماتے ہیں تو ان کے فتویٰ کے خلاف مؤلف کی رائے کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ عذاب دینا نہیں، دھمکی ہے ' ایسی دھمکی حضور ﷺ نے تارک جماعت کو دی ' تو ایسی دھمکی سنت سے ثابت ہے۔

(۴۰) ...... وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تعذبوا بعذاب اللہ ولا ینبغی لأحد أن یتوھم ذلك علی سعد مع إرساله وضعفه۔

ترجمہ ...... اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے عذاب سے عذاب نہ دو اور کسی کو زیب نہیں دیتا کہ حضرت سعدؓ کے بارے میں یہ وہم کرے جب کہ یہ روایت مرسل اور ضعیف ہے۔

(۴۱) ...... وروی أبو حبان عن سلمة بن کھیل عن إبراھیم قال فی نسخة عبد اللہ : وددت أن الذی یقرأ خلف الإمام ملیٔ فوہ نتناً ۔ وھٰذا مرسل لا یحتج به و خالفه ابن عون عن إبراھیم عن الأسود وقال رضفاً ولیس ھٰذا من کلام أھل العلم بوجوہ اما احدھا۔

ترجمہ ...... امام ابراہیم نخعیؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت (فاتحہ و سورۃ) پڑھنے والے کے منہ میں گندگی ڈالی جائے اور یہ مرسل ہے حجت نہیں (حالانکہ ابراہیم نخعی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے) اور اس کے خلاف ابن عون نے ابراہیم اور اسود سے گرم پتھر منہ میں ڈالنا روایت کیا ہے ' یہ کئی وجوہ سے اہل علم کا کلام نہیں ہو سکتا۔

(۴۲) ...... قال النبی صلی اللہ علیه وسلم : لا تلاعنوا بلعنة اللہ ولا بالنار ولا تعذبوا بعذاب اللہ والوجه الآخر أنه لا ینبغی لأحد أن یتمنی أن یملأ

افواه اصحاب النبی مثل عمر بن الخطاب وأبی بن کعب و حذیفة و من ذکرنا رضفاً ولا نتناً ولا تراباً والوجه الثالث : إذا ثبت الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فلیس فی الأسود و نحوہ حجة۔

ترجمہ ...... ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : نہ اللہ کی لعنت سے کسی کو لعنت کرو اور نہ اللہ کے عذاب سے کسی کو عذاب دو(یہاں تعذیب سے منع کیا نہ کہ تخویف سے۔ امام الکلام ص ۲۶۰)دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی آدمی کو لائق نہیں کہ وہ خواہش کرے کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے منہ میں گندگی ' پتھر اور مٹی وغیرہ بھرے جس میں عمر بن خطابؓ ' ابی بن کعبؓ اور حذیفہؓ جیسے بزرگ بھی ہیں (ہم ان کا شمار تارکین قرأت خلف الامام میں کرتے ہیں۔ امام الکلام ص ۲۶۰) تیسری وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ سے حدیث ثابت ہو جائے اور صحابہؓ سے تو پھر اسودؒ " جیسے حضرات کی بات حجت نہیں۔

ان کے ساتھ کتاب ' سنت اور اجماع ہے ترک قرأت خلف الامام میں اور اس کے خلاف ایک بھی صحیح ' صریح ' مرفوع یا موقوف حدیث میں یہ نہیں کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(۴۳) ...... وقال ابن عباس ومجاهد : لیس أحد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا یوخذ من قوله ویترك إلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ ...... (پھر بغیر سند کے لکھتے ہیں)اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒ " کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے۔

(۴۴) ...... وقال حماد : وددت أن الذی یقرأ خلف الإمام ملئ فوہ سکراً۔

ترجمہ ...... اور کہا حماد نے : میری خواہش ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھے

اس کا منہ شکر سے بھرا جائے۔

یہ ایک بے سند قول ہے کیونکہ حماد ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے اور امام بخاریؒ اس کے پندرہ سال بعد (۱۹۴ھ) میں پیدا ہوئے لیکن یہاں کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ پھر شکر بھرنے سے بھی منہ بند ہو جائے گا قرأت کیسے ہوگی؟ اور اس میں فاتحہ کا لفظ بھی نہیں۔

(۴۵)...... وقال البخاری : وروی عمرو بن موسیٰ بن سعد عن زید بن ثابت قال : من قرأ خلف الإمام فلاصلاۃ له یعرف لھٰذا الإسناد سماع بعضھم من بعض ولا یصح مثله۔

ترجمہ...... جامع القرآن حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں : جسے امام کے پیچھے قرأت کی (فاتحہ یا سورۃ پڑھی) اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کی سند کے راویوں کا سماع ایک دوسرے سے ثابت نہیں، اس قسم کی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔

یہ روایت موطا امام محمد ص ۱۰۲، عبد الرزاق ج ۲ / ص ۱۳۷، ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۶ پر ہے۔ امام محمدؒ نے اس سے احتجاج کیا ہے۔ اس لئے یہ صحیح ہے اور عبد الرزاق میں حدثنی موسیٰ بن سعید سے تحدیث کی صراحت ہے اور موطا محمد میں موسیٰ بن سعید سے یحدثه عن زید بن ثابت میں صاف سماع کی تصریح ہے، یہ دونوں کتابیں مؤلف کے دادا استادوں کی ہیں پھر بھی محض بے دلیل بلکہ خلاف دلیل سماع کا انکار کر رہے ہیں۔

(۴۶)...... وکان سعید بن المسیب وعروۃ والشعبی وعبید الله بن عبد الله و نافع ابن جبیر وأبو الملیح والقاسم بن محمد وأبو مجلز و مکحول ومالك ابن عون وسعید بن أبی عروبة یرون القراء ۃ و کان أنس و عبد الله بن یزید الأنصاری یسبحان خلف الإمام۔

ترجمہ...... اور سعید بن مسیب عروہ، شعبی، عبید اللہ بن عبد اللہ، نافع

بن جبیر 'ابو الملیح ' قاسم بن محمد 'ابو مجلز 'مکحول 'مالک بن عون اور سعید بن ابی عروبہ کی رائے تھی کہ قرأت ہونی چاہئے (ان میں سے ایک سے بھی امام بخاریؒ کا سماع ثابت نہیں، نہ یہاں فاتحہ کا لفظ ہے 'نہ خلف الامام کا نہ فرضیت کا بلکہ ان میں سے بعض تارکین قرأت ہیں) حضرت انسؓ اور عبد اللہ بن یزیدؓ انصاری امام کے پیچھے سبحان اللہ کہتے رہتے۔

(۴۷)...... وروی سفیان بن حسین : عن الزهری عن مولی جابر بن عبد الله قال لی جابر بن عبد الله رضی الله عنه : اقرأ فی الظهر والعصر خلف الإمام وروی سفیان بن حسین وقال ابن الزبیر مثله۔

ترجمہ...... حضرت جابرؓ نے کہا :امام کے پیچھے ظہر اور عصر میں قرأت کر اور اسی طرح ابن زبیرؓ نے کہا۔

اس کی سند میں سفیان بن حسین عن زہری ہے 'امام بخاری کے تین استاد امام احمدؒ یحییٰ بن سعید یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ سفیان بن حسین زہری کی روایت میں نہایت ضعیف اور کمزور ہے (میزان الاعتدال) خود زہری مدلس ہے اور یہ عنعنہ ہے اور مولی جابر خود مجہول ہے 'خود امام بخاریؒ کا سماع سفیان بن حسین سے نہیں 'پھر اس میں نہ فاتحہ کا ذکر اور نہ نماز نہ ہونے اور اس کی فرضیت کا ذکر۔امام بخاریؒ نے نامعلوم حضرت جابرؓ کے صحیح ترین اثر کو یہاں کیوں نہ لکھا؟ **من صلی رکعة لم یقرأ فیها بأم القرآن فلم یصل الا أن یکون وراء الامام** (موطا امام مالک 'موطا امام محمد 'قال الترمذیؒ حسن صحیح) اس سے امام مالکؒ اور امام محمدؒ نے احتجاج کیا ہے اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا یقرؤا خلف الإمام** کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۳۷۶)بلکہ پہلے قول کو امام طحاویؒ نے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے اور مرفوع کرنے والا یحییٰ بن سلام ثقہ رواۃ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ :۔

(۴۸)...... قال لنا أبو نعيم : حدثنا الحسن بن أبي الحسناء حدثنا أبو العالية فسألت ابن عمر بمكة ؟ اقرأ في الصلاة ؟ قال : إني لأستحيي من رب هٰذه البنية أن أصلي صلاة لا اقرأ فيها ولو بأم الكتاب۔

ترجمہ ...... حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مکہ مکرمہ میں سوال کیا گیا کہ کیا نماز میں قرأت کروں ؟ فرمایا : مجھے اس گھر کے رب سے شرم آتی ہے کہ میں نماز پڑھوں اور اس میں قرآن نہ پڑھوں اگرچہ ام الکتاب ہو۔

اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابو نعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے اس میں نہ فاتحہ کا ذکر نہ خلف الامام کا' بلکہ معلوم ہوا کہ فاتحہ فرض نہیں اور امام بخاریؒ نے خود جزء بخاری میں لکھا ہے کہ علی بن مدینی نے عبد اللہ بن عمر کو تارکین قرأت میں شامل کیا ہے۔

(۴۹)...... وقال عبد الرحمن بن عبد الله بن سعد الرازی : أخبر نا أبو جعفر عن يحيىٰ البكاء سئل ابن عمر عن القراء ة خلف الامام فقال ما كانوا يرون بأسا أن يقرأ بفاتحة الكتاب في نفسه۔

ترجمہ ...... حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے قرأت خلف الامام کے بارے میں پوچھا گیا' فرمایا کہ فاتحہ دل میں سوچ لینے میں لوگ زیادہ حرج نہیں سمجھتے ہیں۔

(۵۰)...... وقال الزهری : عن سالم بن عبد الله بن عمر : ينصت للامام فيما جهر۔

ترجمہ ...... اور زہری نے کہا : سالم سے روایت ہے کہ جب امام جہراً پڑھے تو خاموش رہے۔

ان دونوں روایتوں میں نہ بخاریؒ کا سماع عبد الرحمٰن سے ہے اور نہ زہری سے' اس لئے دونوں ضعیف ہیں۔ البتہ یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ میں سے کوئی بھی

قرأت خلف الامام کو فرض واجب سنت بلکہ مستحب بھی نہ سمجھتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لابأس کی مد میں رکھتے تھے جیسا کہ حدیث میں لاباس ببول مایو کل لحمہ ہے کہ حلال جانور کے پیشاب میں زیادہ حرج نہیں' حضرت امام بخاریؒ خانہ پری کے لئے ایسے بے سند اقوال جمع کر رہے ہیں جو نہ سنداً صحیح ہیں' نہ ان میں مقتدی پر فاتحہ کے فرض ہونے کی صراحت ہے۔ مگر موطا میں سنہری سند سے جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ارشاد ہے کہ جب ان سے سوال کیا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے کوئی نمازی قرأت کر سکتا ہے؟ تو وہ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی امامؑ کی اقتداء کرے تو اس کے لئے امام ہی کی قرأت کافی ہے اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو اس کو خود قرأت کرنی چاہئے اور ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک) امام قاسم بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے خواہ امام جہر سے قرأت کرتا یا آہستہ۔ (کتاب القراءۃ ص ۱۳۶) امام بخاریؒ ان صحیح روایات کے مقابلہ میں ابو جعفر رازی جیسے متکلم فیہ کی مبہم روایت پیش فرما رہے ہیں۔ ابن عمرؓ کے مزید ارشادات من صلی خلف الإمام کفتہ قراء تہ (موطا محمد صؒ ۹۴) تکفیك قراء ۃ الإمام (عبدالرزاق ج ۲ / ص ۱۴۰) کان ینھی من القراء ۃ خلف الامام (ایضاً ج ۲ / ص ۱۴۰) یہ سب اقوال امام بخاریؒ کے سامنے تھے مگر نظر انداز کر دیئے ہیں۔

حضرت عمرؓ :۔

(۵۱)...... حدثنا محمود حدثنا البخاری قال وقال لنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن سلیمان الشیبانی عن جواب التیمی عن یزید بن شریك قال سألت عمر بن الخطاب : أقرأ خلف الأمام ؟ قال نعم قلت وإن قرأت یا أمیر المومنین ؟ قال وإن قرأت۔

ترجمہ...... یزید بن شریک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سوال

کیا: کیا میں امام کے پیچھے قرأت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں پوچھا اگرچہ آپ پڑھ رہے ہوں؟ فرمایا اگرچہ میں پڑھ رہا ہوں۔

یہ روایت ابن ابی شیبہ ج ١ / ص ٣٧٣ پر اور عبد الرزاق ج ٢ / ص ١٣١ پر ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اس پر وجوب کا باب نہیں باندھا بلکہ **من رخص فی القراءۃ خلف الامام** باندھا ہے پھر ج ١ / ص ٣٧٦ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: **تکفیك قراءۃ الإمام** تجھے امام کی قرأت کافی ہے' اس پر باب **من کرہ القراءۃ خلف الأمام** باندھا ہے تو رخصت ختم ہو گئی اور کراہت باقی رہی۔ عبد الرزاق نے بھی ج ٢ / ص ١٣٨ پر لکھا ہے **قال عمر بن الخطاب و ددت عن الذی یقرأ خلف الإمام فی فیہ حجر** کہ میری خواہش ہے کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں پتھر ہو' پھر ج ٢ / ص ١٣٩ پر حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی ﷺ حضرت ابو بکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سب امام کے پیچھے قرأت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح امام محمدؒ نے بھی کتاب الحجہ ج ٢ / ص ١٢١ پر پڑھنے والے کے منہ میں پتھر والی روایت نقل فرمائی ہے اور اس سے احتجاج کیا ہے' معلوم نہیں کہ امام بخاریؒ نے ان روایات کو کیوں نظر انداز فرما دیا اور ایک ضعیف اور مبہم روایت کو نقل کر دیا جو اب راوی کو ابو نمیر نے ضعیف اور فسوی نے شیعہ کہا ہے۔

(٥٢) ...... حدثنا محمود حدثنا البخاری : قال حدثنا مالك بن اسماعیل قال حدثنا زیاد البکائی عن أبی فروۃ عن أبی المغیرۃ عن أبی ابن کعب رضی اللہ عنہ أنہ کان یقرأ خلف الإمام۔

ترجمہ ...... ابو مغیرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔

(٥٣) ...... حدثنا محمود قال قال البخاری وقال لی عبید اللہ حدثنا

اسحٰق بن سلیمان عن أ بی سنان عبد الله بن الهذیل قال قلت لأبی بن کعب : أقرأ خلف الإمام ؟ قال : نعم۔

ترجمہ ...... عبداللہ بن ہذیل نے ابی بن کعبؓ کو کہا : کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟ فرمایا : ہاں۔

پہلی سند میں زیاد بکائی ہے ' امام بخاریؒ کے استاد ابن المدینی اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ (میزان) اور دوسرے استاد یحیٰی بن معین بھی اسے ضعیف کہتے ہیں (تہذیب) دوسری سند میں ابو سنان سے پہلے ایک راوی ابو جعفر رازی کا واسطہ گرادیا گیا ہے ' جب بیہقی ج ۲ / ص ۱۶۹ پر یہ واسطہ ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ اور امام ابن مدینیؒ اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ (میزان) عبدالرزاق میں اس میں ظہر ' عصر کا ذکر ہے (ج ۲ / ص ۱۳۰) مگر وہ سند بھی یحیٰی بن العلاء کی وجہ سے ضعیف ہے ' پھر اس میں نہ فاتحہ کا ذکر نہ فرضیت کا۔

(۵۴) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا آدم حدثنا شعبة حدثنا سفیان بن حسین سمعت الزهری عن ابن أبی رافع عن علی ابن أبی طالب رضی الله عنه أنه کان یامر ویحب ان یقرأ خلف الإم فی الظهر و العصر بفاتحة الکتاب وسورة وسورة وفی الأخریین بفاتحة الکتاب۔

ترجمہ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ امر فرماتے اور پسند فرماتے کہ ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے فاتحہ اور سورۃ پہلی دو رکعات میں اور فاتحہ پچھلی دو رکعات میں پڑھی جائے۔

یہ ضعیف ہے اس کی سند کا حال نمبر ا کے تحت گزر چکا ہے۔

(۵۵) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا إسماعیل بن أبان حدثنا شریك عن أشعث بن أبی الشعناء عن أبی مریم سمعت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ یقرأ خلف الإمام۔

ترجمہ......ابو مریم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو امام کے پیچھے قرأت کرتے سنا۔

اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے اور سننے کا لفظ ہے کہ امام کے پیچھے بلند آواز سے قرأت کی' اس کے آپ بھی قائل نہیں۔ معلوم نہیں امام بخاریؒ نے اس روایت میں اختصار کیوں فرمادیا جب کہ ان کے استاد نے مکمل روایت لکھی تھی کہ ابو مریم کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پہلو میں کھڑا تھا کہ انہوں نے بعض امراء کے پیچھے ظہر اور عصر میں قرأت کی۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۳)اور امام بخاریؒ کے دادا استاد عبدالرزاقؒ نے یہ تاریخی حقیقت بیان کر دی تھی کہ امام ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے تھے کہ پہلے کوئی بھی امام کے پیچھے قرأت نہ کرتا تھا یہاں تک کہ ابن زیاد آگیا' تو لوگوں کو بتایا گیا کہ یہ سری نمازوں میں (امام بن کر بھی) قرأت نہیں کرتا تو لوگوں نے اس کے پیچھے (سری نمازوں میں) قرأت شروع کر دی (عبدالرزاق ج ۱ / ص ۱۴۱)اس سے معلوم ہوا کہ جن صحابہؓ و تابعینؒ سے سری نمازوں میں فاتحہ و سورۃ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بعض امراء امامت کراتے اور سری نمازوں میں امام بن کر بھی قرأت نہ کرتے تو مقتدیوں کی طرف سے بھی ادا نہ ہوتی' تو ایسے امراء کے پیچھے مقتدی خود قرأت کر لیتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اگرچہ ابن زیاد کی امارت کا زمانہ نہیں پایا مگر بعض امراء پہلے بھی ایسے ہوئے ہوں گے' ورنہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو قرأت خلف الامام کو قرآن کی مخالفت' کم فہمی اور بے عقلی سمجھتے تھے۔ حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے قرأت خلف الامام کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: **انصت فان فی الصلاۃ شغلا وسیکفیک الامام ذلك** یعنی خاموش رہ نماز میں مشغولیت ہے' تجھے امام کی قرأت کافی ہے حضرت

علقمہؒ بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نہ جہری نمازوں میں میں امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے نہ سری نمازوں میں۔ (کتاب الحجہ ج ۱ / ص ۱۱۹) امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ نے ان آثار سے احتجاج فرمایا ہے اور ترک قرأت خلف الامام تو اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ میں متواتر تھا۔ مالک بن عمارہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کتنے ہی ساتھیوں سے پوچھا' سب کہتے تھے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۷) اور امام ابو اسحٰق بھی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ (عبدالرزاق ج ۲ / ص ۱۴۰) یہ سب روایات امام بخاریؒ کے سامنے تھیں مگر معلوم نہیں کس وجہ سے ان کو نظر انداز فرمادیا گیا؟

(۵۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا محمد بن یوسف عن سفیان وقال حذیفة یقرأ

ترجمہ...... سفیان کہتے ہیں : حذیفہ نے کہا : قرأت کی جائے۔

نہ سفیان کا حذیفہ سے سماع ثابت ہے نہ اس میں فاتحہ کا ذکر 'نہ خلف الامام کا ذکر بلکہ سفیان کا عمل اس کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ محض خانہ پری فرمار ہے ہیں۔

(۵۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا مسدد حدثنا یحییٰ بن سعید عن العوام بن حمزة المازنی حدثنا ابو نضرة قال سألت أبا سعید عن القراء ة خلف الإمام فقال : فاتحة الکتاب۔

ترجمہ...... ابو نضرۃ کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدریؓ سے قرأت خلف الامام کے بارے میں پوچھا' آپؓ نے فرمایا : سورۃ فاتحہ۔

اس کی سند میں عوام بن حمزہ ہے' امام بخاریؒ کے استاد امام یحییٰؒ فرماتے تھے کہ اس کی حدیث محض ہیچ ہے۔ (میزان ج ۲ / ص ۳۰۸) دوسرے استاد امام احمدؒ فرماتے تھے کہ ،یہ صاحب مناکیر تھے۔ (تہذیب ج ۸ / ص ۱۶۳) اس ضعیف

روایت کو تو امام بخاریؒ نے لے لیا مگر دوسری روایت جو ان کے استاد نے لکھی تھی اس کو نظر انداز فرما دیا۔ ابو ہارون کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے قرأت خلف الامام کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا: تجھے امام کی قرأت کافی ہے (ابن ابی شیبہ ج ۱/ ص ۳۷۷)

(۵۸)...... وقال ابن علية : عن ليث عن مجاهد إذا نسی فاتحة الكتاب لا تعد تلك الركعة۔

ترجمہ ...... مجاہد رحمہ اللہ کہتے تھے اگر فاتحہ بھول جائے تو اس رکعت کو دہرایا نہ جائے۔

لیث متکلم فیہ ہے اور یہ اثر مؤلف کے خلاف ہے۔

(۵۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن منير سمع يزيد بن هارون قال حدثنا زياد وهو الجصاص قال حدثنا الحسن قال حدثني عمران بن حصين قال : لا تزكوا صلاة مسلم إلا بطهور وركوع وسجود وزاء الإمام وإن كان وحده بفاتحة الكتاب وآيتين وثلاث۔

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ مسلمان کی نماز بغیر پاکیزگی اور رکوع، سجود کے امام کے پیچھے نہیں ہوتی، ہاں جب اکیلا ہو تو سورۃ فاتحہ اور دو تین آیات بھی پڑھے

اس کی سند میں الجصاص ہے، امام بخاریؒ کے استاد ابن معینؒ اور ابن مدینیؒ اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ (تہذیب ج ۳/ ص ۳۶۸) اس میں امام کے پیچھے فاتحہ کی فرضیت اور سورۃ کی حرمت کا ذکر نہیں۔

(۶۰) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا ابن سيف حدثنا إسرائيل قال حدثنا حصين عن مجاهد سمعت عبد الله بن عمرو يقرأ خلف الامام۔

ترجمہ ...... مجاہدؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو امام کے پیچھے قرأت کرتے سنا۔

شعبہ اور اعمش نے اس میں نماز ظہر کا ذکر کیا ہے اور ابو بشر نے بتایا ہے کہ سورۂ مریم پڑھی تھی (بیہقی ج ۲ / ص ۱۸۲) ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۳ پر بھی سورۂ مریم پڑھنے کا ذکر ہے، امام بخاریؒ نے نامعلوم کیوں اختصار فرمادیا۔

(۶۱)...... وقال حجاج : حدثنا حماد عن يحيىٰ بن أبى إسحٰق عن عمرو ابن أبى سحيم البهزى عن عبد الله بن مغفل أنه كان يقرأ فى الظهر والعصر خلف الإمام فى الأوليين بفاتحة الكتاب وسورتين وفى الأخريين بفاتحة الكتاب۔

ترجمہ ...... حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ وہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعات میں امام کے پیچھے فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور آخری دو رکعات میں فاتحہ پڑھتے۔

یہ روایت ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۱ پر بھی ہے۔ راوی عمرو بن ابی سحیم کی توثیق ثابت نہیں ہے۔

(۶۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخارى قال حدثنا عبد الله بن منير سمع يزيد بن هارون حدثنا محمد بن إسحٰق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن زبير عن أبيه عن عائشة رضى الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلى الله وسلم يقول : من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهى خداج ثم هى خداج۔

ترجمہ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا، فرماتے تھے جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ناقص ہے۔

اس کی سند میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے جو بالاتفاق ضعف کی دلیل ہے اور مقتدی کا بھی ذکر نہیں

(۶۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا شجاع بن الولید قال حدثنا النضر قال حدثنا عکرمۃ قال حدثنی عمرو بن سعد عن عمرو بن شعیب عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقرؤن خلفی ؟ قالوا : نعم إنا لنهذ هذاً قال : فلا تفعلوا إلا بأم القرآن۔

ترجمہ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کرام سے فرمایا تم میرے پیچھے قرأت کرتے ہو ؟ انہوں نے عرض کیا، ہم جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ فرمایا کچھ نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ۔

اس سند میں تین راوی مدلس ہیں اس لئے ضعیف ہے۔

(۶۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا احمد بن خالد قال حدثنا محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال : صلی النبی ﷺ صلاۃ جهر فیها فقرأ رجل خلفه فقال لا یقرأنّ أحد کم والامام یقرأ إلا بأم القرآن۔

ترجمہ...... حضرت عبادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جس میں اونچی آواز سے قرأت کی، ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب امام قرأت کر رہا ہو تو کچھ نہ پڑھو مگر فاتحہ۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ کے استاد نے باب **من رخص فی القراءۃ خلف الإمام** میں ذکر کیا ہے کہ اس سے وجوب نہیں رخصت نکلتی ہے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۳) مگر امام بخاریؒ کے دوسرے استاد امام احمدؒ نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ / ص ۱۵۰) امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام

ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ میں سے کسی نے بھی احکام میں محمد بن اسحاق سے حدیث نہیں لی اور مکحول کا سماع بھی محمود بن ربیع سے ثابت نہیں۔

(۲۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا صدقة بن خالد حدثنا زید بن واقد عن حزام بن حکیم و مکحول عن ربیعة الأنصاری عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه وكان على إيلياء فأبطأ عبادة عن صلاة الصبح فأقام أبو نعيم الصلاة وكان أول من أذن ببيت المقدس فجئت مع عبادة حتى صف الناس و أبو نعيم يجهر بالقراء ة فقرأ عبادة بأم القرآن حتى فهمتها منه فلما انصرف قلت سمعتك تقرأ بأم القرآن' فقال : نعم صلى بنا النبی صلى الله عليه وسلم بعض الصلوات التی يجهر فيها بالقرآن فقال : لايقرأن أحد كم إذا جهر بالقراء ة إلا بأم القرآن۔

ترجمہ...... ربیعہ انصاری سے روایت ہے کہ عبادہؓ جب ایلیاء میں تھے تو ایک دن صبح کی نماز میں دیر سے پہنچے تو ابو نعیم نے جماعت شروع کرادی' یہ ابو نعیم وہی ہیں جنہوں نے بیت المقدس میں سب سے پہلے اذان کہی' میں حضرت عبادہؓ کے ساتھ آیا یہاں تک کہ صف میں شامل ہوئے اور ابو نعیم بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے' حضرت عبادہؓ نے پیچھے فاتحہ پڑھی' میں اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: میں نے سنا کہ آپ فاتحہ پڑھ رہے تھے' فرمایا: ہاں، آنحضرت ﷺ نے ہمیں جہری نماز پڑھائی اور فرمایا جب امام جہر کرے تو کچھ نہ پڑھو مگر فاتحہ۔

یہ حدیث بھی بالکل ضعیف ہے' ہاں اس سے معلوم ہوا کہ دور صحابہؓ و تابعین میں کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ امام کے پیچھے بھی فاتحہ پڑھی جاتی ہے اسی لئے یہ نیا کام سمجھ کر ربیعہ نے عبادہ سے پوچھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبادہؓ نے

اگرچہ فاتحہ پڑھی مگر وہ بھی اس کو واجب نہیں جانتے تھے ورنہ حضرت ربیعہ سے فرماتے کہ تم نے فاتحہ نہیں پڑھی اس لئے تمہاری نماز نہیں ہوئی' دوبارہ پڑھو۔ بہر حال نہ دلیل ثابت ہے' نہ ہی دلالت وجوب پر۔

(٦٦)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عتبة بن سعيد عن إسماعيل عن الأوزاعی عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال قال النبی صلى الله عليه وسلم لأصحابه : تقرؤن القرآن إذا كنتم معی فی الصلاة ؟ قالوا : نعم يا رسول الله نهذهذّا قال : فلاتفعلوا إلا بأم القرآن۔

ترجمہ...... حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ ساتھ نماز میں قرأت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! ہم جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں' فرمایا: کچھ نہ پڑھو مگر سورۃ فاتحہ۔

یہ حدیث بھی معلول ہے۔

(٦٧)...... حدثنا محمودقال حدثنا البخاری قال حدثنا عبدان قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا خالد عن أبی قلابة عن محمد بن أبی عائشة عمن شهد ذاك قال صلى النبی صلى الله عليه وسلم فلما قضى صلاته قال : أتقرؤن والإمام يقرأ ؟ قالوا إنا لنفعل قال : فلا تفعلوا إلا أن يقرأ أحدكم بفاتحة الكتاب فی نفسه۔

ترجمہ ...... ایک صحابیؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد پوچھا کہ جب امام قرأت کرتا ہے تو کیا تم بھی اس کے ساتھ قرأت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم کر لیتے ہیں۔ فرمایا: کچھ نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ دل ہی دل میں۔

اس کی سند میں خالد متغیر الحفظ ہے ابو قلابہ مدلس ہے اور اس کی دلالت بھی

اباحت پر ہے' وہ بھی باقی نہ رہی۔

(٦٨) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا یحییٰ بن صالح قال حدثنا فلیح عن هلال عن عطاء بن یسار عن معاویة بن الحکم السلمی رضی الله عنه قال : دعانی النبی صلی الله علیه وسلم فقال : إنما الصلاة لقراء ة القرآن ولذکر الله ولحاجة المرء إلی ربه فإذا کنت فیها فلیکن ذلك شانك۔

ترجمہ ...... حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا: نماز میں قرأت قرآن' اللہ کے ذکر اور اللہ کے سامنے لجاجت کے لئے ہوتی ہے' پس نماز میں یہی کچھ کر (اور باتیں نہ کیا کر)۔

(٦٩) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا أبان قال حدثنا یحییٰ بن أبی کثیر عن هلال بن أبی میمونه حدثه أن عطاء بن یسار حدثه عن معاویة بن الحکم حدثه قال : صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم فقال : إن هٰذه الصلاة لا یصلح فیها شیئ من کلام الناس انما هی التکبیر والتسبیح والتحمید وقراء ة القرآن أو کما قال : رسول الله علیه وسلم۔

ترجمہ ...... حضرت معاویہ بن حکمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنا ٹھیک نہیں' یہ تو تسبیحات' تحمیدات اور قرأت قرآن کا نام ہے یا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا۔

(٧٠) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن الحجاج قال حدثنا یحییٰ بن أبی کثیر عن هلال عن عطاء بن یسار عن معاویة بن الحکم رضی الله عنه قال صلیت مع النبی

صلی اللہ علیه وسلم فعطس رجل فقلت : یرحمك الله فرمانی القوم بأبصار هم فقلت : وآثکل اماه ماشانی ؟ فجعلوا یضربون بأیدیهم علی أفخاذ هم فعرفت أنهم یصمتونی فلما صلی ' بابی وأمی ماضربنی ولا نهرنی ولا سبنی فقال:إن الصلاة لا یحل فیها شیئ من کلام الناس إنما هو التسبیح والتکبیر وقراء ة القرآن أو کما قال : قال قلت' إنا حدیث عهد بجاهلیة ومنا قوم یأتون الکهان قال : فلا تأتو ها قلت : ویتطیرون قال : ذاك شیئ یجدونه فی صدورهم فلا یصدنهم قلت : ویخطون قال کان نبی یخط فمن وافق خطه فذاك قلت جاریة ترعی غنما لی قبل أحد والجوانیة إذا طلعت فإذا الذئب قد ذهب بشاة وأنا رجل من بنی آدم آسف کما یاسفون صککتها صکة فعظم علی النبی صلی الله علیه وسلم فقلت : ألا أعتقها ؟ فقال : ائتنی بها فجئت بها فقال : أین الله ؟ قالت فی السماء فقلت من أنا قال أنت رسول الله قال : اعتقها فإنها مومنة۔

ترجمہ ...... حضرت معاویہ بن حکمؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آئی میں نے (نماز میں ہی) کہا : اللہ تجھ پر رحم کرے ' تو لوگ مجھے گھورنے لگے۔ میں نے کہا : تمہاری مائیں تمہیں گم پائیں ' میں نے کیا کیا ہے ؟ تب دوسرے صحابہؓ نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارے ' میں سمجھا چپ کرا رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو میرے ماں باپ آنحضرت ﷺ پر قربان ہوں ' آپ ﷺ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ گالی دی بلکہ فرمایا نماز میں لوگوں سے باتیں کرنا درست نہیں ' یہ تو تسبیح ' تکبیر اور قرأت قرآن ہے یا اسی کے لگ بھگ فرمایا۔ میں نے کہا : ہماری قوم ابھی نئی نئی مسلمان ہوئی ہے ' ہم میں سے لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ فرمایا : نہ جایا کرو۔ پھر میں نے کہا کہ وہ شگون لیتے ہیں۔ فرمایا : یہ لوگوں کے دلوں کے توہمات ہیں۔ اس شگون کی وجہ سے کام کرنے

سے مت رکو۔ میں نے کہا: وہ خط بھی کھینچتے ہیں۔ فرمایا: ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے' تو کوئی خط اس کے موافق ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: میری ایک لونڈی احد اور جوانیہ پہاڑ کی طرف بکریاں چراتی تھی کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری لے گیا' میں بھی انسان ہوں مجھے افسوس ہوا تو میں نے لونڈی کو تھپڑ مارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت ناگوار گزری تو میں نے کہا: میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔ میں لے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر۔ پھر پوچھا میں کون ہوں؟ کہنے لگی: اللہ کے رسول ﷺ، فرمایا: اسے آزاد کر دو' یہ مومنہ ہے۔

فائدہ...... حضرت امام بخاریؒ سے پہلے کسی مجتہد نے اس حدیث کو وجوب فاتحہ خلف الامام کے لئے پیش نہیں کیا' نہ ہی اس حدیث کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق ہے یہ ہر شخص جانتا ہے کہ نماز میں قرأت فاتحہ اور سورۃ دونوں کو کہتے ہیں تو کیا امام بخاریؒ روایت نمبر ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶ میں تو لکھ کر آئے ہیں کہ فاتحہ کے علاوہ نہ پڑھو اور یہاں ساری قرأت کا ذکر ہے اگر ان احادیث سے حدیث کی تخصیص کریں تو دوسری احادیث کے مطابق یہ صاف بات کیوں تسلیم نہیں کی جاتی کہ جس طرح خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا مگر خطیب کا کام خطبہ کی قرأت اور باقی کا کام انصات ہے اور سب کی طرف سے خطبہ ادا ہو گیا۔ اسی طرح نماز میں قرأت ہے مگر امام کا کام قرأت ہے اور مقتدیوں کا کام انصات ہے' اس طرح قرأت سب کی طرف سے ادا ہو گئی:۔

نوٹ...... نمبر ۶۷ کی سند میں فلیح ضعیف ہے اور نمبر ۶۸، ۶۹ دونوں سندوں میں یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے اور تینوں سندوں میں ہلال ہے جو متکلم فیہ ہے۔ بعض نسخوں میں یحییٰ بن ہلال ہے۔ (مکتبۃ الایمان المدینہ المنورۃ) اور بعض میں یحییٰ عن ہلال ہے (المکتبۃ التجاریۃ المکۃ المکرمۃ)

حدیث خداج :۔

(۷۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال حدثنا العلاء بن عبد الرحمن بن یعقوب الحرقی عن أبیه عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : أیما صلاة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فهی خداج فهی خداج فهی خداج قال اللّٰه تعالیٰ : قسمت الصلاة بینی وبین عبدی و لعبدی ما سألنی فإذا قال العبد الحمد للّٰه رب العالمین قال : حمدنی عبدی وإذا قال : الرحمن الرحیم قال مجدنی عبدی أو أثنی علی عبدی قال سفیان أنا اشك وإذا قال مالك یوم الدین قال فوض ألی عبدی وإذا قال ایاك نعبد وایاك نستعین قال : فهٰذا بینی وبین عبدی فاذا قال : اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المضوب علیهم ولا الضالین قال سفیان ذهبت إلی المدینة سنة سبع و عشرین فکان هٰذا الحدیث من أهم الحدیث الی فرحا بأنه الحسن بن عمارة عن العلاء فقدمت مکة فی الموسم فجعلت أسأل عنه فأتیت سوق العلف فإذا أنا بشیخ یعلف جملاله نوی فقلت یرحمك الله تعرف العلاء بن عبد الرحمن قال :هو أبی وهو مریض فلم ألقه حتیٰ مررت بالمدینة فسألت عنه فقال هو فی البیت مریض فدخلت علیه فسألته عن هٰذا الحدیث قال علی أریٰ العلاء مات سنة ثنتین وثلاثین۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ' ناقص ہے ' ناقص ہے ' وہ تام نہ ہو گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں : میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کرلی ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔ جب بندہ

کہتا ہے : الحمد للّٰہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے : الرحمٰن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی یا میری ثناء بیان کی (سفیان کہتے ہیں مجھے شک ہے) جب بندہ کہتا ہے : مالك یوم الدین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میرے بندے نے اپنے کو میرے سپرد کر دیا۔ جب بندہ کہتا ہے۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ جب بندہ کہتا ہے : اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : یہ میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ حضرت سفیان (ابن عیینہ) فرماتے ہیں کہ میں ۱۲۷ھ میں (کوفہ سے) مدینہ گیا تو اس حدیث کی وجہ سے بڑی خوشی ہوئی' کیونکہ یہ حدیث مجھے علاء سے بواسطہ حسن بن عمارہ پہنچی تھی۔ پھر جب میں حج کے موسم میں مکہ مکرمہ گیا تو میں نے علاء کے متعلق پوچھنا شروع کر دیا' جب میں گھاس منڈی گیا تو میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو کھجور کی گٹھلیاں چرا رہا ہے میں نے اس سے پوچھا خدا تجھ پر رحم کرے کیا تو علاء بن عبدالرحمٰن سے واقف ہے ؟ کہنے لگا وہ میرے باپ ہیں اور وہ بیمار ہیں تو میں نے ملاقات نہ کی مگر جب مدینہ آیا تو پھر اس سے پوچھا' تو کہنے لگا کہ وہ گھر میں حالت مرض ہیں۔ تو میں انہیں جا کر ملا اور اس حدیث کے بارے میں استفسار کیا۔ علی (بن مدینی) نے کہا : میرے خیال میں علاء ۱۳۲ھ میں فوت ہوئے (مگر ابن اثیر کہتے ہیں کہ وہ ۱۳۹ھ میں فوت ہوئے۔ (تہذیب التہذیب ج ۸/ ص ۱۸۷)۔

نوٹ...... امام سفیان بن عیینہ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں رہے' پھر ۱۶۳ھ میں کوفہ سے مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور وہیں ۱۹۸ھ میں وصال فرمایا۔ (تہذیب ج ۴/ ص ۱۲۲)

(۷۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن العلاء بن عبدالرحمن أنه سمع أبا السائب مولى هشام بن زهرة يقول : سمعت أبا هريرة رضي الله عنه يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج فهي خداج غير تمام فقلت : يا أبا هريرة فإني أكون أحيانا وراء الإمام قال فغمز ذراعي . ثم قال : اقرأبها يا فارسي في نفسك فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : قال الله تعالىٰ قسمت الصلاة بيني وبين عبدى نصفين فنصفها لي ونصفها لعبدی ولعبدي ما سأل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اقرؤا يقول العبد : الحمد للّٰه رب العالمين يقول الله: حمدنی عبدی يقول العبد : الرحمن الرحيم يقول اللّٰه: أثنى على عبدی يقول العبد: مالك يوم الدين يقول الله : مجدني عبدی يقول العبد اياك نعبد واياك نستعين فهٰذه الآية بيني وبين عبدی ولعبدی ماسأل يقول العبد : اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين فهؤلاء لعبدی ولعبدی ماسأل۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ناقص ہے ناتمام ہے۔(ابو السائب کہتے ہیں) میں نے کہا: اے ابو ہریرہؓ! میں کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو ابو ہریرہؓ نے میرا بازو دبایا اور فرمایا اے فارسی! اسے دل میں سوچ لیا کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹ لیا ہے۔ پس نماز کا آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا میرے بندے کا اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مجھ سے مانگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ کہتا ہے : الحمد للہ رب

العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری تعریف کی۔ پھر بندہ کہتا ہے :الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میرے بندے نے میری ثناء کی ۔ پھر بندہ کہتا ہے :مالك يوم الدين تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی۔ پھر بندہ کہتا ہے اياك نعبد و اياك نستعين پس یہ آیت میرے اور بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ پھر بندہ کہتا ہے :اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : یہ سب میرے بندے کے واسطے ہے جو اس نے مانگا۔

(۷۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا العباس قال حدثنا عبد الأعلى قال حدثنا محمد بن إسحٰق قال حدثنا العلاء بن عبد الرحمن ابن يعقوب لحزقى عن أبى السائب مولٰى بنى زهرة عن أبى هريرة رضى الله عنه قال٬ قال النبى صلى الله عليه وسلم : من صلى صلاة لا يقرأ فيها بأم الكتاب فهى خداج ثم هى خداج غير تمام ثلاثا قلت : يا أباهريرة كيف أصنع إذا كنت مع الإمام وهو يجهر بالقراء ة ؟ قال : ويلك يا فارسى ! اقرأبها فى نفسك فإنى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الله تعالىٰ قال قسمت الصلاة بينى وبين عبدى و لعبدى ماسأل ثم يقول أبوهريرة رضى الله عنه اقرؤا : فإذا قال العبد : الحمد لله رب العالمين قال حمدنى عبدى وإذ قال : الرحمن الرحيم قال : أثنى على عبدى وإذا قال مالك يوم الدين قال : مجدنى عبدى وإذا قال : اياك نعبد واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولاالضالين فهى له۔

ترجمہ ...... ابو السائب نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناتمام ہے میں نے کہا: اے ابو ہریرہؓ! جب میں امام کے پیچھے ہوں اور وہ اونچی آواز سے قرأت کر رہا ہو تو میں سورۂ فاتحہ کیسے پڑھوں؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اے فارسی! خرابی ہے تیرے لئے اس کو اپنے دل میں سوچ لیا کرو۔ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان بانٹ لیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔ پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا: پڑھو' جب بندہ کہتا ہے: **الحمد للّٰہ رب العالمین** تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری تعریف کی۔ پھر بندہ کہتا ہے **الرحمن الرحیم** تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری صفت و ثناء کی۔ پھر بندہ کہتا ہے: **مالك یوم الدین** تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی۔ پھر بندہ کہتا ہے: **ایاك نعبد و ایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ سب میرے بندے کے واسطے ہے۔

(۷۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البُخاری قال حدثنا محمد بن ابی عبید قال حدثنا ابن أبی حازم عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبیه عن أبی ھریرة رضی اللہ عنه قال: من صلی صلاة لم یقرأ فیھا بأم القرآن فھی خداج غیر تمام فقلت یا أباھریرة إنی أکون أحیانا وراء الإمام فغمز أبو ھریرة ذراعی وقال: یا ابن الفارسی! اقرأ بھا فی نفسك فإنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلاة بینی وبین عبدی نصفین فنصفھا لی ونصفھا لعبدی ولعبدی ما سأل قال' قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: اقرؤا یقول العبد: الحمد للّٰہ رب العالمین یقول اللہ حمدنی عبدی ولعبدی ماسأل ویقول

:الرحمن الرحیم فیقول اثنی علی عبدی ولعبدی ماسأل ویقول مالك یوم الدین یقول الله مجدنی عبدی ویقول ایاك نعبدُو ایاك نستعین ھٰذہ الآیة بینی وبین عبدی نصفین ویقول : اھدنا الصراط المسقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین فھٰذہ لعبدی ولعبدی ماسأل۔

ترجمہ ...... عبدالرحمٰن نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے' ناتمام ہے۔ میں نے کہا : اے ابو ہریرہؓ! میں کبھی کبھار امام کے پیچھے ہوتا ہوں ' ابو ہریرہؓ نے میرا ہاتھ دبایا اور فرمایا : اے ابن فارسی !دل میں سوچ لیا کر میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھاآدھا بانٹ لیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔ جب بندہ کہتا ہے :الحمد للّٰہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میرے بندے نے میری حمد بیان کی اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔ پھر بندہ کہتا ہے :الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری صفت و ثناء بیان کی اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔ پھر بندہ کہتا ہے مالك یوم الدین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ پھر بندہ کہتا ہے :ایاك نعبد و ایاك نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : یہ آیت میرے اور میرے بندے کے لئے آدھوآدھ ہے پھر بندہ کہتا ہے :اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے ہے جو کچھ اس نے مانگا۔

(۷۵) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمود قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا ابن جریج قال أخبرنی العلاء قال أخبرنی

أبو السائب مولى عبد الله بن هشام ابن زهرة عن أبی هريرة رضی الله عنه بهٰذا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے مثل پہلی حدیث کے روایت ہے۔

(۷۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتيبة قال حدثنا إسماعيل عن العلاء عن أبيه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : من صلی صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهی خداج فهی خداج غير تمام۔

ترجمہ...... عبدالرحمٰن نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناتمام ہے۔

(۷۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أمية قال حدثنا يزيد ابن زريع عن روح بن القاسم عن العلاء عن أبيه عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم نحوه۔

(۷۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثنا الدراوردی عن العلاء عن أبيه عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : من صلی صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهی خداج غير تمام فقلت : لأبی هريرة : إنی أكون أحياناً وراء الإمام فقال : اقرأ بها يا فارسی ! فی نفسك فإنی سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول قال الله تعالیٰ قسمت الصلاة بينی وبين عبدی فنصفها لی ونصفها لعبدی ولعبدی ما سأل ويقرأ عبدی : الحمد لله رب العالمين فيقول الله : حمدنی عبدی فيقول : الرحمن الرحيم فيقول الله اثنی علی عبدی فيقول مالك يوم الدين فيقول الله مجدنی عبدی وهٰذه الآية بينی وبين عبدی إياك نعبد إلی آخر السورة۔

(۷۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله قال

حدثنا سفيان عن العلاء عن أبيه أو عمن سمع أبا هريرة قال النبي ﷺ قال الله تعالیٰ قسمت الصلاة بيني وبين عبدی نحوه۔

(۸۰) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وعن العلاء عمن حدثه عن أبی هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أيما صلاة لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فهي خداج۔

ترجمہ (۷۷ تا ۸۰) ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مثل روایت بالا ہے۔

یہ حدیث جو نمبر ۷۱ سے نمبر ۸۰ تک درج کی ہے' یہ امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق صحیح نہیں کیونکہ اس کا مدار علاء بن عبدالرحمٰن ہے اور امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک حدیث بھی اس کی سند سے نہیں لی۔ ان روایات میں تین باتیں آئی ہیں۔

(۱) ...... فرمان رسول اللہ ﷺ جو شخص نماز پڑھے اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ فاتحہ رکن نماز نہیں کہ اس کے ترک سے نماز باطل ہو' بلکہ فاتحہ واجب ہے جس کے ترک سے نماز ناقص ہوتی ہے اس حدیث کا مقتدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ دوسری سند میں صراحتً ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: كل صلاة لا يقرأ فيها بأم الكتاب فهي خداج إلا صلاة خلف الإمام ۔(کتاب القراءۃ ص ۱۷۱) کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہوتی ہے مگر ہاں وہ نماز اس سے مستثنیٰ ہے جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اس کی سند پر کوئی جرح مفسر متفق علیہ موجود نہیں۔

(۲) ...... اس حدیث میں ہے کہ نماز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیا ہے۔ اس میں فاتحہ کو نماز کہا گیا ہے مگر اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مقتدی خود فاتحہ پڑھے، کیونکہ قرآن پاک میں نماز کی پوری قرأت یعنی فاتحہ و سورۃ دونوں کو صلاۃ کہا گیا ہے۔ لا تجهر بصلا تك الآية ۔ (بخاریؒ ج ۲ / ص

(۲۸۶) جب امام بخاریؒ اس آیت میں ساری قرأت کو صلاۃ مانتے ہیں تو جب سورۃ مقتدی کو پڑھنا منع ہے تو فاتحہ بھی منع ہے۔ جس طرح خطیب کا مکمل خطبہ سب کے لئے خطبہ ہے اسی طرح امام کی مکمل قرأت مقتدیوں کے لئے قرأت ہے۔

قول ابو ہریرہؓ :۔

(۳)...... حضرت ابو السائب حدیث خداج سن کر پھر مقتدی کا مسئلہ پوچھتے ہیں کیونکہ خداج کی حدیث میں کوئی بھی مقتدی کو داخل نہ سمجھتا تھا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ حدیث خداج میں مقتدی شامل ہے بلکہ ایک اور حدیث سنائی کہ آپ ﷺ نے فاتحہ کو نماز فرمایا ہے۔ اس لئے قیاس یہ چاہتا ہے کہ ہر نمازی خود فاتحہ پڑھے مگر یہ قیاس صحیح نہیں کیونکہ قرآن نے پوری قرأت کو نماز کہا تو کیا سب کو پوری قرأت یعنی فاتحہ اور سورۃ خود پڑھنی چاہیئے ؟

فائدہ...... اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے مقتدی کو انصات کا حکم دیا ہے اور بخاریؒ ج ۲ / ص ۳، مسلم ج ۱ / ص ۱۸۴، نسائی اور ترمذی میں ثابت ہے کہ زبان کی حرکت بھی انصات کے خلاف ہے اور ہونٹوں کی حرکت بھی انصات کے خلاف ہے۔ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اس کے سامنے کلاک ہے جس پر بارہ (۱۲) کا ہندسہ لکھا ہے' وہ نماز میں زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر آہستہ آواز سے بارہ کہہ لیتا ہے تو اس کی نماز یقیناً ٹوٹ جائے گی لیکن اگر نہ اس کے ہونٹ ہلے اور نہ زبان بلکہ دل ہی دل میں بارہ سوچ لیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح اگر **اِقرأ بها فی نفسك** کا معنی یہ لیا جائے کہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھ لی جائے تو یہ اس حکم انصات کے خلاف ہے جو قرآن اور سنت صحیحہ میں ہے اور اگر اس کا معنی یہ لیا جائے کہ نہ ہونٹ ہلیں اور نہ زبان بلکہ دل ہی دل میں سوچ لیا جائے تو اس معنی کا نہ قرآن سے ٹکراؤ ہے، نہ سنت سے۔ بندے اور خدا، امتی اور نبی میں

ٹکراؤ پیدا کرنا کوئی صحیح سوچ نہیں۔ خود امام بخاریؒ بھی قتادہؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ إذا طلق في نفسه فليس بشيئ۔ (بخاری ج ۲ / ص ۷۹۴) تو جو معنی طلاق فی النفس کا ہے وہی معنی قرأت فی النفس کا ہے۔

نوٹ...... اس حدیث پر جس میں یہ قول ابو ہریرہؓ آیا ہے امام بخاریؒ کے دادا استاد امام مالکؒ نے یوں باب باندھا ہے: **القراء ة خلف الامام فی مالا یجهر بالقراء ة** (موطا ص ٦٦) مگر امام بخاریؒ نے اس کے خلاف نمبر ۷۳ پر محمد بن اسحاق کی ایک منکر روایت کا سہارا لیا ہے۔ اس روایت کی بیس سندیں خود امام بخاریؒ نے یہاں لکھی ہیں، ان میں سے جہر کا ذکر سوائے محمد بن اسحاق کی سند کے کسی روایت میں نہیں اور ذہبی نے فیصلہ یہی دیا ہے کہ محمد بن اسحاق جب منفرد ہو تو اس کی روایت میں نکارت ہوتی ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳)

(۸۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعيم سمع ابن عيينة عن الزهری عن محمود عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب۔

ترجمہ...... حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاتحہ کے بغیر نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

اس سند کے راوی امام سفیان بن عیینہ خود فرماتے ہیں: **هذا لمن يصلی وحده** (ابو داؤد صفحہ نمبر ج ۱) اس کے دوسرے راوی امام زہری بھی جہری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا ہاں خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ جس طرح کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں خطبہ کے بغیر جمعہ پڑھ کے آیا ہوں، کوئی یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فاتحہ کے بغیر نماز پڑھ کے آیا ہوں۔

(۸۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عمرو بن

مرزوق قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زرارة عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظهر بأصحابه فقال : أيكم قرأسبح اسم ربك الأعلى فقال رجل : أنا: فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عرفت أن رجلا خالجنيها قال شعبة فقلت لقتادة كأنه كرهه فقال لو كرهه لنهانا عنه۔

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو ظہر کی نماز پڑھائی تو پوچھا کہ تم میں سے کس نے سبح اسم ربك الاعلی پڑھی ہے ؟ تو ایک آدمی نے کہا کہ میں نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میرا خیال بھی یہی تھا کہ کوئی شخص میرے ساتھ قرأت کر کے منازعت کر رہا ہے (یعنی میرا حق چھین رہا ہے)۔ شعبہ کہتے ہیں : میں نے قتادہ سے کہا : شاید آپ ﷺ نے اس کو مکروہ جانا۔ کہا اگر وہ مکروہ جانتے تو ہمیں منع فرما دیتے۔ اس حدیث کی تشریح نمبر ۹۵ پر آئے گی۔

(۸۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللہ بن يزيد عن بشر بن السری قال : حدثنی معاوية عن أبی الزاهرية عن كثير بن مرة عن أبی الدرداء قال قام رجل فقال يا رسول اللہ أفی كل صلاة قراءة ؟ قال : نعم فقال رجل من الأنصار وجبت۔

ترجمہ ...... حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور پوچھا : یارسول اللہ! کیا ہر نماز میں قرأت ہے ؟ فرمایا : ہاں تو ایک انصاری شخص نے کہا : واجب ہو گئی۔

یہ واجب امام کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کی تفصیل نمبر ۱۶، ۷ اپر گزر چکی ہے۔

(۸۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قبيصة قال

حدثنا سفيان عن جعفر أبي علي بياع الأنماط عن أبي عثمان عن أبي هريرة قال : أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أنادي : لا صلوٰة إلا بقراءة فاتحة الكتاب فما زاد۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ منادی کروں کہ فاتحہ اور کچھ زائد قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

امام کی قرأت فاتحہ اور زائد سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔

(۸۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاري قال حدثنا عمرو بن علي قال حدثنا محمد بن أبي عدي عن محمد بن عمرو عن عبدالله بن المغيرة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كل صلاة لا يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

مگر مقتدی کی طرف سے امام کی فاتحہ کافی ہے' وہ اس سے مستثنی ہے ۔(کتاب القراءۃ ص ۱۷۱)

(۸۶) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاري قال حدثنا موسىٰ بن إسماعيل قال حدثنا حماد قال حدثنا محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة قوله۔

نمبر ۸۵ والی روایت کو یہاں ابو ہریرہؓ کا قول قرار دیا ہے یعنی وہ حدیث رسول نہیں ہے۔

(۸۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاري قال حدثنا عبدان عن أبي حمزة عن الأعمش عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : هل يحب أحدكم إذا أتى أهله أن يجد عندهم

ثلاث خلافات عظاماً سجاناً ؟ قلنا : نعم يا رسول الله قال : فثلاث آيات يقرأ بهن .

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک پسند کرتا ہے کہ جب وہ آئے اپنے گھر والوں کے ہاں تو پائے ان کے پاس تین موٹی تازی اونٹنیاں ؟ ہم نے کہا: جی ہاں پسند ہے، فرمایا: تین آیتیں تم پڑھو تو اتنا اجر پاؤ۔

اس حدیث کا مقتدی سے تعلق نہیں ' اگر امام بخاریؒ جوڑ لیں تو دو مطلب بنیں گے ایک یہ کہ فاتحہ کی تین ہی آیات پڑھ لیں تو بھی کافی ہیں ' تو فاتحہ کی رکنیت ختم ہو گئی اور دوسرے اگر مطلب یہ ہو کہ فاتحہ کے بعد مقتدی تین آیات پڑھ لیا کرے تو حدیث عبادہؓ کے خلاف ہے کہ میرے پیچھے کچھ نہ پڑھو مگر فاتحہ۔

باب هل يقرأ بأكثر من فاتحة الكتاب خلف الإمام

کیاامام کے پیچھے سورۃ فاتحہ سے زیادہ پڑھنا چاہیئے ؟

(۸۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زرارة بن أبی أوفی عن عمران بن حصين أن رجلا صلىٰ خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ بسبح اسم ربك الاعلىٰ فلما فرغ قال : أيكم القارئ بسبح ؟ فقال رجل من القوم أنا فقال قد عرفت أن بعضكم خالجنيها۔

ترجمہ...... حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے پیچھے (فاتحہ کے بعد) سورہ، سبح اسم ربك الاعلی پڑھی۔ پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے سبح اسم کس نے پڑھی ؟ ایک آدمی نے کہا میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا میرا خیال بھی یہی تھا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ قرأت میں منازعت کر رہا ہے۔

نماز باجماعت میں قاری صرف امام ہوتا ہے ' مقتدی نہ قرأت کرتا ہے نہ قاری ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے بڑے استعجاب سے پوچھا کہ تم میں سے قاری کون بن گیا ؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں ' چونکہ مقتدی کا قاری بننا امام کا حق قرأت چھیننا ہے۔ اس لئے یہ بات آپ ﷺ کیلئے سخت باعث خلجان ہوئی کہ مقتدی کا کام تو امام کی متابعت ہے اور یہ میرا حق چھین کر مخالفت کر رہا ہے۔ دار قطنی

ج ۱ / ۳۲۷ پر اس کے بعد یہ بھی صراحت ہے **فنها هم عن القراءة خلف الامام** کہ پھر انہیں امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمادیا۔ یہاں مطلق قرأت سے منع فرمایا نہ کہ جہر سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نہی تحریم کیلئے ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نماز میں کیفیت عجیب ہوتی تھی' فرمایا کرتے تھے لوگوں کا کیا حال ہے کہ پاکی اچھی طرح نہیں کرتے جس کی وجہ سے ہمیں قرأت قرآن میں التباس اور خلجان ہوتا ہے۔ (مشکوۃ ج ۱ / ص ۳۹) اس کا کسی نے یہ مطلب نہیں لیا کہ وہ لوگ پیچھے سے بلند آواز سے پکارتے تھے کہ ہم نے وضو اچھی طرح نہیں کیا اس لئے آپ ﷺ کو خلجان ہوتا تھا' بلکہ ان کے پیچھے کھڑے ہونے سے قلب مبارک متأثر ہو جاتا تھا' اسی طرح کسی کے پیچھے مطلق قرأت سے بھی قلب مبارک خلجان میں مبتلا ہو جاتا تھا۔

امام بخاریؒ سری رکعات میں مقتدی کیلئے فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھنے کے بھی قائل ہیں' غیر مقلدین اس حدیث کے بارے میں بہت پریشان ہیں۔ وہ قیاس کرتے ہیں کہ اس نے جہراً پڑھا تھا' اس لئے آپ ﷺ نے اس کو خلجان قرار دیا اور ساتھ قتادہ کا قول بھی مانتے ہیں کہ اس خلجان سے منع نہیں فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ سری رکعات میں مقتدیوں کو اتنی بلند آواز سے فاتحہ اور سورۃ پڑھنی چاہیئے کہ امام کو خلجان ہو جائے' لیکن ان کا یہ قیاس احادیث کے خلاف ہے کیونکہ آپ ﷺ نے سوال ان الفاظ میں فرمایا۔ أیکم قرأ کہ کس نے تم میں سے پڑھا؟ یہ نہیں فرمایا أیکم جهر کہ کس نے جہر کیا۔ نیز حضرت عمرؓ کی حدیث (جس کو البانی غیر مقلد نے شواہد میں قبول کیا ہے' دیکھو! ارواء الغلیل ج ۲ / ص ۳۸، ۲۶۷) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی **فقرأ معه رجل من الناس فی نفسه** یعنی آپ کے ساتھ ایک آدمی نے آہستہ قرأت کی۔ جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ تین مرتبہ یہی بات

کہنے پر ایک آدمی نے کہا : جی ہاں اے اللہ کے رسول ! میں نے سبح اسم ربك الاعلی پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ قرآن میں منازعت کیوں کی جاتی ہے ؟ کیا تم میں سے ایک آدمی کیلئے اس کے امام کی قرأت ہی کافی نہیں ہے ' امام تو بنایا ہی اسی لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو (کتاب القراءۃ بیہقی ص ۱۳۶) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کا کوئی رواج نہیں تھا' جس حدیث کو بھی دیکھو لیک ہی غیر معروف آدمی ملتا ہے اور بس اس ایک آدمی نے بھی قرأت آہستہ کی تھی اس آہستہ قرأت کو رسول اللہ ﷺ نے خلجان بھی فرمایا اور انصات کے خلاف بھی فرمایا۔ لیکن غیر مقلدین محض اپنی رائے سے ان احادیث کو رد کرتے ہیں ' وہ کہتے ہیں کہ نہ آہستہ پڑھنا خلجان ہے اور نہ ہی آہستہ پڑھنا انصات کے خلاف ہے جب کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز میں بھی امام کے پیچھے آہستہ آواز سے فاتحہ اور سورۃ پڑھنا امام کو خلجان میں ڈالنا ہے اور حرام یا کم از کم مکروہ ضرور ہے رہا قتادہ کا یہ کہنا کہ منع نہیں کیا ' یہ ان کی رائے ہے جو حدیث کے خلاف حجت نہیں۔ مولانا عبد الحئ لکھنوی فرماتے ہیں "اگر یہاں نہی صریح نہ بھی ہو تو نہی کا مفہوم یقیناً موجود ہے کیونکہ یہ یقینی طور پر ثابت ہے کہ امام کے ساتھ مخالجت اور مخالطت فی القرآن ممنوع ہے اور ممنوع کا سبب بھی ممنوع ہوتا ہے۔" (امام الکلام ص ۱۹۲) بلکہ اس انکار شدید کے ساتھ نہی صریح بھی وارد ہے چنانچہ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے : **کان النبی ﷺ یصلی بالناس ورجل یقرأ خلفه فلمافرغ قال من ذا الذی یخالجنی سورة کذا فنها هم عن القراءة خلف الإمام** کہ رسول اللہ ﷺ جماعت کرا رہے تھے اور ایک آدمی آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کر رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا : کون مجھے سورۃ میں خلجان میں ڈال رہا تھا ؟ پھر اس کو امام کے پیچھے قرأت سے منع فرمایا۔

اس کا راوی حجاج بن ارطاۃ حسن الحدیث ہے اور یہ روایت اس انکار کی تائید میں صالح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن شدادؒ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے عصر کی جماعت کرائی، ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کی (یعنی فاتحہ اور سورۃ پڑھی) تو ساتھ والے نمازی نے اس کو انگلی سے دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس (پڑھنے والے) نے کہا: تو مجھے کیوں دبا رہا تھا؟ دوسرے نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تیرے آگے امام تھے، پس میں نے مکروہ جانا کہ تو آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کرے۔ ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی تو فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے بھی قرأت ہے (موطا محمد ص ۱۰۱) اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ سری نمازوں میں بھی امام کے پیچھے قرأت کو مکروہ جانتے تھے۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ حدیث عمران بن حصینؓ کے بارے میں فرماتے ہیں: **وفیه ایضاً دلیل علی أنه لم یأمر هم بالقراءة خلفه فی السر لا بفاتحة ولا غیرها إذ لو کان أمرهم بذلك لم ینکر القراءة خلفه وهو لم ینکر قراءة سورة معینة بل قال أیکم قرأ او أیکم القاری بل من المعلوم فی العادة أن القاری خلفه لم یقرأ بسبح إلا بعد الفاتحة فهٰذا یدل علی أنه لا تجب القراءة علی الماموم فی السریة الفاتحة ولا غیرها۔** اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی مقتدیوں کو یہ حکم نہیں دیا کہ سری نمازوں میں فاتحہ یا سورۃ پڑھا کرو، اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ قرأت پر کبھی انکار نہ فرماتے اور آپ ﷺ نے کسی خاص سورۃ پر انکار نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا: کس نے قرأت کی؟ یا کون تم میں سے قاری تھا؟ اور یہ بات عادتاً معلوم ہے کہ قاری نے سبح یقیناً فاتحہ کے بعد پڑھی تھی (تو آپ ﷺ نے پوری قرأت پر انکار فرمایا) پس یہ دلیل ہے کہ مقتدی پر سری نمازوں میں نہ فاتحہ واجب ہے اور نہ اس کے علاوہ۔

(٨٩) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال حدثنا أبو عوانة عن قتادة عن زرارة قال : رأيت عمران بن حصين رضی الله عنه يلبس الخز

ترجمہ ...... حضرت زرارہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمران بن حصینؓ کو خز کا لباس پہنے دیکھا۔

(٩٠) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسی بن اسماعيل قال حدثنا قتادة عن زرارة عن عمران بن حصين قال رسول الله عليه وسلم احدی صلوة العشی فقال ايكم قرأبسبح ؟ فقال رجل انا : قال قد عرفت ان رجلا خالجنيها۔

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا : تم میں سے کسی نے سبح اسم ربك الا على پڑھی ہے ایک صاحب بولے میں نے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں پہچان رہا تھا کہ کوئی آدمی مجھے خلجان میں ڈال رہا ہے۔

(٩١) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعيم قال حدثنا أبو عوانة عن قتادة عن زرارة بن أبی أوفی عن عمران بن حصين رضی الله عنه أن النبی صلی الله عليه وسلم صلى الظهر أو العصر فلما انصرف وقضى الصلاه قال : أيكم قرأ بسبح اسم ربك الأ على ؟ قال فلان قال : قد ظننت ان بعضكم خالجنيها۔

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا تم میں سے کس نے سبح اسم ربك الاعلى پڑھی ہے۔ کہا! فلاں نے، فرمایا : میرا خیال تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے خلجان میں ڈال رہا ہے۔

(۹۲) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو الوليد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زوارة بن أبی أوفی عن عمران بن حصين رضی الله عنه أن النبی صلی الله عليه وسلم صلی فجاء رجل فقرأ بسبح اسم ربك الأعلی فذكر نحوه .

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی تو ایک آدمی آیا اس نے سبح اسم ربك الا علی پڑھی آگے اس طرح روایت بیان کی۔

(۹۳) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد عن يحيی عن شعبة عن قتادة عن زرارة بن أبی أوفی عن عمران بن حصين أن النبی صلی الله عليه وسلم صلی بهم الظهر فقرأ رجل بسبح فلما فرغ قال : أيكم القاری ؟ قال رجل : أنا : قال : قد ظننت أن احد كم خالجنيها ۔

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی جماعت کرائی ' جب فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں کون قاری تھا ؟ ایک آدمی نے کہا میں۔ فرمایا : میں خیال کر رہا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے خلجان میں ڈال رہا ہے۔

(۹۴) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا خليفة قال حدثنا يزيد ابن زريع قال حدثنا سعيد عن قتادة عن زرارة بن أبی أوفی عن عمران بن حصين رضی الله عنه أن النبی صلی الله عليه وسلم صلی بهم الظهر فلما انفتل اقبل علی القوم فقال : أيكم قرأ بسبح اسم ربك الأعلی ؟ فقال رجل : أناً فقال قد عرفت ان بعضكم خالجنيها ۔

ترجمہ ...... حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی جماعت کرائی اور قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں سے کس نے سبح أسم ربك الا علی پڑھی ہے ؟ ایک آدمی نے کہا میں نے۔ فرمایا : میرا خیال

تھا کہ تم میں سے مجھے کوئی خلجان میں ڈال رہا ہے۔

حدیث منازعت :۔

(۹۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنااسماعیل قال حدثنا مالك،عن ابن شهاب عن ابن أكیمة اللیثی عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم انصرف من صلاة یجهر فیها بالقراء ة فقال : هل قرأ معی أحد منکم آنفا ؟ فقال رجل : أنا ، فقال:انی أقول مالی أنازع القرآن ؟۔

ترجمہ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی جہری نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا : کہ کیا تم میں سے کسی نے اس وقت میرے ساتھ قرأت کی ہے ؟ تو ایک آدمی نے کہا ہاں میں نے کی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میں بھی خیال کر رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن میں منازعت کیوں کی جا رہی ہے۔

یعنی نماز با جماعت میں جب قرأت صرف امام کا حق ہے تو کوئی مقتدی قرأت کر کے میرا حق کیوں چھین رہا ہے ؟

یہ حدیث امام بخاریؒ نے امام مالکؒ کی سند سے نقل کی ہے ' یہ حدیث موطا مالک ص ۶۹ ' موطا محمد ص ۹۳ ' مسند احمد ج ۲ / ص ۳۰۱ ، نسائی ج ۱ / ص ۱۴۶ ، ترمذی ص ۷۱ پر ہے۔ سب نے امام مالکؒ کے طریق سے مکمل نقل کی ہے ' مگر امام بخاریؒ نے یہاں اس کا آخری حصہ چھوڑ دیا ہے اور امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں : **روی حدیث ابن أکیمة هذا معمر و یونس وأسامة بن زید عن الزهری علی معنی مالك۔** (ابوداؤد ج ۱ / ص ۱۲۰)

(۹۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شهاب سمعت ابن

أكيمة الليثى يحدث سعيد بن المسيب يقول : سمعت أبا هريرة رضى الله عنه يقول صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة جهر فيها بالقراء ة ولا أعلم إلا أنه قال : صلاة الفجر فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل على الناس فقال هل قرأ معى أحد منكم؟ قلنا نعم ، قال ألا إنى أقول : مالى أنازع القرآن ؟ قال فانتهى الناس عن القراء ة فيما جهر فيه الإمام وقرؤا فى أنفسهم سرًا فيما لا يجهر فيه الامام (قال البخارى) وقوله فانتهى الناس من كلام الزهرىؒ و قدبينه لى الحسن بن صباح قال حدثنا مبشر عن الأوزاعى قال الزهرى فاتعظ المسلون بذلك فلم يكونوا يقرؤن فيما جهر.

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے ؟ ہم نے کہا: ہاں۔ فرمایا: خبردار! میں بھی کہہ رہا تھا کیا ہوا ہے کہ میرے ساتھ قرآن کی قرأت میں شرکت کی جارہی ہے ؟ کہا ابو ہریرہؓ نے اس ارشاد کے بعد جن نمازوں میں آپ ﷺ جہر سے قرأت کیا کرتے تھے لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے قرأت ترک کر دی اور سری نمازوں میں دل میں قرأت کرتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فانتهى الناس یعنی لوگ قرأت سے رک گئے۔ یہ بات مجھے حسن بن صباح نے بیان کی مبشر سے 'اس نے اوزاعی سے کہ زہری نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد لوگ قرأت سے رک گئے۔ جہری نمازمیں قرأت نہ کرتے تھے۔

(۹۷)...... وقال مالك قال ربيعة للزهرى إذا حدثت فبين كلامك من كلام النبى صلى الله عليه وسلم

ترجمہ .....امام مالک(۱۷۹ھ) نے کہا کہ ربیعہ نے زہری سے کہا تھا کہ جب حدیث بیان کرو تو اپنے کلام کو رسول اللہ ﷺ کے کلام سے الگ بیان کیا کرو۔

(۹۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو الولید قال حدثنا اللیث عن الزهری عن ابن أکیمة عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: صلی النبی صلی الله علیه وسلم صلاة جهر فیها فلما قضیٰ صلاته قال من قرأ معی ؟ قال رجل : أنا ، قال :إنی أقول مالی أنازع القرآن ؟

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں بلند آواز سے قرأت فرمائی۔ فراغت کے بعد فرمایا: کس نے میرے ساتھ قرأت کی ؟ ایک آدمی نے کہا میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی کہہ رہا تھا کہ میرا قرأت قرآن کا حق کیوں چھینا جا رہا ہے۔

(۱)...... اس حدیث کی اعلیٰ ترین ثلاثی سند ہے جیسا کہ موطا سے ظاہر ہے، درمیان میں تین ہی راوی ہیں (۱) زہری۔ (۲) ابن اکیمہ، (۳) ابو ہریرہؓ یہ تینوں مدنی راوی ہیں اور یہ سند مدنی ہے۔

(۲)...... امام مالکؒ (۱۷۹ ھ) نے ص ۶۶ پر باب باندھا ہے: **باب القراءة خلف الإمام فیما لا یجهر بالقراءة**۔ اس میں صرف حضرت ابو ہریرہؓ کا قول لائے ہیں، کوئی مرفوع حدیث نہیں لا سکے پھر ص ۶۸ پر باب ان الفاظ میں باندھا ہے **باب ترك القراءة خلف الإمام فیما جهر فیه** اور اس باب میں یہ مرفوع ثلاثی عالی الاسناد حدیث لائے ہیں۔

(۳)...... امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ (۱۸۹ ھ) نے **کتاب الحجه علی اهل المدینه** میں امام مالکؒ کے پہلے باب کو مدلل طور پر رد فرمایا ہے اور موطا محمد میں اس مرفوع حدیث سے امام کے پیچھے ہر نماز میں جہری ہو یا سری قرأت سے منع فرمایا ہے، کیونکہ علت ترک قرأت مقتدی کی منازعت ہے، یعنی نماز با جماعت میں قرأت امام کا حق ہے۔ اگر مقتدی بھی قرأت کرے تو اس نے امام کا حق چھین لیا اور یہی منازعت ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں: عظمت اور کبریائی

میری شان ہے جس نے اس میں مجھ سے منازعت کی میں اس کی کمر توڑ دوں گا۔ اب اگر کوئی دل ہی میں تکبر کرے تو اس نے بھی خدائی حق چھین کر خدا سے منازعت کی اور کھلم کھلا تکبر کا اظہار کرے تو بھی تکبر کر کے اللہ تعالیٰ کے حق میں منازعت کی۔ اسی طرح جب نماز با جماعت میں قرأت امام کا حق ٹھہرا تو جہری نماز میں مقتدی قرأت کرے تو بھی امام کا حق چھینا اور سری نماز میں مقتدی نے قرأت کی تو بھی امام کا حق چھینا۔ یاد رہے امام بخاریؒ کے ہاں اصل قرأت جو فرض ہے وہ صرف فاتحہ ہے ، بعد والی سورۃ تو مستحب ہے تو جس مقتدی نے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی اس نے امام کا فرض حق چھینا اور جس نے سورۃ پڑھی اس نے مستحب حق چھینا اور کسی کا فرض حق چھینا اس کو زیادہ دکھ دینا ہے اور زیادہ گناہ ہے۔

(۴)...... امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ (۲۳۵ھ) نے پہلے باب باندھا ہے :من رخص فی القراءۃ خلف الإمام اور جہری نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ کسی سورۃ کی رخصت کا کوئی بھی امام کے پیچھے قائل نہیں ' پھر اس کے بعد آگے چل کر باب من کرہ القراءۃ خلف الإمام باندھ کر اس میں یہی حدیث لائے ہیں اور اس حدیث میں جہری نماز کا ذکر ہے اور جہری نمازوں میں سوائے فاتحہ کے اور کسی قرأت کی رخصت ہی نہ تھی ' تو اس حدیث سے فاتحہ ہی کا مکروہ ہونا ثابت ہوا۔

(۵)...... امام بخاریؒ کے دادا استاد عبد الرزاقؒ بھی رقم ۲۷۹۵ پر بطریق مفصل روایت لائے ہیں اور اس حدیث سے ترک قرأت خلف الامام پر استدلال فرمایا ہے۔

(۶)...... امام بخاریؒ کے چہیتے شاگرد امام ترمذیؒ بھی پہلے باب قراءۃ خلف الإمام باندھتے ہیں اور اس میں حضرت عبادہؓ کی حدیث (واقعہ فجر والی) لائے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ امام کے پیچھے جہری نمازوں میں صرف فاتحہ کی قرأت کی اجازت ہے ' اس کے بعد باب ترک القراءۃ خلف الامام اذا جھر بالقراءۃ لا کر بتا دیا کہ اسی فاتحہ کے ترک پر یہ حدیث منازعت دلیل ہے۔

(۷)...... امام بخاریؒ کے دوسرے شاگرد امام نسائیؒ بھی اس حدیث پر ان الفاظ سے باب باندھتے ہیں: **ترك القراء ة خلف الامام فيما جهر به** اور سب جانتے ہیں کہ جہری نماز میں فاتحہ کے علاوہ کسی قرأت کی اجازت تھی ہی نہیں۔ اب اس حدیث سے اسی فاتحہ ہی کا ترک ثابت ہو رہا ہے۔

(۸)...... امام ابن ماجہؒ اس حدیث کو باب **اذا قرأ فانصتوا** میں لائے ہیں اور غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ انصات کا تعلق صرف جہری نماز سے ہے اور جہری میں صرف فاتحہ کی رخصت تھی۔ اب اسی فاتحہ میں خاموشی کا حکم ہوا۔

(۹)...... امام ابو داؤدؒ نے بھی پہلے حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ذکر کی کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے صرف سورۃ فاتحہ کی قرأت کی اجازت تھی، اس کے بعد باب **من كره القراء ة بفاتحه الكتاب اذا جهر الامام** باندھ کر خاص سورۃ فاتحہ خلف الامام کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(۱۰)...... غیر مقلدین کے دور حاضر کے محقق البانی نے بھی صفۃ صلاۃ النبی میں حدیث عبادہؓ جس میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی رخصت ہے کو اس حدیث سے منسوخ قرار دیا ہے۔

(۱۱)...... یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عبادہؓ اگرچہ مدنی اور انصاری صحابہ میں سے ہیں مگر آپؓ ہجرت سے تقریباً تین سال قبل مکہ مکرمہ میں بیعت عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے تھے اس وقت جو آپ نے فجر کی نماز حضور ﷺ کے پیچھے ادا فرمائی، اس کا واقعہ انہوں نے بیان فرمایا اور اس حدیث منازعت کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبادہؓ سے تقریباً دس سال بعد ایمان لائے ہیں۔

(۱۲)...... حدیث منازعت سے یہ معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا صحابہ کرام کا معمول ہرگز نہیں تھا۔ کیونکہ پوری مسجد نبوی میں صرف ایک غیر معروف آدمی پڑھنے والا ملا، باقی سب صحابہؓ جو معروف تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی فاتحہ خلف

الامام نہیں پڑھی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے کسی کو بھی نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا۔
(۱۳) ...... اس ایک شخص پر جس نے آپ ﷺ کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی، آپ ﷺ سخت ناراض ہوئے مالی کے محاورہ سے اس کو ڈانٹا اور یہ وہی محاورہ ہے جس سے ۲۳ ویں پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ڈانٹا ہے اور یہ وہی محاورہ ہے جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو ڈانٹا ہے مالی لا اری الھدھد جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام ہدہد پر ناراض ہیں اسی طرح حضرت خاتم النبیین ﷺ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے والے پر ناراض ہیں۔
(۱۴)...... آپ ﷺ نے مقتدی کی قرأت کو منازعت فرمایا۔ گویا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے والا مقتدی متابعت سے نکل گیا اور منازعت کرنے والا قرار پایا، گویا اس کی اقتداء ہی باطل ہو گئی۔

نوٹ ...... مالی أنازع القرآن تک تو امام بخاریؒ بھی اس کو صحیح مانتے ہیں۔

(۱۵)...... فانتھی الناس سے ثابت ہوا ہے کہ اب ایک آدھ صحابی بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل نہ رہے۔ سب صحابہؓ فاتحہ خلف الامام سے رک گئے۔ اسی لئے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں: وعلیہ إجماع الصحابة امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے سب سے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ: فانتھی الناس زہری کا کلام ہے امام زہریؒ کا وصال ۱۲۵ھ میں ہوا اور امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ امام زہری ساری عمر یہ حدیث سناتے رہے، کسی نے یہ نہ کہا کہ فانتھی الناس زہری کا کلام ہے۔
(الف)...... موطا امام مالک، موطا امام محمد اور نسائی میں: فانتھی الناس سے پہلے قال کا لفظ ہی نہیں اور معمر کی روایت میں بھی اور عبد الرزاق میں قال کا لفظ نہیں کہ یہ جھگڑا پیدا کیا جائے کہ قال کی ضمیر ابو ہریرہؓ کی طرف لوٹتی ہے یا زہری کی طرف، ان سب سندوں میں یہ متصل کلام ہے اور یقین ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام ہے۔

یعنی امام بخاریؒ یہاں امام مالکؒ اور امام معمرؒ جیسے جلیل القدر محدثین پر اعتماد نہیں فرمارہے بلکہ اسی لئے امام مالکؒ کا متن آخر سے حذف فرمادیا کیونکہ اس میں قال تھا ہی نہیں' بلکہ متصل ابو ہریرہؓ ہی کا کلام ہے۔

(ب)...... یہ حدیث جب سفیان بن عیینہؒ نے زہری سے سنی تو فانتهی الناس الخ کو محفوظ نہ کر سکے تو انہوں نے معمرؒ سے پوچھا تو معمرؒ نے بتایا کہ آخری جملہ فانتهی الناس الخ تھا۔ تو بعض راویوں نے قال فانتهی الناس کے الفاظ سے روایت کر دیا۔

(ج)...... ابن جریج اگرچہ بڑے محدث تھے مگر طبیعت شذوذ پسند تھی سب لوگ متعہ کو حرام کہتے تھے مگر وہ نہ صرف متعہ کو جائز کہتے تھے بلکہ مکہ مکرمہ میں رہ کر انہوں نے ستر یا نوے عورتوں سے متعہ کیا۔ ان کی شذوذ پسند طبیعت نے فانتهی الناس سے آخر تک کا جملہ ہی حدیث میں سے حذف کر دیا۔

(د)...... امام بخاریؒ نے یہ تو موطا مالک' موطا محمد اور عبد الرزاق پر اعتماد کیا کہ فانتهی الناس متصل کلام ہے اور ابو ہریرہؓ کا ہے اور نہ ہی ابن السرح قال معمر قال الزهری قال ابوهریرة" (ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۲۱) کی صریح روایت پر اعتماد فرمایا بلکہ قال کی ضمیر ابو ہریرہؓ کی بجائے زہری کی طرف لوٹانے کے لئے ایک نہایت ضعیف سند اوزاعی عن الزہری کا سہارا لیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ امام بخاریؒ صحیح بخاری میں مالک عن الزہری، معمر عن الزہری' سفیان عن الزہری اور یونس عن الزہری کی سندوں سے تو احادیث لائے ہیں مگر اوزاعی عن الزہری کی سند سے پوری بخاری صحیح میں ایک حدیث بھی نہیں لائے۔ کیونکہ ان کے استاد امام یحییٰ بن معینؒ فرمایا کرتے تھے اوزاعی عن الزهری ضعیف (تہذیب ج ۶ / ۲۴۱) امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں تو اس پر پوری پابندی فرمائی مگر یہاں پر امام بخاریؒ کو مالکؒ، معمرؒ، یونسؒ اور سفیانؒ سب بھول گئے اور ان کے خلاف اور ضعیف بلکہ منکر روایت کا سہارا لیا جو یقیناً امام مالک کی جلالت قدر سے بہت ہی فروتر ہے۔

(۱۶)......امام ابن عبد البرؒ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ اس کلام کو زہری کا کلام بھی مانا جائے تو بھی یہ حدیث ترک فاتحہ خلف الامام کی دلیل ہے "اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے نہ فاتحہ پڑھے اور نہ زائد، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن سے منع فرمایا اور کسی بھی چیز کو مستثنیٰ نہ فرمایا۔" (التمہید) نیز فرماتے ہیں کہ آخر ظاہر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور عمل اہل مدینہ سے کہاں بھاگے گا؟ کیا تو امام ابن شہاب کا قول نہیں دیکھتا فانتھی الناس الخ کہ سب (صحابہؓ و تابعینؒ) جہری نمازوں میں قرأت (فاتحہ، سورۃ) خلف الامام سے رک گئے اور امام مالکؒ بھی فرماتے ہیں کہ ہمارے مدینہ منورہ میں یہی ایک بات ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت (فاتحہ و سورۃ نہ پڑھی جائے یہی عمل مدینہ میں متواتر تھا۔(التمہید)

(۱۷)......امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: **وهذا إذا كان من كلام الزهري فهو من ادل الدلائل ان الصحابة لم يكونوا يقرؤن في الجهر مع النبي صلى الله عليه وسلم فإن الزهري من أعلم أهل زمانه أو أعلم أهل زمانه بالسنة وقراءة الصحابة خلف النبي صلى الله عليه وسلم إذا كانت مشروعة واجبة أو مستحبة تكون من الأحكام العامة التي يعرفها عامة الصحابة و التابعين لهم باحسان فيكون الزهري من أعلم الناس بها ـ فلو لم يبينها لاستدل بها على انتفائها فكيف إذا قطع الزهري بأن الصحابة لم يكونوا يقرؤن خلف النبي صلى الله عليه وسلم في الجهر** (فتاویٰ ابن تیمیہ) "اگر یہ زہری کا کلام بھی ہو تو یہ نہایت زبردست دلیل ہے کہ صحابہؓ جہری نمازوں میں نبی پاک ﷺ کے پیچھے قرأت (فاتحہ و سورۃ) نہیں پڑھتے تھے۔ بے شک زہری اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم یا سنت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، اگر صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے پیچھے واجب بلکہ مستحب سمجھ کر بھی قرأت

کرتے تو یہ بات زبان زد خاص و عام ہوتی۔ سب صحابہؓ اور تابعینؒ میں مشہور ہوتی اور امام زہریؒ اس کو خوب جانتے۔ جب زہریؒ نے کسی ایک (صحابیؓ یا تابعیؒ) کے پڑھنے کا بیان نہیں فرمایا تو اس سے اس کے عام ترک پر استدلال ہو گا جب کہ امام زہریؒ نے پورے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ صحابہ کرامؓ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

(۱۸)...... مولانا عبد الحئی لکھنویؒ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں: **هذا الكلام سواء كان من كلام أبي هريرة أو من كلام الزهري أو غيرهما يدل قطعاً على أن الصحابة تركوا القراءة خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما يجهر فيه و هذا كاف للاستناد به** (امام الکلام ص ۱۸۰) "یہ کلام ابو ہریرہؓ کا ہو یا زہریؒ کا یا اور کسی کا قطعی دلیل ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جہری نمازوں میں حضور ﷺ کے پیچھے قرأت ترک فرمادی اور یہ بات بہت کافی دلیل ہے۔

نوٹ...... اگر دونوں قول تسلیم کر لئے جائیں تو کیا قباحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب یہ حدیث بیان فرماتے تو صحابہؓ کے بارے میں فرماتے کہ سب قرأت سے رک گئے تھے اور جب امام زہریؒ حدیث بیان کرتے تو یہ بھی فرمادیتے کہ صحابہؓ کی طرح تابعینؒ اور تبع تابعینؒ بھی قرأت خلف الامام نہیں کرتے تھے۔ گویا خیر القرون میں یہی عمل متوارث اور متواتر تھا۔

مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ :۔

شیخ زاہد کوثری فرماتے ہیں۔ **الشيخ محمد عبد الحئي اللكنوي أعلم أهل عصره بأحاديث الأحكام المتوفى ١٣٠٤هـ الا أن له بعض آراء شاذة لا تقبل في المذهب واستسلامه لكتب التجريح من غير أن يتعرف دفائلها لا يكون مرضياً عند من يعرف هنالك۔** (فقہ اہل العراق و حدیثہم ص ۹۵) "شیخ محمد عبد الحئی لکھنویؒ اپنے زمانہ میں احکام کی احادیث کے بہت

بڑے عالم تھے آپ کی وفات سن ۱۳۰۴ھ میں ہوئی۔ خبردار! ان کی آراء شاذ ہیں جو مذہب میں مقبول نہیں خاص طور پر راویوں کی جرح کے بارے میں جو کتب اسماء الرجال پر اندھا اعتماد فرمایا ہے اور ان کے عیوب سے غفلت برتی ہے، یہ ان کتب کے ماہر کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔"

مسئلہ قرأت خلف الامام میں تو مولانا نے خود اعتراف فرمایا ہے کہ وہ مذہب حنفی میں روایتاً ضعیف ہے (امام الکلام ص ۹۴، ۲۲۸، ۳۳۵) اور سب جانتے ہیں کہ روایت ضعیف تو نبی پاک ﷺ کی طرف بھی منسوب ہو تو حجت نہیں اور ضعیف وشاذ قول خود امام، صاحب مذہب کی طرف بھی منسوب ہو تو حجت نہیں۔ تو حضرت مولانا عبد الحئی لکھنوی جب خود بھی اعتراف کریں کہ یہ مذہب میں ضعیف روایت ہے تو احناف پر کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

(۹۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا اسحق سمع عیسیٰ ابن یونس عن جعفر بن میمون قال أبو عثمان النهدی قال سمعت أبا هريرة رضی الله عنه يقول قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : اخرج فناد فی المدينه أن لأصلاة ألا بقرآن ولو بفاتحة الكتاب فما زاد۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ منادی کر دوں کہ قرآن پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اگرچہ سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ رکن نماز قرآن ہے نہ کہ خاص فاتحہ۔

(۱۰۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثناابوالنعمان و مسدد قالا حدثنا ابو عوانه عن قتادة عن زرارة عن الجا روفی عن عمران بن حصين رضی الله عنه ، قال قرأ رجل خلف النبی صلی الله عليه وسلم فی الظهر و العصر فلما قضی صلواته ، كان الكم قرأ خلفی

قال رجل انا قال قد عرفت ان بعضلم خالجنيها۔

ترجمہ...... عمران بن حصین سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے پیچھے قرات کی ظہر اور عصر کی نماز میں پس جب حضور ﷺ نے نماز پوری فرمادی۔ فرمایا کس نے میرے پیچھے قرات کی کہا ایک آدمی نے کہ میں نے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق پہچان لیا میں نے کہ تم میں سے بعض مجھ کو خلجان میں ڈال رہا ہے۔

حدیث مسیئی الصلاۃ :۔

(۱۰۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا عبد اللہ بن سوید عن عیاش عن بکر بن عبد اللہ عن علی بن یحییٰ عن أبی السائب رجل من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی رجل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ینظر إلیہ فلما قضی صلاتہ قال: ارجع فصل فإنك لم تصل ۔ ثلاثاً فقام الرجل فلما قضی صلاتہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ارجع فصل ثلاثاً قال : فحلف لہ کیف اجتہدت فقال لہ : ابدأ فکبر وتحمد اللہ وتقرأ بأم القرآن ثم ترکع حتی یطمئن صلبك ثم ترفع رأسك حتی یستقیم صلبك فما انتقصت من ھٰذا فقد انتقصت من صلاتك۔

ترجمہ ...... حضرت ابو السائبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھی اور آپ اسے دیکھ رہے تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: لوٹ جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی۔ یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، پھر اس آدمی نے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا پھر دوبارہ نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی۔ تب اس شخص نے کہا کہ مجھے بتایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو نماز شروع کرے تو تکبیر کہہ، پھر فاتحہ پڑھ پھر رکوع کر حتیٰ کہ مطمئن ہو جائے۔ پھر کھڑا ہو حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ ان چیزوں میں

سے جس کی کمی ہو گی اتنی ہی تیری نماز میں کمی ہو گی۔

(۱۰۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابراهيم بن حمزة عن حاتم بن اسماعيل عن ابن عجلان عن علی بن يحيیٰ بن خلاد بن رافع قال اخبرنی أبی عن عمه و كان بدرياً قال : كنا جلوساً مع النبی صلی الله عليه وسلم بهذا وقال : كبر ثم اقرا ثم اركع۔

ترجمہ ...... علی بن یحییٰ کے باپ نے اپنے چچا سے جو بدری صحابیؓ تھے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم بیٹھے تھے اور یہی واقعہ بیان کیا کہ تکبیر کہہ پھر قرأت کر، پھر رکوع کر۔

(۱۰۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا إسماعيل قال حدثنی أخی عن سلمان عن ابن عجلان عن علی بن خلاد بن السائب الأنصاری عن أبيه عن عم أبيه قال النبی صلی الله عليه وسلم بهٰذا وقال: كبر ثم اقرأ ثم اركع۔

ترجمہ ...... علی بن خلاد اپنے باپ کے چچا سے یہی واقعہ روایت کرتے ہیں کہ تکبیر کہہ، پھر قرأت کر، پھر رکوع کر۔

حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن عجلان عن علی بن يحيیٰ من آل رفاعة بن رافع عن أبيه عن عم له بدری أنه حدثه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : كبر ثم اقرأ ثم اركع۔

ترجمہ ...... علی جو آل رفاعہ بن رافع سے ہیں وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے چچا سے جو بدری صحابیؓ تھے یہی واقعہ روایت کرتے ہیں کہ تکبیر کہہ، پھر قرأت کر، پھر رکوع کر۔

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اکیلے نمازی کو نماز کا طریقہ سکھایا۔ تو جس طرح تکبیر تحریمہ کا حکم دیا اور رکوع کا حکم دیا، اسی طرح خود قرأت کرنے کا

بھی حکم دیا لیکن جب آپ ﷺ نے نماز باجماعت کا طریقہ سکھایا تو مقتدیوں کو تکبیر، رکوع، سجود وغیرہ کا حکم تو دیا مگر کبھی بھی فاتحہ خلف الامام کا حکم نہ دیا بلکہ امام کی قرأت کے وقت انصات کا حکم دیا اور کسی نے اگر بغیر حکم دیئے اپنے قیاس سے امام کے پیچھے قرأت کر ہی لی تو اسے مخالجت اور منازعت قرار دیا۔

(۱۰۴)...... (قال البخاری) روی همام عن قتادة عن أبی نضرة عن أبی سعید رضی الله عنه أمرنا نبینا أن نقرأ بفاتحة الکتاب وما تیسر ولم یذکر قتادة سماعاً من أبی نضرة فی هذا۔

ترجمہ ...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ (نماز میں) فاتحہ اور کچھ اور جو میسر ہو پڑھا کریں۔ اس سند میں قتادہؒ نے ابو نضرہ سے سماع بیان نہیں کیا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے جس طرح نماز میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اس طرح کچھ اور قرآن پڑھنے کا بھی حکم دیا اور حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ہم جس طرح فاتحہ کو واجب کہتے ہیں کچھ ماتیسر کو بھی واجب کہتے ہیں مگر امام بخاریؒ اس حدیث کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ فاتحہ فرض ہے اور زائد جائز ہے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے۔ چونکہ یہ حدیث ان کے خلاف تھی اس لئے اس پر اعتراض کر دیا کہ یہاں قتادہؒ عن سے روایت کر رہا ہے حدثنا کہہ کر اپنے سماع کی تصریح نہیں فرمائی مگر امام بخاریؒ جیسے محدث سے یہ خلاف انصاف بات مناسب نہ تھی کیونکہ صرف اسی رسالہ جزء القراءۃ میں امام بخاریؒ نے نمبر ۱۲، ۸۲، ۸۸، ۹۰، ۹۴، ۱۰۰، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۹۰، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۴، ۲۶۴، پر ۱۷ جگہ قتادہؒ کی عن والی حدیث قبول فرمائی ہے اسی طرح جزء رفع یدین میں نمبر ۷، ۲۹، ۵۵، ۶۷، ۱۰۲ پر ۵ جگہ قتادہؒ کی عن والی روایت کو اپنی دلیل میں پیش فرمایا ہے۔

(۱۰۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال

حدثنا يحيىٰ عن العوام بن حمزة المازني قال حدثنا أبو نضرة قال : سئلت أبا سعيد الخدري عن القراء ة خلف الإمام فقال بفاتحة الكتاب ۔

ترجمہ...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے قرأت خلف الامام کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا سورۃ فاتحہ۔

اس قول میں راوی عوام بن حمزہ کو امام بخاریؒ کے استاد یحییٰ بن معینؒ محض ہیچ فرماتے ہیں۔(میزان الاعتدال) اور امام بخاریؒ کے دوسرے استاد امام احمدؒ اس کو صاحب مناکیر فرماتے ہیں۔(تہذیب ج ۸ / ۱۶۳) صحیح حدیث کو گرانا اور ایک ضعیف قول کو اس کے مقابلہ میں قبول کرنا امام بخاریؒ کی شان تحدیث کے ہرگز مناسب نہیں۔

(۱۰۶)...... قال البخاري : وهٰذا أوصل وتابعه يحيٰى بن بكير قال حدثنا الليث عن جعفر بن ربيعة عن عبدالرحمن بن هرمز أن أبا سعيد الخدري رضي الله عنه كان يقول : لا يركعن أحد كم حتىٰ يقرأ بفاتحة الكتاب قال : وكانت عائشة تقول ذلك۔

ترجمہ...... (امام بخاریؒ نے اس قول کو تقویت دینے کے لئے یہ روایت کی ہے کہ) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی فاتحہ پڑھے بغیر رکوع نہ کرے اور اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں۔

ان روایات کا مقتدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس پر قرأت فرض ہے وہ واقعتاً قرأت کے بعد رکوع کرے اور جس پر انصات ہے وہ اپنے امام کے ساتھ رکوع کرے 'کیونکہ امام کی قرأت اس کی طرف سے بھی ادا ہو چکی۔

(۱۰۷)...... وقال عبد الرزاق عن ابن جريج عن عطاء قال : إذا كان الإمام يجهر فليبادر بقراء ة أم القرآن أو ليقرا بعد مايسكت فإذا قرأ فلينصت كما قال الله عزوجل۔

ترجمہ...... عطاء نے کہا کہ جب امام جہری قرأت کرے تو جلدی جلدی (امام کے قرأت شروع کرنے سے پہلے) فاتحہ پڑھ لیا کرو پھر امام (اپنی قرأت کے بعد) جب سکتہ کرے تو اس وقت فاتحہ پڑھ لیا کرو اور جب امام قرأت کرے تو تم خدا کے حکم کے مطابق خاموش رہو۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ جب امام فاتحہ پڑھے، اس وقت خاموش رہنا اللہ کا حکم ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ انصات آہستہ پڑھنے کے بھی خلاف ہے کیونکہ امام سے پہلے یا بعد مقتدی آہستہ ہی پڑھتا ہے اس کو انصات نہیں قرأت کہا گیا ہے اور جب امام پڑھے گا تو آہستہ سے بھی خاموش کو انصات کہا گیا ہے۔

(۱۰۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعیم قال حدثنا داؤد بن قیس عن علی بن یحییٰ بن خلاد قال حدثنی أبی عن عم له بدری أنه کان مع النبی صلی الله علیه وسلم قال : إذا أردت أن تصلی فتوضأ فاحسن الوضوء ثم استقبل القبلة فکبر ثم اقرأ ثم ارکع حتیٰ تطمئن راکعًا ثم ارفع حتیٰ تعتدل قائماً ثم اسجد حتیٰ تطمئن ساجدا ساجدًا ثم ارفع حتیٰ تطمئن جالسا ثم اثبت ثم اسجد حتیٰ تطمئن ثم ارفع فإنك إن أتممت صلاتك علی هٰذا فقد أتممت ومن انتقص من هٰذا فإنما ینقص من صلاته۔

ترجمہ...... علی بن یحییٰ اپنے باپ سے 'وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نہ درست نماز پڑھنے والے سے) فرمایا: جب تو نماز کا ارادہ کرے تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہہ پھر قرأت کر پھر رکوع کر حتیٰ کہ مطمئن ہو جائے پھر رکوع سے سر اٹھا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر یہاں تک کہ مطمئن ہو جائے پھر سجدہ سے سر اٹھا۔ پس تو نے اگر اسی طرح نماز پڑھی تو ٹھیک پڑھی اور اگر اس میں کمی کی تو تیری نماز میں کمی رہے گی۔

اس حدیث کا مدار علی بن یحییٰ بن خلاد پر ہے۔ وہ کبھی یوں روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے باپ سے ' وہ اپنے چچا سے اور کبھی اپنے چچا سے روایت کرتا ہے ' پھر اس کے کئی شاگرد ہیں :

(۱)...... اسماعیل بن جعفر مدنی یوں روایت کرتا ہے :فإن كان معك قرآن فاقرأ به وإلا فاحمد الله عزوجل و كبره وهلله ۔ (طیالسی ص ۱۹۶ ' ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۳۲) یعنی اگر قرآن آتا ہے تو قرآن پڑھ ورنہ الحمد للّٰہ' الله اکبر' لا إله إلا الله کہہ کر رکوع کر۔

(۲)...... محمد بن عمر کی روایت میں ہے :ثم اقرأ بأم القرآن ثم اقرأ بماشئت ۔ (احمد ج ۴ / ص ۳۴۰ 'ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۳۲)

(۳)...... داؤد بن قیس (عبد الرزاق ج ۲ / ص ۳۰۷ ' نسائی ج ۱ / ص ۱۹۴)

(۴)...... ابن عجلان (ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۲۸۷ ' احمد ج ۴ / ص ۳۴۰ ' نسائی ج ۱ / ص ۱۶۱)

(۵)...... اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ (ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۳۲ ' نسائی ج ۱ / ص ۱۷۰)

(۶)...... محمد بن اسحاق (ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۳۲) یہ سب ثم اقرأ ثم ارکع یعنی قرأت کر کے رکوع کر کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ایک نئی بات دریافت فرمائی ہے۔

(۷)...... بحر بن عبد اللہ عن علی بن یحییٰ عن ابی السائب ' یہ سند بھی سب سے انوکھی ہے بحر بن عبد اللہ مجہول ہے اور متن بھی انوکھا ہے فكبر و تحمد الله و تقرأ بأم القرآن ثم اركع ۔ یعنی اللہ اکبر کہہ پھر الحمد للہ کہہ پھر فاتحہ پڑھ پھر رکوع کر۔ یہ روایت سنداً بھی شاذ ہے اور متناً بھی شاذ ہے۔ صحیح روایات کو چھوڑ کر ان کے خلاف ایسی شاذ روایات پر مدار استدلال رکھنا امام بخاریؒ کے شایان شان نہیں ہے۔

(۱۰۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد قال حدثنا عبد الله قال حدثنا داؤد بن قیس قال حدثنا علی بن خلاد بن

رافع بن مالك الأنصارى قال حدثنى أبى عن عم له بدوى قال داؤد : وبلغنا أنه رفاعة بن رافع رضى الله عنه قال : كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بهٰذا وقال : كبر ثم اقرأ ثم اركع۔

ترجمہ ...... یہ روایت بھی مثل بالا ہے۔

(۱۱۰) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخارى قال حدثنا حجاج بن منهال قال : حدثنا همام عن اسحاق بن عبد الله بن أبى طلحة عن على بن يحيىٰ بن خلاد عن أبيه عن عمه رفاعة بن رافع قال : كنت جالسًا عند النبى صلى الله عليه وسلم بهٰذا وقال : كبر ثم اقرأ ماتيسر من القرآن ثم اركع۔

(۱۱۱) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخارى قال حدثنا مسدد قال يحيىٰ عن محمد بن عجلان قال حدثنى على بن يحيىٰ بن خلاد عن أبيه عن عمه وكان بدرياً قال كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم بهٰذا وقال : كبر ثم اقرأ ثم اركع۔

(۱۱۲) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخارى قال حدثنا بكير عن بن عجلان عن على بن يحيىٰ الزرقى عن عمه وكان بدرياً أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بهٰذا وقال كبر ثم اقرأ ثم اركع۔

ترجمہ (۱۱۰تا۱۱۲)...... یہ وہی حدیث ہے جو پیچھے گزر چکی، دیکھو! نمبر ۱۰۸۔

حدیث مسیئی الصلاۃ :۔

(۱۱۳) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخارى قال حدثنا مسدد قال حدثنا يحيىٰ بن سعيد عن عبيد الله قال حدثنى سعيد المقبرى عن أبيه عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم : إذا أقيمت الصلاة فكبر ثم اقرأ ثم اركع۔

ترجمہ ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (نہ درست نماز پڑھنے والے سے) فرمایا: کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو جو تجھے قرآن سے میسر ہو قرأت کر پھر رکوع کر۔

یہی حدیث نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ پر ذکر کی ہے۔ یہ حدیث پوری تفصیل سے ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۲۸۷، مسند احمد ج ۲/ص ۴۳۷، بخاری ج ۱/ص ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۹، ج ۲/ص ۹۲۴، ۹۸۶ مسلم ج ۱/ص ۱۷۰، ابن ماجہ ص ۴۷، ابوداؤد ج ۱/ص ۱۲۴، ترمذی، نسائی ج ۱/ص ۱۴۱، طحاوی ج ۱/ص ۱۱۴ پر ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے اکیلے نمازی کو نماز کا طریقہ سکھایا۔ عجیب بات ہے کہ غیر مقلدین اپنی نماز کے جو امتیازی ارکان بتاتے ہیں اور ہر روز جن مسائل پر لڑتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ بھی اس میں نہیں آیا' نہ سینے پر ہاتھ باندھنا' نہ رکنیت فاتحہ' نہ ہی آمین اور نہ رفع یدین۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین جن مسائل کو تفریق المسلمین کا ذریعہ بنا رہے ہیں اور جن مسائل سے اختلاف کرنے والوں کو بے نماز تک کہہ رہے ہیں اور جن مسائل پر ان کے نزدیک جہاد کفار سے بھی زیادہ اہم جہاد ہے' وہ مسائل اتنے اہم نہیں۔ ان چاروں کو چھوڑ دینے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ یہ بے جا غلو عمل بالحدیث نہیں بلکہ واضح طور پر انکار حدیث ہے۔ اس حدیث میں اکیلے نمازی کو آپ ﷺ نے حکم دیا ثم اقرأ ما تیسّر معك من القرآن یہ وہی حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے فاقرؤا ماتیسر من القرآن (المزمل) میں دیا ہے اور حدیث رفاعہ بن رافعؓ جو اس سے پہلے گزری اس میں اس حکم کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا کہ فاتحہ پڑھ اور اس کے علاوہ جو چاہے پڑھ۔ ہم نے دونوں حکموں کو مان لیا' فاتحہ کو واجب معین اور مازاد کو واجب مخیر کہا۔ غیر مقلدین کی ناانصافی دیکھو کہ فاتحہ کے حکم کو واجب سے بڑھا کر فرض تک لے گئے اور مازاد علی الفاتحہ کو واجب سے گرا کر صرف درجہ جواز تک لے گئے۔ نبی پاک ﷺ کی حدیث سے ایسی اٹکھیلیاں عمل بالحدیث نہیں بلکہ انکار حدیث

کا شاخسانہ ہے۔

ان گزشتہ احادیث میں اکیلے نمازی کی قرأت کا ذکر تھا' ہر اکیلا نمازی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ اور فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھتا ہے اور اسی کو قرأت کہتے ہیں۔ کتنے ہی غیر مقلدین ہیں جو یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ فاتحہ قرآن نہیں۔ یہ بہت خطرناک بات ہے ایمان ہی کی خیر منانی پڑے گی۔

اب امام بخاریؒ اکیلے نمازی کے بعد امام کی قرأت کا ذکر کریں گے اور احادیث لائیں گے کہ آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدینؓ جب امام بنتے تو قرأت کرتے اور قرأت فاتحہ سے شروع کرتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث متواتر ہیں کہ قرأت فاتحہ سے شروع ہوتی ہے لیکن آج کتنے غیر مقلدین صرف اہل سنت کی ضد میں ان متواتر احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ ہم نے کئی دفعہ تجربہ کیا' مناظرے میں کہا کہ لکھو فاتحہ قرأت ہے مگر انہوں نے مناظرہ ہی بند کر دیا لیکن اس متواتر حدیث کے موافق فاتحہ کو قرأت نہیں لکھا۔ کیا یہ انکار حدیث نہیں؟

(۱۱۴) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا اسحٰق قال حدثنا أبو أسامة قال حدثنا عبید الله بن عمر عن سعید عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال کبر واقرأ ماتیسر معك من القرآن ثم ارکع۔

ترجمہ ...... حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تکبیر کہہ اور پڑھ جو تجھے میسر ہو قرآن سے اور رکوع کر۔

(۱۱۵) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا إسحٰق قال حدثنا عبد الله بن نمیر قال حدثنا عبید الله عن سعید بن ابی سعید المقبری عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: کبر ثم اقرأ ماتیسر معك من القرآن ثم ارکع۔

ترجمہ...... یہ روایت بھی مثل بالا روایت کے ہے۔

(۱۱۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا یزید بن هارون عن الجریری عن قیس بن عبایة الحنفی عن ابن عبد الله بن مغفل قال لی أبی : صلیت خلف رسول الله ﷺ وأبی بکر و عمر و عثمان و کانوا یقرؤن الحمد لله رب العالمین.

ترجمہ...... حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی، یہ سب الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کرتے تھے۔

یہ حدیث مسند امام اعظم ص ۵۸ ' عبد الرزاق ج ۲ / ص ۵۸ ، ابن ابی شیبہ ج۱ / ص ۴۱۰ ، مسند احمد ج ۴ / ص ۸۵ ، ابن ماجہ ص ۵۹ ، نسائی ج ۱ / ص ۱۴۴ پر ہے بعض روایتوں میں بسم اللہ بالجہر کو بدعت کہا گیا ہے۔

(۱۱۷) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا حفص بن غیاث قال حدثنا شعبة عن قتادة عن أنس رضی الله عنه أن النبی ﷺ وأبا بکر و عمر کانوا یفتتحون الصلاة بالحمد لله رب العالمین۔

(۱۱۸) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عمرو بن مرزوق قال حدثنا شعبة عن قتادة عن أنس قال : صلیت خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم و أبی بکر و عمر و عثمان و کانوا یفتتحون الصلاة بالحمد لله رب العلمین۔

(۱۱۹)...... حدثنا محمود حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا الأ وزاعی قال کتب إلی قتادة قال حدثنی أنس یعنی ابن مالك قال : صلیت خلف النبی صلی الله علیه وسلم و أبی بکر و عمر و عثمان و کانوا یفتتحون بالحمد لله رب العلمین۔

(۱۲۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن مهران قال حدثنا الولید قال حدثنا الأوزاعی مثله وعن الأوزاعی عن اسحٰق بن عبد الله أنه أخبره أنه سمع أنساً ، مثله۔

(۱۲۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو عاصم عن سعید بن أبی عروبة عن قتادة أن أنساً حدثهم أن النبی ﷺ و أبا بکر و عمر و عثمان کانوا یفتتحون الصلاة بالحمد للّٰہ رب العالمین۔

(۱۲۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسٰی قال حدثنا حماد عن قتادة وثابت عن أنس ان النبی صلی الله علیه وسلم وأبا بکر و عمر کانوا یستفتحون القراء ة بالحمد للّٰہ رب العلمین۔

(۱۲۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا حجاج قال حدثنا حماد وعن الحجاج قال حدثنا همام عن قتادة عن أنس رضی الله عنه مثله۔

(۱۲۴)...... حدثنا قال محمود حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبة قال حدثنا ابو عوانة عن قتادة عن أنس رضی الله عنه کان النبی صلی الله علیه وسلم وأبو بکر وعمر و عثمان یستفتحون القراء ة بالحمد للّٰہ رب العلمین۔

(۱۲۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسلم قال حدثنا هشام قال حدثنا قتادة عن أنس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم و أبی بکر و عمر کانوا یفتتحون القراء ة بالحمد لله رب العالمین۔

(۱۲۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال حدثنا حمید الطویل عن أنس رضی الله عنه قال : صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم و أبی بکر و عمر کانوا یفتتحون بالحمد۔

(۱۲۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال حدثنا أیوب عن قتادة عن أنس رضی الله عنه صلیت مع النبی

صلى الله عليه وسلم و أبى بكر و عمر رضى الله عنهما مثله۔

(۱۲۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخارى قال حدثنا الحسن بن الربيع قال حدثنا أبو إسحٰق بن حسين عن مالك بن دينار عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال : صليت خلف النبى صلى الله عليه وسلم وأبى بكر و عمر و عثمان فكانوا يفتتحون الصلاة بالحمد لله رب العالمين ويقرؤن مالك يوم الدين قال البخارى وقولهم يفتتحون القراء ة بالحمد أبين۔

ترجمہ (۱۱۷ تا ۱۲۸)...... ان سب کا ترجمہ یہ ہے : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ (امامت کی حالت میں) قرأت سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔

آخر میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ بالکل واضح بات ہے کہ امام فاتحہ سے قرأت شروع کرتا ہے۔ یہ حدیث کتاب الأم للشافعی ج ۱/ص ۹۳، طیالسی ج ۸/ص ۲۶۶، عبدالرزاق ج ۲/ص ۸۸، ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۱۴۰، احمد ج ۲/ص ۲۸۹، دارمی ص ۱۴۶، بخاری ج ۱/ص ۱۰۳، مسلم ج ۱/ص ۱۷۲، ابن ماجہ ص ۵۹، ابوداؤد ج ۱/ص ۱۲۴، ترمذی ج ۱/ص ۳۴، نسائی ج ۱/ص ۱۴۳ وغیرہ پر ہے۔

(۱۲۹)...... قال البخارى : ويروى عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه۔

ترجمہ...... کہا بخاریؒ نے کہ روایت کی جاتی ہے ابو ہریرہؓ سے، وہ نبی ﷺ سے اسی طرح۔

امام بخاریؒ نے اس کو بے سند لکھا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ ص ۵۹ اور دار قطنی ج ۱/ص ۱۱۸ پر ہے کہ نبی پاک ﷺ الحمد لله رب العالمين سے قرأت شروع فرماتے۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو شعبہ سے مرفوع کرنے میں ابو داؤد منفرد ہے۔ باقی سب اس کو ابو ہریرہؓ کا فعل قرار دیتے ہیں۔

(۱۳۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال : أنبأنا عفان قال حدثنا وهیب قال حدثنا الجریری عن قیسؒ بن عبایة قال حدثنی ابن عبد اللہ بن مغفل قال سمعت أبی فقال : صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر وعمر و عثمان رضی اللہ عنہم فکانوا یستفتحون القراء ة با لحمد للہ رب العالمین۔

ترجمہ ...... یہ بھی عبد اللہ بن مغفلؓ کی روایت ہے مثل ۱۱۶ کے۔ امام بخاریؒ نے یہ حدیث کہ امام فاتحہ سے قرأت شروع کرے تین صحابہؓ سے نقل فرمائی ہے۔

(۱)...... عبد اللہ بن مغفلؓ سے، امام بخاریؒ اگر عبد اللہ بن مغفلؓ کا یہ ارشاد بھی نقل فرما دیتے جو ان کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہؒ نے عبد اللہ بن مغفلؓ سے نقل فرمایا ہے کہ آیت : **واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا** نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ج ۲ / ص ۴۷۸) تو مسئلہ پورا ہو جاتا کہ نماز با جماعت میں امام قرأت سورۃ فاتحہ سے شروع کرے اور مقتدی قرآنی حکم کے مطابق خاموش رہیں۔

(۲)...... دوسری حدیث حضرت انسؓ سے نقل کی ہے۔ اگر ساتھ ہی حضرت انسؓ سے مروی حدیث نبوی ﷺ **وإذا قرأ فانصتوا** (کتاب القراءۃ) نقل فرما دیتے تو مسئلہ کتنا صاف ہو جاتا کہ امام تو قرأت کرے اور سورۃ فاتحہ سے ہی شروع کرے اور مقتدی سورۃ فاتحہ سے ہی انصات کرے۔

(۳)...... تیسری حدیث ابو ہریرہؓ سے نقل فرمائی ہے، اگر اس کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ فرمان کہ آیت **واذا قرئ القرآن فاستمعوا له** نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۲ / ص ۴۷۸) اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث نبوی ﷺ **واذا قرأ فانصتوا**۔ جو امام بخاریؒ کے دو استادوں نے ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۷ اور مسند احمد ج ۲ / ص ۳۷۶، ۴۲۰ پر نقل فرمائی ہے، تو

مسئلہ کتنا صاف ہو جاتا کہ امام قرأت کرے اور فاتحہ سے شروع کرے اور مقتدی خدااور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فاتحہ سے ہی خاموشی اختیار کرلے۔

اسی طرح امام بخاریؒ نے یہ تو احادیث تحریر فرما دیں کہ رسول اقدس ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓاور عثمانؓ امام بن کر قرأت کرتے تھے اور فاتحہ سے قرأت شروع کرتے تھے۔اس کے ساتھ ہی اگر وہ حدیث بھی نقل فرمادیتے جوان کے دادا استاد نے نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق ج ۲ / ص ۱۳۹) تو مسئلہ کتنا صاف ہو جاتا کہ رسول اقدس ﷺ امام بن کر فاتحہ سے قرأت شروع فرماتے اور مقتدیوں کو فاتحہ ہی سے قرأت کرنے سے منع فرماتے۔ حضرت ابوبکرؓ امام بن کر فاتحہ ہی سے قرأت شروع کرتے اور مقتدیوں کو فاتحہ ہی سے قرأت کرنے سے منع فرماتے۔ حضرت عمرؓ امام بن کر فاتحہ ہی سے قرأت شروع کرتے اور مقتدیوں کو فاتحہ ہی سے قرأت کرنے سے منع فرماتے۔ حضرت عثمانؓ امام بن کر فاتحہ ہی سے قرأت شروع کرتے اور مقتدیوں کو فاتحہ ہی سے قرأت کرنے سے منع فرماتے۔

(۱۳۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد و موسیٰ ابن إسماعيل و مغفل بن مالك قالوا حدثنا أبو عوانة عن محمد بن اسحاق عن الأعرج عن أبی هريرة رضی الله عنه قال : لا يجزئك إلا أن تدرك الإمام قائماً۔

ترجمہ ...... حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ تیری رکعت نہیں ہوگی مگر یہ کہ توامام کو حالت قیام میں پائے۔

نہ تو یہ قول صحیح ہے، محمود کی جہالت، ابن اسحاق کا عنعنہ وجہ ضعف ہیں اور احادیث مرفوعہ کی مخالفت کی وجہ سے یہ قول منکر ہے۔نہ ہی اس سے مؤلف کو کوئی فائدہ ہوا، امام کو اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کھڑا پالیا تو رکعت ہو گئی، حالانکہ

اس مقتدی نے نہ خود فاتحہ پڑھی نہ امام کی سنی۔

امام بخاریؒ مدرک رکوع کے بارے میں سب صحابہؓ اور ائمہ اربعہؒ کے خلاف مسلک رکھتے ہیں۔اس شاذ مسلک کی حمایت کے لئے غیر متعلق اقوال کا سہارا لیتے ہیں اور اس بارے میں اپنے خلاف مرفوع احادیث کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدہ میں جا چکے ہوں تو تم بھی سجدہ میں چلے جاؤ اور اس رکعت کو شمار نہ کرو البتہ جس نے رکوع پالیا اس نے نماز (کی وہ رکعت) پالی۔ (ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۲۹، حاکم ج ۱ / ص ۲۱۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے رکوع پالیا اس نے وہ رکعت پالی۔ (ابن خزیمہ ج ۳ / ص ۴۵) اور امام مالکؒ نے بلاغات میں حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل فرمایا ہے کہ من أدرك الركوع فقد أدرك السجدة۔ (موطا ص ۷) یعنی جس نے رکوع پالیا، اس نے سجدہ بھی پالیا (پوری رکعت پالی)۔

اب امام بخاریؒ ان احادیث مرفوعہ اور ائمہ اربعہؒ کے اجماع کے خلاف ضعیف الاسناد اور غیر متعلق اقوال کا سہارا لیتے ہیں۔

(۱۳۴) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبيد بن يعيش قال حدثنا يونس قال حدثنا إسحاق قال،أخبرنی الأعرج قال سمعت أبا هريرة رضی الله عنه يقول : لا يجزئك إلا أن تدرك الإمام قائما قبل أن يركع۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ جس نے رکوع سے پہلے امام کو کھڑے نہ پایا اس کی رکعت نہیں ہوتی۔

یہ سند بھی صحیح نہیں ہے۔ محمود مجہول ہے اور اسحاق ضعیف ہے اور نہ ہی مؤلف کو مفید ہے۔

(۱۳۳) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن صالح قال حدثنی اللیث قال حدثنی جعفر بن ربیعة عن عبد الرحمٰن هرمز قال ، قال أبو سعید رضی الله تعالیٰ عنه : لا یرکع أحد کم حتی یقرأ بأم القرآن۔

ترجمہ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع نہ کرو۔

اولاً تو محمود کی جہالت کی وجہ سے یہ ضعیف ہے ' پھر یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ رکوع کے بغیر سجدہ نہ کرو۔ اس میں نہ مقتدی کا ذکر ، نہ رکعت ہونے یا نہ ہونے کا ذکر ہے۔

(۱۳۴)...... قال البخاری وکانت عائشة تقول ذلك وقال علی بن عبد الله : إنما أجاز ادراك الرکوع من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم الذین لم یروا القراء ة خلف الإمام ، منهم ابن مسعود وزید بن ثابت وابن عمر فأما من رأی القراء ة فإن أبا هریرة رضی الله عنه قال : اقرأ بهافی نفسك یا فارسی ، وقال : لاتعتد بها حتیٰ تدرك الإمام قائماً۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ نے (محض بے سند یہ) کہا کہ حضرت عائشہؓ بھی یہی فرماتی تھیں۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت عائشہؓ کا نام ذکر کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے یہ بالکل نہیں فرمایا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی کیونکہ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔ اب علی بن مدینیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ صرف وہ صحابہؓ اس کے قائل ہیں کہ رکوع میں ملنے سے رکعت شمار ہو جاتی ہے جو قرأت خلف الامام کے قائل نہیں اور وہ ہیں : عبد اللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ، ورنہ جن کی رائے ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہئے جیسے

ابوہریرہؓ نے کہاکہ دل میں سوچ لیاکرواور کہاکہ رکعت شمار نہ کرناجب تک امام کو کھڑانہ پاؤ۔

نوٹ ...... پہلے حدیث منازعت کے تحت گزر چکاکہ فانتھی الناس کے بعد تمام صحابہؓ قرأت خلف الامام سے رک گئے تھے۔امام بخاریؒ کاصرف تین نام ذکر کردینا،اس کو حق پوشی کے علاوہ کیاکہاجاسکتاہے؟فسامحه الله۔

(۱۳۵)...... **وقال موسیٰ حدثنا همام عن الأعلم وهو زياد عن الحسن عن أبي بكرة أنه انتهٰى إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو راكع فركع قبل أن يصل الى الصف فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال زادك الله حرصا ولا تعد۔**

ترجمہ ...... حضرت ابوبکرہؓ(جو غزوہ طائف کے دن مسلمان ہوئے) سے روایت ہے کہ وہ(جماعت میں شرکت کیلئے) نبی ﷺ کی طرف گئے، حضرت ﷺ اس وقت رکوع میں تھے تو(ابوبکرہؓ نے) صف میں ملنے سے پہلے (تکبیر تحریمہ کہہ کر)رکوع کرلیاپس یہ بات حضور ﷺ سے ذکر کی گئی توآپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے نیکی کرنے پراور حریص کرے پھرایسانہ کرنا۔

(۱۳۶)...... **قال البخاری : فليس لأحد أن يعود لما نهٰى النبي صلى الله عليه وسلم عنه وليس في جوابه أنه اعتد بالركوع عن القيام والقيام فرض في الكتاب والسنة قال الله تعالیٰ وقوموا لله قانتين وقال: إذا قمتم إلى الصلاة۔**

ترجمہ ...... بخاریؒ نے کہاکسی کو حق نہیں کہ حضور ﷺ کے منع فرمانے کے بعد ایساکرے (یعنی صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کرلے)اس کا یہ جواب نہیں کہ رکوع قیام کے عوض کیاکیونکہ قیام توکتاب وسنت کے حکم سے فرض ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وقوموا لله قانتين** "اور کھڑے ہو جاؤاللہ کے

سامنے ادب سے "اور فرمایا: إذا قمتم إلى الصلاة "جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو۔"

(۱۳۷)...... وقال النبي صلى الله عليه وسلم : صل قائماً فإن لم تستطع فقاعداً۔

ترجمہ ......اور فرمایا نبی ﷺ نے کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ ،اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ۔

یعنی ابوبکرہؓ نے قیام میں تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کیا، تو تحریمہ اور قیام دونوں فرض ادا ہو گئے اور وہ رکوع میں مل گئے۔اس پر مکمل بحث آگے آرہی ہے،انشاء اللہ۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق :۔

(۱۳۸)...... وقال إبراهيم عن عبد الرحمٰن بن اسحٰق عن المقبرى عن أبى هريرة رضي الله عنه معارضا لما روى الأعرج عن أبى هريرة وليس هٰذا ممن يعتد علىٰ حفظه إذا خالف من ليس بدونه و كان عبد الرحمٰن ممن يحتمل فى بعض۔

ترجمہ ...... ابراہیم نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے بواسطہ المقبری ابوہریرہؓ سے الاعرج کے خلاف روایت کیا ہے اور یہ عبدالرحمٰن بن اسحاق ایسا نہیں کہ اس کے حافظے پر اعتماد کیا جائے جب کہ وہ ایسے راوی کی مخالفت کرے جو اس سے کم مرتبہ نہ ہو اور بعض روایات میں وہ قابل اعتماد ہے۔

(۱۳۹)...... وقال اسماعيل بن ابراهيم : سألت أهل المدينة عن عبد الرحمٰن فلم يحمد مع أنه لا يعرف له بالمدينة تلميذ إلا أن موسىٰ الزمعي روى عنه أشياء فى عدة منها اضطراب وروى عن عبدالرحمٰن عن الزهرى عن سالم عن أبيه قال لما قدم النبى ﷺ المدينة وهمه للأذان بطوله وروى هٰذا عدة من أصحاب الزهرى منهم يونس وابن إسحٰق عن سعيد عن عبد الله بن زيد وهٰذا هو الصحيح وإن كان مرسلاً۔

ترجمہ ...... اور اسماعیل بن ابراہیم نے کہا میں نے اہل مدینہ سے عبد

الرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں پوچھا، تو اس کی کوئی تعریف نہ ہوئی۔ نیز مدینہ میں اس کا کوئی معروف شاگرد نہ تھا سوائے موسیٰ زمعی کے، اس نے اس سے چند روایات کیں، ان میں بھی اضطراب ہے۔ چنانچہ اسی عبدالرحمٰن نے زہری سے، اس نے سالم سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے، تو اذان کا پورا قصہ ذکر کیا۔ یہی روایت زہری کے دوسرے شاگردوں نے روایت کی جیسے یونس اور محمد بن اسحاق نے سعید سے، اس نے عبداللہ بن زید سے اور یہی روایت صحیح ہے اگرچہ مرسل ہے۔

(۱۴۰)...... قال ابن جریج : أخبرنی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنه کان المسلمون حین قدموا المدینة یجتمعون یتحینون الصلاہ فقال بعضهم: اتخذوا ناقوسا وقال بعضهم بل بوقاً فقال عمر : أولا تبعثون رجلاً ینادی بالصلاۃ فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم یا بلال قم فناد بالصلاۃ ، وھٰذا خلاف ما ذکر عبد الرحمن عن الزھری عن سالم عن ابن عمر وروی أیضاً عبد الرحمن عن الزھری عن سعید عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم : إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول وھٰذا مستفیض عن مالك ومعمر ویونس و غیر ھم عن الزھری عن عطاء بن یزید عن أبی سعید عن النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

ترجمہ...... کہا ابن جریج نے : خبر دی مجھے نافع نے، اس نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو اکٹھے ہوتے اور نماز کے بارے میں سوچتے۔ بعض نے کہا ناقوس بنالو، بعض نے کہا سینگ بنالو حضرت عمرؓ نے فرمایا : ایک آدمی کو نماز کا اعلان کرنے کے لئے کیوں مقرر نہیں کر دیتے ؟ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اٹھ اے بلال اور لوگوں کو نماز کے لئے بلا۔ یہ روایت عبد الرحمٰن عن الزھری عن سالم عن ابن عمر کے خلاف ہے۔ (دوسری مثال) عبدالرحمٰن، زہری

، سعید ابو ہریرہؓ سے ہے کہ جس طرح مؤذن کہے تم بھی کہو لیکن مشہور سند ہے :
مالك معمر یونس وغیر هم ، عن الزهری عن عطاء بن یزید عن ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم۔

(۱۴۱)...... وروی خالد عن عبد الرحمٰن عن الزهری حدیثًا فی قتل الوزغ۔

ترجمہ ...... روایت کی خالد نے عبد الرحمٰن سے، اس نے زہری سے سانڈہ کو قتل کرنے کی حدیث بیان کی۔

محمد بن اسحاق :۔

(۱۴۲)...... وقال أبو الهیثم : عن عبدالرحمن عن عمر عن سعید عن الزهری قال البخاری وغیر معلوم صحیح حدیثه إلا بخبر بین قال البخاری رأیت علی بن عبد الله یحتج بحدیث ابن اسحٰق وقال علی عن أبی عیینة مارأیت أحدًا یتهم ابن إسحٰق۔

ترجمہ ...... کہاابو الہیثم نے عن عبدالرحمٰن عن عمر بن سعید عن الزہری ۔بخاری نے کہا :اس کی صحیح حدیث معلوم نہیں مگر واضح خبر سے۔ کہابخاری نے : میں نے علی بن عبد اللہ (۲۳۴ھ) کو دیکھا کہ وہ محمد بن اسحاق کی حدیث کو قبول کرتے تھے اور علی نے ابن عینیہ سے بیان کیا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ اس نے ابن اسحاق پر تہمت لگائی ہو۔

(۱۴۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال ، قال لی إبراهیم بن المنذر حدثنا عمر بن عثمان أن الزهری کان یتلقف المغازی من ابن إسحٰق المدنی فیما یحدثه عن عاصم بن عمر عن أبی قتادة و الذی یذکر عن مالك فی ابن إسحٰق لا یکادیبین و کان اسماعیل بن أبی أویس من أتبع من رأینا مالکا اخرج لی کتب ابن إسحاق عن أبیه عن

المغازی وغیرهما فانتخبت منها کثیرا۔

ترجمہ ...... امام زہری محمد بن اسحاق مدنی کی مغازی کی وہ روایات ذکر کرتے ہیں جنہیں وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے ذکر کرتے ہیں۔امام کی جرح ابن اسحاق کے بارے میں واضح نہیں (مبہم ہے) اسماعیل بن ابی اویس نے مالکؒ کے مقلد ہونے کے باوجود محمد بن اسحاق کی مغازی کی کتاب نکالی جو اس نے اپنے باپ کے واسطے سے روایت کی تھی، میں نے اس سے بہت سی چیزوں کا انتخاب کیا۔

(۱۴۴) ...... وقال لی ابراهیم بن حمزة کان عند ابراهیم بن سعد عن محمد بن اسحاق نحو من سبعة عشر ألف حدیث فی الأحکام سوی المغازی و ابراهیم بن سعد من أکثر أهل المدینة حدیثا فی زمانه ولوصح عن مالك تناوله من ابن سحاق فلربما تکلم الإنسان فیرمی صاحبه بشیء واحد ولا یتهمه فی الأمور کلها۔

ترجمہ ...... مجھے ابراہیم بن حمزہ (۲۳۰ھ) نے کہا کہ ابراہیم بن سعد کے پاس محمد بن اسحاق کی سترہ ہزار احادیث مغازی کے علاوہ صرف احکام کے بارے میں تھیں (جس میں سے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک بھی نہیں لی) حالانکہ ابراہیم بن سعد (۱۰۸، ۱۸۳ھ) مدینہ شریف میں اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے (ان سترہ ہزار میں سے امام مالکؒ نے بھی ایک حدیث بھی موطا میں نہیں لی) اور اگر امام مالکؒ کی جرح محمد بن اسحاق پر ثامت ہو تو کئی مرتبہ ایک آدمی کسی کو کسی سلسلہ میں متہم سمجھتا ہے لیکن باقی باتوں میں متہم نہیں سمجھتا۔

جرح میں تشدد :۔

(۱۴۵) ...... وقال إبراهیم بن المنذر عن محمد بن فلیح نهانی مالك عن شیخین من قریش وقد أکثر عنهما فی الموطا وهما ممن یحتج بحدیثهما ولم ینج کثیر من الناس من کلام بعض الناس فیهم نحو

مایذکر عن ابراهیم من کلامه فی الشعبی و کلام الشعبی فی عکرمة وفیمن کان قبلهم وتاویل بعضهم فی العرض والنفس ولم یلتفت أهل العلم فی هٰذا النحو الا ببیان وحجة ولم یسقط عدالتهم إلا ببرهان ثابت وحجة، والکلام فی هٰذا کثیر۔

ترجمہ ...... ابراہیم بن منذر نے محمد بن فلیح سے روایت کیا کہ امام مالکؒ نے مجھے قریش کے دو بزرگوں سے روایت لینے سے منع فرمایا اور خود موطا میں ان سے اکثر حدیثیں بیان کیں اور ان دونوں کی حدیث حجت تھی، (مگر امام مالکؒ نے محمد بن اسحاق سے ایک حدیث بھی موطا میں نہیں لی) یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں کی جرح سے اکثر لوگ محفوظ نہ رہ سکے۔ چنانچہ ابراہیم نے شعبی کے بارے میں کافی جرح کی ہے اور شعبی کی جرح عکرمہ پر اور ان سے پہلوں پر بھی اور بعض اس قسم کی جرحوں کو ایک دوسرے کی عزت نہ کرنے اور ذاتیات پر محمول کرتے ہیں لیکن اہل علم ایسی باتوں پر توجہ نہ دیتے تھے اور نہ ہی ان کو بغیر دلیل و حجت کے مرتبہ عدالت سے گرایا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں بہت سا کلام ہے۔

(۱۴۶) ...... وقال عبید بن یعیش : حدثنا یونس بن بکیر قال سمعت شعبة یقول محمد بن اسحاق أمیر المحدثین لحفظه وروی عنه الثوری وابن ادریس و حماد بن زید و یزید بن زریع و ابن علیة و عبد الوارث و ابن المبارك و کذلك احتمله أحمد و یحییٰ بن معین و عامة أهل العلم۔

ترجمہ ...... شعبہ نے کہا کہ محمد بن اسحاق حافظہ کی وجہ سے امیر المحدثین ہے۔ (لیکن امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نے ابن اسحاق میں حافظہ کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ (کتاب العلل) محمد بن اسحاق سے ثوری، ابن ادریس، حماد بن زید، یزید بن زریع، ابن علیہ، عبد الوارث، اور ابن مبارک نے روایت کی ہے اور اسی طرح

احمد، یحییٰ بن معین اور عوام اہل علم نے اس کو برداشت کیا ہے۔

یہ کوئی دلیل نہیں، دیکھو! جابر جعفی سے شعبہ، ثوری، اسرائیل حسن بن حیّ، شریک، مسعر، معمر اور ابو عوانہ وغیر ہم نے روایت لی ہے۔ (تہذیب ج ۲/ص ۴۷)

(۱۴۷)...... **وقال لی علی بن عبد الله : نظرت فی کتاب ابن اسحاق فما و جدت علیه إلا فی حدیثین ویمکن أن یکونا صحیحین۔**

ترجمہ ...... علی بن عبداللہ نے مجھے کہا: میں نے محمد بن اسحاق کی (مغازی کی) کتاب دیکھی۔ اس میں صرف دو حدیثیں ہی قابل اعتراض نظر آئیں اور ممکن ہے کہ وہ دونوں بھی صحیح ہوں۔

(۱۴۸)...... **وقال بعض أهل المدینة : إن الذی یذکر عن هشام بن عروة قال کیف یدخل ابن اسحاق علیٰ امرأتی لوصح عن هشام جازأن تکتب الیه فان أهل المدینة یرون الکتاب جائزا لأن النبی صلی الله علیه وسلم کتب لأمیر السریة کتاباً وقال : لا تقرأه حتیٰ تبلغ مکان کذا و کذا فلما بلغ فتح الکتاب و أخبر هم بما قال النبی صلی الله علیه وسلم وحکم بذلك و کذلك الخلفاء والأئمة یقضون بکتاب بعضهم إلیٰ بعض وجائز أن یکون سمع منها و بینهما حجاب وهشام لم یشهد۔**

ترجمہ ...... اور بعض (مجہول) اہل مدینہ نے کہا ہے یہ جو ہشام بن عروہ سے ذکر کیا جاتا ہے (کہ محمد بن اسحاق میری بیوی سے روایت کرتا ہے) وہ میری بیوی کے پاس کیسے آسکتا ہے؟ (امام بخاریؒ نے) کہا اگر ہشام کا قول ثابت ہو جائے تو شاید فاطمہ نے محمد بن اسحاق کی طرف لکھ کر بھیج دیا ہو، کیونکہ اہل مدینہ لکھنے کو جائز سمجھتے تھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود امیر لشکر کو پروانہ لکھ کر دیا اور فرمایا

کہ جب تک فلاں مقام پر نہ پہنچے اس کو نہ پڑھنا، چنانچہ امیر لشکر نے وہیں جا کر پڑھا اور اس کے مطابق حکم کیا۔ اسی طرح خلفاء اور ائمہ بعض ان میں سے بعض کی چٹھیوں کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحاق نے فاطمہ سے پردہ کے پیچھے سنا ہو اور ہشام اس وقت گھر نہ ہو۔

یہ سب ممکن تو ہے لیکن امکان کو وقوع تو لازم نہیں۔

نوٹ ...... امام بخاریؒ نے اہل مدینہ کے خلاف ابن اسحاق کی توثیق کے سارے امکانات بیان فرما دیئے ہیں، مگر صحیح بخاری میں خود اس سے ایک حدیث بھی نہیں لی۔ قول فیصل اس میں یہی ہے کہ وہ مغازی کا امام ہے مگر احکام میں زیادہ سے زیادہ حسن درجے کا ہے، وہ بھی جب کہ منفرد نہ ہو وما انفرد ففیه نکارة فإن في حفظه شیئا (میزان الاعتدال ج ۳ / ص ۴۷۵)

فاتحہ قرآن ہے :۔

(۱۴۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا آدم قال حدثنا ابن أبی ذئب قال حدثنا سعید المقبری عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال : ام القرآن هی السبع المثانی و القرآن العظیم ۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ نبی اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ام القرآن (سورۃ فاتحہ) یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے۔

کئی غیر مقلدوں سے سنا گیا جو فوراً فاتحہ کے قرآن پاک ہونے کا انکار کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن و حدیث کے انکار سے محفوظ فرمائے۔

حدیث عبادہؓ :۔

(۱۵۰)...... قال البخاری والذی زاد مکحول وحرام بن معاویة ورجاء بن حیوة عن محمود بن الربیع عن عبادة فهو تبع لما روی الزهری لأن

الزهری قال حدثنا محمود أن عبادة رضی اللہ عنه أخبر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم وهؤلاء لم یذکروا أنهم سمعوا من محمود۔

ترجمہ...... بخاریؒ نے کہا: وہ جو مکحول، حرام بن معاویہ اور رجاء بن حیوہ نے محمود بن ربیع عن عبادہ سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ وہ زہری کی روایت کے تابع سمجھی جائے کیونکہ زہری نے حدثنا محمود عن عبادہ کہہ کر (سماع کی تصریح کر دی ہے جب کہ) باقی کسی نے بھی محمود سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت عبادہؓ کی دو حدیثیں ہیں:

(۱)...... ایک حدیث لاصلوٰۃ ہے جو بخاری ج ۱ / ص ۱۰۴ پر ہے مگر اس میں زہری کا عنعنہ ہے، حدثنا نہیں، یہی وہ حدیث ہے جس کے بارے میں امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ دادا استاد امام سفیان بن عیینہ اور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابرؓ اور حضرت ابو درداءؓ اکیلے نمازی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی بحث نمبر ۲ ،۳، ۴، کے تحت گزر چکی۔

(۲)...... دوسری حدیث جس میں فجر کا واقعہ اور مقتدی کا ذکر ہے، اس کا مدار مکحول پر ہے جس کا ذکر نمبر ۶۵، ۶۶ پر گزرا ہے، اس کے سندی اضطراب کی طرف امام بخاری اشارہ فرما رہے ہیں۔ اس میں مکحول کے چھ شاگرد ہیں۔ چار شاگرد سند یوں بیان کرتے ہیں: مکحول عن عبادہ، اور یہ مرسل ہے۔ پانچویں زید بن واقد سند یوں بیان کرتے ہیں: مکحول عن نافع عن عبادہ اور یہ عبادہ مجہول الحال ہے۔ (میزان الاعتدال) اور چھٹا شاگرد محمد بن اسحاق ہے، وہ سند یوں بناتا ہے: مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادہ لیکن امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مکحول نے محمود سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ گویا اس کا ایک طریق بھی صحیح نہیں اور رجاء تو اس کو مرفوع کرتا ہی نہیں، یہ ایک اور اختلاف ہے لیکن یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے بعد امام بخاریؒ کی خواہش ہے کہ یہ فجر والا واقعہ حدیث لاصلوۃ کا تابع بنا لیا جائے، حالانکہ

حدیث لا صلوٰۃ اکیلے نمازی کیلئے ہے اور واقعہ فجر مقتدی سے متعلق ہے فافترقا۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: **فان احتج محتج فقال : إن الذی تکلم أن لا یعتد بالرکوع إلا بعد قراء ۃ فیزعم أن ھؤلآء لیسوا من أھل النظر۔**

ترجمہ...... اگر کوئی کہے کہ جو لوگ رکوع کی رکعت کو شمار نہیں کرتے وہ اہل نظر یعنی مجتہدین نہیں ہیں۔

امام بخاریؒ کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ فقہاء صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ اربعہؒ سب اس کے قائل ہیں کہ رکوع میں ملنے سے رکعت پوری شمار ہوتی ہے، حالانکہ اس نے نہ اپنی فاتحہ پڑھی نہ امام کی سنی۔ جیسے جو شخص جمعہ کی نماز میں شریک ہو اس کا جمعہ بالکل صحیح ہے، حالانکہ نہ اس نے خود خطبہ پڑھا اور نہ خطیب کا سنا۔ ان سب کے اجماع کے خلاف کسی ایک بھی مسلمہ مجتہد سے ثابت نہیں کر سکے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار نہیں ہوتی۔ اس شدید کمی کو امام بخاریؒ پورا نہیں کر سکے، اس لئے لہجہ میں بہت ترشی آگئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

قیل لہ : إن بعض مدعی الإجماع جعلوا اتفاقھم مع من زعم أن الرضاع إلی حولین و نصف وھٰذا خلاف نص کلام اللہ عزوجل قال اللہ تعالیٰ : حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ۔

ترجمہ...... تو انہیں کہا جائے گا کہ بعض مدعی اجماع کا گمان ہے کہ دودھ پلانے کی مدت اڑھائی سال ہے حالانکہ یہ صریح نص قرآنی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ۔**

افسوس کہ امام بخاریؒ نے باقی آیت نقل نہ فرمائی جس تعیین کے بعد پھر اختیار دے دیا ہے **فان ارادا فصالا** حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ : **ای قبل الحولین أو بعد الحولین** (تفسیر ابن جریر) اور آیت **حملہ و فصالہ ثلاثون شھرا** کا مطلب امام صاحبؒ فرماتے ہیں : اور گود میں اٹھانا اور اس کا دودھ

چھڑانا اڑھائی سال میں۔ یہ اعتراض امام بخاریؒ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ پر کیا ہے لیکن اصل موضوع سے اس کا کیا تعلق؟ مجتہدین میں اختلافی مسائل بھی ہوتے ہیں اور اجماعی بھی، اجماعی مسائل پر اختلافی مسائل سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ويزعم أن الخنزير البرى لا بأس به ويرى السيف على الأمة ويزعم أن أمر الله من قبل ومن بعد مخلوق فلا يرى الصلاة ديناً فجعلتم هٰذا واشباهه اتفاقاً والذى يعتمد على قول الرسول صلى الله عليه وسلم وهو أن لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب۔

ترجمہ ...... اور ان (امام صاحبؒ) کا خیال یہ بھی ہے کہ جنگلی سور (خنزیر) کے استعمال میں کوئی حرج نہیں (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ یا تو فقہ حنفی سے بالکل ناواقف ہیں یا انہوں نے امام صاحبؒ پر یہ الزام لگا کر بہت ہی بڑی جسارت فرمائی ہے۔ تیسرا الزام امام بخاریؒ نے حضرت امام اعظمؒ پر یہ لگایا ہے کہ) ان کے ہاں مسلمانوں کا قتل عام جائز ہے۔ (چوتھا الزام امام صاحبؒ پر یہ لگایا ہے کہ) وہ اللہ کے حکم من قبل و من بعد کو مخلوق کہتے ہیں۔ (پانچواں الزام یہ لگایا ہے کہ) وہ نماز کو دین نہیں سمجھتے۔ تم نے ان جیسی چیزوں کو اجماع بنالیا ہے اور جو قول رسول اللہ ﷺ پر اعتماد کرتا ہے وہ یہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(۱۵۱)...... وما فسر أبو هريرة و أبو سعيد لايركعن أحد كم حتىٰ يقرأ فاتحة الكتاب، و أهل الصلاة مجتمعون فى بلاد المسلمين فى يومهم وليلتهم علىٰ قراءة ام الكتاب وقال الله تعالىٰ فاقرؤا ماتيسر منه فهولاء اولىٰ بالإثبات ممن أباحوا أعراضكم والأنفس والأموال وغيرها فلينصف المستحسن المدعى العلم خرافة إذا نسوهم فى اجماعهم بانفرادهم وينفى المشتهرين بالذب عن العلوم باستقباحه وقيل : إنه يكبر إذا جاء ألى الإمام وهو يقرأ ولا يلتفت إلى قراءة الإمام لأنه فرض

فكذلك فرض القراء ة لا يتبع بحال الإمام و ان نسى صلاة العصر أو غيرها حتىٰ غربت الشمس ثم صلى والإمام فى قراء ة المغرب ولم يسمع إلىٰ قراء ة الإمام فقد تمت صلاته۔

ترجمہ...... اور جو ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ نے تفسیر فرمائی کہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے رکوع نہ کرو (یہ قول ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے کسی صحیح سند سے ثابت نہیں) اور نمازی اسلامی شہروں میں دن رات فاتحہ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پڑھو قرآن سے جو آسان ہو۔ یہ زیادہ لائق ہیں کہ ان کو اہل نظر یعنی فقیہ کہا جائے بہ نسبت ان کے جنہوں نے تمام مسلمانوں کی عزتوں، جانوں اور مالوں کو مباح کر دیا، چاہئے کہ اچھی طرح انصاف کیا جائے کہ ایسا مدعی علم جس کی باتیں محض خرافات ہیں، وہ اگر اجماع سے الگ رہے تو اس کو اجماع نہ سمجھے اور ایسے لوگوں کا اجماع سے الگ رہنا جو مشہور ہیں کہ برے علوم کی وجہ سے گناہگار ہیں، اس کو کہا جائے گا کہ جب امام قرأت کر رہا ہو تو آنے والا تکبیر کہتا ہے اور امام کی قرأت کا خیال نہیں کرتا، کیونکہ تکبیر فرض ہے۔ اسی طرح قرأت بھی (مقتدی پر) فرض ہے۔ نیز اگر عصر کی نماز یا کوئی اور نماز بھول جائے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے تو پھر بھی اپنی نماز ادا کرے گا۔ اگرچہ امام نماز مغرب میں قرأت ہی کر رہا ہو، وہ امام کی قرأت نہیں سنے گا اور اس کی نماز صحیح ہو گی۔

(۱۵۲)...... لقول النبى صلى الله عليه وسلم : من نسى صلاة أو نام عنها فليصل إذا ذكرها۔

ترجمہ ...... کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی نماز بھول جائے یا سو جائے تو اسے جب یاد آئے تو نماز ادا کر لے۔

(۱۵۳) ...... وقال النبى صلى الله عليه وسلم : لا صلاة إلا بقراء ة فاوجب الأمرين فى كليهما لا يدع الفرد بحال الإستماع۔

ترجمہ ...... اس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بغیر قرأت کے نماز نہیں ہوتی، تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کاموں کو واجب کر دیا (یعنی قرأت کو بھی اور استماع کو بھی) تو کوئی فرض بھی کسی حال میں نہ چھوڑا جائے گا۔

(۱۵۴)...... فان احتج فقال قال اللہ تعالیٰ فاستمعوا له فلیس لاحد ان یقرأ خلف الامام و نفی سکتات الامام قیل لهٗ ذکر عن ابن عباس و سعید بن جبیر ان هذا فی الصلوٰۃ اذا خطب الامام یوم الجمعة۔

ترجمہ ...... پس کہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کان لگا کر سنو اس کو کہا پس کسی ایک کیلئے جائز نہیں کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرے اور نفی کرے امام کے سکتات کی :کہا گیا اسکو کہ ذکر کیا اس نے ابن عباسؓ اور سعید بن جبیر سے یہ بات کہ یہ نماز کی حالت میں ہے جب امام جمعۃ المبارک کا خطبہ دے۔

تشریح (۱۵۰ تا ۱۵۴) :۔

یہاں امام بخاریؒ نے پھر مدرک رکوع کی بحث چھیڑ دی ہے، کیونکہ امام بخاریؒ سے پہلے اس بات پر اجماع ہو چکا تھا کہ مدرک رکوع، مدرک رکعت ہے۔ امام بخاریؒ نے مجتہدین کے اس اجماع کی مخالفت کر کے یہ فرمایا کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار نہیں ہوتی اور خود امام بخاریؒ اس ٹکر کے نہیں کہ ائمہ مجتہدین کے اجماع کو توڑ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے کسی بھی ذمہ دار فقیہ نے اس مسئلہ میں امام بخاریؒ کی تقلید نہیں کی۔ اس لئے امام بخاریؒ بھی محض غصہ ہی نکال رہے ہیں کہ اگر میں نے اس مسئلہ میں اجماع کے خلاف کیا تو کیا (امام ابو حنیفہؒ) نے اجماع کے خلاف دودھ کی مدت اڑھائی سال بیان نہیں کی؟ میرا اجماع سے اس مسئلہ میں نکلنا ایسا ہی ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ اجماع کے خلاف جنگلی سور (خنزیر) کے استعمال میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اگر میں نے اس مسئلہ میں اجماع کے خلاف کر لیا تو کیا (امام ابو حنیفہؒ) امت مسلمہ کو خلاف اجماع واجب القتل قرار نہیں دیتے؟ اور میری طرح

وہ بھی کلام کو مخلوق قرار دے کر اجماع کے مخالف نہیں ؟ اور کیا انہوں نے خلاف اجماع یہ نہیں کہا کہ نماز دین نہیں ؟ حضرت امام بخاریؒ غصے میں کیا فرما گئے ہیں کہ یہ کہنا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی، ایسا ہی ہے جیسے خنزیر کو جائز قرار دینا۔ نماز کے دین ہونے سے انکار کرنا، امت کو واجب القتل ماننا۔ لیکن امام بخاریؒ کا غصہ ابھی کم نہیں ہوا۔ امام صاحبؒ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی صرف جانوں کو ہی نہیں عزتوں اور مالوں کو بھی مباح قرار دیا پھر امام صاحبؒ کے علوم پر خرافہ کی پھبتی بھی کستے ہیں اور اس پر قباحت کا لیبل بھی چسپاں کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے حضرت امام اعظمؒ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے ہم ناکارہ تو بس امام بخاریؒ کو ان کا اپنا فرمان ہی یاد دلا سکتے ہیں جو پیچھے گزر چکا، ایک دفعہ پھر پڑھ لیجئے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں "بعض لوگوں کی طعنہ زنی سے اکثر لوگ محفوظ نہ رہ سکے۔ چنانچہ ابراہیم نے شعبی کے بارے میں کافی جرح کی ہے اور شعبی نے عکرمہ پر اور ان سے پہلے لوگوں پر بھی جرح ہوتی رہی اور بعض اس قسم کی باتوں کو ایک دوسرے کی عزت نہ کرنے اور ذاتیات پر محمول کرتے ہیں، لیکن اہل علم ایسی باتوں پر توجہ نہیں دیتے تھے جب تک ان کو کوئی صحیح دلیل اور حجت نہ ملتی اور نہ ہی ان کو بغیر دلیل وحجت کے مرتبہ عدالت سے گرایا جا سکتا ہے۔"
حضرت امام بخاریؒ جو خیر القرون کے بعد کے بزرگ ہیں، انہوں نے خیر القرون کے عظیم امامؒ کے طرف بغیر کسی دلیل وبرہان کے جو توجہ فرمائی ہے ہم اس کو خلاف دلیل سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمام اسلاف کے بارے میں کھوٹ سے محفوظ فرمائیں۔

الزامی جوابات :۔

اس نظر عنایت کے بعد امام بخاریؒ نے امام اعظمؒ ابو حنیفہ پر دو الزامات قائم فرمائے ہیں۔

(۱)...... امام قرأت کر رہا ہو تو آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرتا ہے، جس طرح امام کی قرأت مقتدی کو تکبیر تحریمہ کا فرض ادا کرنے سے نہیں روک سکتی اسی طرح امام کی قرأت مقتدی کو فرض قرأت کی ادائیگی سے بھی نہیں روکتی۔ امام بخاریؒ کو غالباً معلوم نہیں کہ امام اعظمؒ کے ہاں تکبیر تحریمہ شرط نماز ہے اور نماز سے خارج ہے۔ اس کے بعد مقتدی نماز میں داخل ہوا۔ تو شاید امام بخاریؒ اس الزام کی زحمت گوارا نہ فرماتے۔

(۲)...... یہ کہ امام نماز مغرب پڑھا رہا ہو اور کوئی پیچھے اپنی نماز عصر قضا کر رہا ہو اور اس میں قرأت کرے تو امام کی قرأت نے اسے نہ روکا، اسی طرح اگر وہ مقتدی بن کر قرأت کرے تو ضروری ہے۔ حالانکہ امام بخاریؒ جانتے ہیں کہ اپنی نماز عصر قضا کرنے والا سرے سے امام کی اقتداء میں داخل ہی نہیں ہوا تو انصات کیوں کرے۔

حقیقت حال :۔

امام بخاریؒ یہ تو بار بار تسلیم کرتے آرہے ہیں کہ آیت واذا قرئ القرآن نماز باجماعت کے بارے میں ہے اور یہاں بھی یہ تسلیم فرمایا کہ مقتدی پر استماع حکم خداوندی واجب بلکہ فرض ہے۔ جب یہ آیت نماز باجماعت کے بارے میں ہے تو بات واضح ہے، اللہ و رسول اللہ ﷺ نے یہاں تقسیم فرمادی ہے کہ امام پر قرأت فرض ہے اور مقتدی پر استماع و انصات۔ اس تقسیم کا واضح مطلب یہی ہوا کہ جس طرح امام پر استماع اور انصات فرض نہیں اسی طرح مقتدی پر قرأت فرض نہیں۔ یہ تقسیم ایسی ہی ہے جیسا کہ خطیب پر خطبہ پڑھنا فرض ہے اور باقی سب پر انصات۔ لیکن امام بخاریؒ نے عجیب مسلک نکالا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں پر دونوں ہی یعنی قرأت و انصات فرض ہیں۔ فرق یہ ہے کہ امام پر پہلے انصات و استماع فرض ہے پھر قرأت کہ وہ سکتہ کرے اور مقتدی فرض قرأت ادا کرے اور مقتدی پر قرأت بھی فرض ہے اور استماع، انصات بھی۔

الغرض امام بخاریؒ کا یہ الزام صحیح نہیں کیونکہ اللہ ورسول اللہ ﷺ کے ہاں مقتدی پر سرے سے قرأت فرض ہی نہیں ' صرف استماع وانصات فرض ہے۔ وہ بھی اس وقت جب وہ اقتداء میں داخل ہو۔ تحریمہ شرط نماز ہے، وہ دخول اقتداء سے پہلے ہے اور قضاء عصر بھی اقتداء سے پہلے۔ اسی لئے مولانا عبدالحئ لکھنویؒ امام پر مناقشہ فرماتے ہیں : **فإن أصحابنا قالوا ان القراء ة فرض فی حق الإمام والمنفرد والا ستماع فرض فی حق المقتدی لا القراء ة فلا یلزم من ترکه ترك الفرضیة۔** (امام الکلام ص ۲۴۷)

ایک اور قیاس :۔

نماز جمعہ کے خطبہ میں دو نفل...... امام بخاریؒ نے کہا : "اگر کوئی یہ دلیل بیان کرے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فاستمعوا له** اس لئے امام کے پیچھے کسی کو قرأت نہیں کرنی چاہیئے اور امام کے سکتات کا بھی انکار کرے تو اس کو جواب دیا جائے گا ابن عباسؓ اور سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ آیت نماز کے بارے میں ہے جب امام جمعہ کا خطبہ پڑھے۔

(۱۵۵)...... وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم : لا صلاة إلا بقراء ة ونهی عن الکلام۔

ترجمہ ...... اور تحقیق فرمایا نبی ﷺ نے کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں (جیسے خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں) اور کلام سے منع فرمایا۔

(۱۵۶)...... وقال : إذا قلت لصاحبك أنصت والإمام یخطب فقد لغوت ثم أمر من جاء والإمام یخطب أن یصلی رکعتین و لذلك لم یخطئ أن یقرأ فاتحة الکتاب۔

ترجمہ ...... اور فرمایا کہ امام کے خطبہ کی حالت میں تو کسی کو کہے : "چپ" تو تو نے لغو کیا۔ پھر فرمایا جو اس وقت آئے کہ امام خطبہ دینے والا ہو تو دو

رکعت پڑھ لے۔اسی طرح فاتحہ پڑھنے میں کوئی خطاء نہیں۔

(۱۵۷)...... ثم أمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یخطب سلیکا الغطفانی حین جآء أن یصلی رکعتین۔

ترجمہ...... پھر آنحضرت ﷺ نے سلیک غطفانی کو خطبہ کے دوران حکم دیا کہ دو رکعت پڑھیں۔

(۱۵۸)...... وقال : إذا جآء احد کم والإمام یخطب فلیصل رکعتین وقد فعل ذلك الحسن والإمام یخطب۔

ترجمہ......اور تحقیق فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ دینے والا ہو تو دو رکعت پڑھے اور حسن نے یہ کیا جب امام خطبہ دے رہا تھا۔

(۱۵۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا یزید بن إبراھیم عن أبی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ قال : جآء رجل والإمام یخطب قال أصلیت ؟ قال : لا ،قال : صل وکان جابر یعجبہ إذا جآء یوم الجمعۃ أن یصلیھما فی المسجد۔

ترجمہ...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور امام خطبہ دے رہا تھا۔امام نے کہا کیا تو نے نماز پڑھی ؟اس نے کہا نہیں۔(اور جابر پسند کرتے تھے کہ جب جمعہ کے لئے مسجد میں آئے تو دو رکعت پڑھے)۔

اس میں ابو الزبیر مدلس کا عنعنہ ہے اور یہ مسلم ج۱/ص ۲۸۷ پر ہے اس میں(بریکٹ)میں موجود جملہ نہیں ہے۔

(۱۶۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : جاء رجل و النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الناس یوم الجمعۃ فقال : أصلیت یافلان ؟ قال : لا قال :قم فارکع۔

ترجمہ ...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے نماز پڑھی اے فلاں ؟ کہا نہیں۔ فرمایا کھڑا ہو اور دو رکعت پڑھ۔

یہ روایت بخاری ج ۱ / ص ۱۲۷، مسلم ج ۱ / ص ۲۸۷ پر ہے۔

(۱۶۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا أبی قال حدثنا الاعمش قال سمعت أبا صالح يذكر حديث سليك الغطفانی ثم سمعت اباسفيان بعد يقول سمعت جابراً جاء سليك الغطفانی يوم الجمعة والنبی صلی الله عليه وسلم يخطب فجلس فقال النبی صلی الله عليه وسلم : يا سليك قم فصل ركعتين خفيفتين تجوز بهما ثم قال اذاجاء احدكم والامام يخطب فليصل ركعتين خفيفتين يتجوز فيهما۔

ترجمہ ...... ابو سفیان نے حضرت جابرؓ سے سنا کہ سلیک غطفانیؓ جمعہ کے دن آئے اور آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ سلیکؓ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : سلیک ! اٹھو اور دو رکعت مختصرا پڑھو۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو مختصر دو رکعت پڑھے۔

یہ آخری فقرہ نہ مسلم میں ہے نہ نسائی میں، صرف اسی مجہول سند میں ہے۔

(۱۶۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا سفيان قال حدثنا ابن عجلان سمع عياض بن عبد الله أن أبا سعيد رضی الله عنه دخل ومروان يخطب فجآء الأحراس ليجلسوه فأبی حتی صلی فقلنا له فقال : ما كنت لادعهما بعد شیء رأيته من رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يخطب فجآء رجل فأمره فصلی ركعتين و النبی صلی الله عله وسلم يخطب ثم جآء جمعة أخری

والنبی صلی الله علیه وسلم یخطب فامر النبی صلی الله علیه وسلم أن یصدقوا علیه وأن یصلی رکعتین۔

ترجمہ ...... عیاض بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مروان خطبہ دے رہا تھا کہ حضرت ابو سعیدؓ آئے تو پولیس آگئی کہ ان کو بٹھائے، مگر ابو سعیدؓ نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے تو ہم نے ان سے پوچھا (کیونکہ اس کا رواج نہ تھا، نئی بات تھی) تو کہا میں کیسے دو رکعات کو چھوڑ دوں جب کہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے، ایک آدمی آیا اور آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا تو اس نے دو رکعت پڑھیں۔ پھر اگلے جمعہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس پر صدقہ کریں اور وہ دو رکعت پڑھیں۔

(۱۶۳) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا وهب قال حدثنا عبد الله عن الأوزاعی قال حدثنی المطلب بن حنطب قال حدثنی من سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول لرجل دخل یوم الجمعة والنبی صلی الله علیه وسلم یخطب فصلی رکعتین۔

ترجمہ ...... اس میں بھی ایک آدمی کے بوقت خطبہ دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔

امام بخاریؒ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آیت انصات جس طرح نماز کے لئے ہے، خطبہ کیلئے بھی ہے اور یہ بھی تسلیم فرما چکے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں جو امر ہے یعنی سماع اور انصات، وہ وجوب بلکہ فرضیت کیلئے ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب خطیب خطبہ پڑھے تو سب پر توجہ کرنا اور چپ رہنا واجب بلکہ فرض ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کیلئے آئے ثم یصلی ما کتب له ثم ینصت إذا تکلم الإمام۔ (بخاری ج۱/ص۱۲۱، مسلم ج۱/ص ۲۸۳) طیالسی میں ہے إذا تکلم الإمام استمع وانصت (ص۹۱) اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے

فرمایا: ثم صلی ما کتب اللہ لہ ثم انصت إذا خرج الإمام۔ (ابوداؤد)
ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کو استماع اور انصات کے منافی قرار دیا ہے، مگر امام بخاریؒ یہ بھی مانتے ہیں کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے۔ مگر یہ بھی فرماتے ہیں کہ آنے والا دو نفل پڑھ کر اس فرض کی مخالفت کرے، حالانکہ پہلے ہی امام بخاریؒ بہت ناراض ہیں کہ ثناء کی سنت کو فرض سے بڑھا دیا ہے مگر جس کو وہاں عیب کہا تھا اب وہی ہنر بن گیا ہے۔ ان نوافل کے لئے امام بخاریؒ پورے دور نبوت میں صرف ایک واقعہ سلیک غطفانیؓ کا پیش کر سکے ہیں، مگر یہ یہاں بھی ثابت نہیں کر سکے کہ یہ واقعہ حکم انصات سے بعد کا ہے، جیسے نماز کے بارے میں وہ مانتے ہیں کہ ایک زمانہ میں انصات کا حکم نہیں تھا بعد میں آیا تو اس واقعہ کے لئے بھی ثابت کرنا ضروری ہے کہ حکم انصات کے بعد کا ہے۔

دور صدیقی :۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ خطبہ کے دوران نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ (معارف السنن ج ۴ / ص ۳۶۸) اسی لئے امام بخاریؒ پورے دور صدیقی کا ایک واقعہ بھی دوران خطبہ نماز پڑھنے کا پیش نہیں کر سکے۔

دور فاروقی و عثمانی :۔

حضرت ثعلبہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا زمانہ پایا، جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہم نماز چھوڑ دیتے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۲ / ص ۱۱۱) ان دونوں زمانوں کا ایک بھی واقعہ پیش نہ کر سکے۔

دور مرتضوی :۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خطبہ کے وقت نماز کو مکروہ فرماتے تھے۔ (المدونۃ الکبریٰ ج ۱ / ص ۱۴۸) اسی لئے امام بخاریؒ اس دور کا کوئی واقعہ بھی

اپنی حمایت میں پیش نہ فرما سکے۔

ابن عباسؓ :۔

امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہی روایت کیا ہے کہ یہ آیت خطبہ کے لئے ہے۔ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ خطبہ کے وقت نماز اور کلام کو مکروہ جانتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۲ / ص ۱۱۱) اسی لئے امام بخاریؒ اہل مکہ کے کسی صحابی اور تابعی سے اپنی حمایت کا واقعہ نہ لا سکے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے تھے کہ امام منبر پر ہو تو نماز پڑھنا گناہ ہے (طحاوی ج ۱ / ص ۲۵۴) اس متواتر تعامل کے خلاف ایک نام حسن بصریؒ کا پیش کیا ہے۔ جب کہ قتادہ، ابو قلابہ اور ابن سیرین سب ان نوافل کے قائل نہ تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کے فعل میں بھی کوئی خاص دلیل نہیں۔ چونکہ مروان خطبہ میں غلط باتیں بھی کرتا تھا اس وقت اس خطبہ کی حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور خلفاء راشدینؓ میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے یہ فعل ثابت نہیں۔

امام بخاریؒ یہ مانتے ہیں کہ استماع اور انصات کا حکم فرضیت کیلئے ہے، لیکن نماز میں عین قرأت امام کے وقت مقتدی کو قرأت کا نہیں کہتے، بلکہ امام کے سکتوں میں پڑھنے کا کہتے ہیں اور حالت خطبہ میں بھی استماع کو فرض کہتے ہیں، مگر عین حالت خطبہ میں نفل پڑھنے پر زور دیتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ امام بخاریؒ کے ہاں قرأت میں فاتحہ فرض ہے، باقی جائز۔ جب فرض استماع خطبہ کے وقت نفل جائز ہیں تو ان کے ہاں امام کے پیچھے اسی لئے فاتحہ سے زائد سورۃ پڑھنا بھی جائز ہے۔

ایک اور قیاس :۔

(۱۶۴) ... قال البخاری : وقال عدة من أهل العلم : إن كل مأموم يقضي فرض نفسه والقيام والقراءة والركوع والسجود عندهم فرض

فلا يسقط الركوع والسجود عن المأموم وكذلك القراءة فرض فلا يزول فرض عن أحد إلا بكتاب أوسنة۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں : کئی ایک اہل علم کہتے ہیں کہ مقتدی اپنے فرائض خود ادا کرتا ہے۔ مثلاً قیام، قرأت، رکوع اور سجود فرض ہیں، تو جب رکوع اور سجود کا فرض اس سے ساقط نہیں ہوتا تو قرأت کا فرض کیوں ساقط ہوگیا؟ اور کوئی فرض کتاب وسنت کی دلیل کے بغیر ساقط نہیں ہوسکتا۔

فائدہ : بات یہ ہے کہ اللہ ورسول اللہ ﷺ نے مقتدی پر قرأت کو فرض ہی نہیں کیا بلکہ استماع اور انصات کو فرض کیا ہے۔ اس لئے یہ قیاس کتاب وسنت کے خلاف ہے، جیسے خطبہ صرف خطیب کے لئے پڑھنا فرض ہے باقی سب پر فرض، امام بخاریؒ کے ہاں بھی استماع وانصات ہی ہے۔ ہاں امام بخاریؒ نے ان اہل علم کا نام صیغہ راز میں رکھا ہے، جب کہ امام بخاریؒ کے استاد نے نام لے لے کر بتایا ہے کہ کسی بھی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اس کی نماز باطل ہے یعنی کسی کے نزدیک بھی مقتدی پر قرأت فرض نہیں۔

ایک اور تفرد :۔

وقال ابو قتادة وأنس و أبو هريرة رضى الله عنهم عن النبى صلى الله عليه وسلم : إذا أتيتم الصلاة فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا فمن فاته فرض القراءة و القيام فعليه اتمامه كما أمر النبى ﷺ۔

ترجمہ ...... اور کہا ابو قتادہؓ، انسؓ، ابو ہریرہؓ نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے آؤ تو جو پالو اتنی پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کو پورا کرلو۔ پس (مدرک رکوع) جس سے قیام اور قرأت کا فرض رہ گیا وہ اس کو پورا کرلے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

فائدہ : مدرک رکوع نے قیام میں تکبیر تحریمہ کہی تو تحریمہ کا فرض بھی

ادا ہو گیا اور قیام کا فرض بھی ادا ہو گیا اور قرأت مقتدی پر فرض ہی نہیں، تو مدرک رکوع کے ذمہ جو فرائض تھے وہ تو سارے پورے ہو گئے، اب وہ کیا پورا کرے گا؟

(۱۶۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحییٰ عن عبد اللہ بن أبی قتادۃ عن أبیه أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال : فما أدر کتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔

ترجمہ ...... حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو پالو پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے پورا کرلو۔

(۱۶۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبة قال حدثنا اسماعیل بن جعفر عن حمید عن أنس رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم : فلیصل ما أدرك و لیقض ما سبقه۔

ترجمہ ...... حضرت انسؓ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو تو نماز سے پالے پڑھ اور جو پہلے پڑھا جا چکا اس کو قضاء کر۔

(۱۶۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال عبد اللہ بن صالح قال عبد العزیز بن عبد اللہ بن أبی سلمة عن حمید الطویل عن أنس بن مالك عن النبی ﷺ ما أدرکتم فصلوا وما فاتکم فأتموا۔

(۱۶۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد بھٰذا۔

ترجمہ ...... حضرت انسؓ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو نماز سے پالو پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے پورا کرلو۔

فائدہ :۔ عجیب لطیفہ تو یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت انسؓ جب امام کو حالت قرأت میں پاتے تب بھی قرأت نہ کرتے تھے بلکہ صرف تسبیح پڑھتے تھے۔

(۱۶۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو اليمان قال حدثنا شعيب عن الزهری قال أخبرنی أبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: إذا أقيمت الصلاة فلا تأتوها تسعون وأتوها تمشون و عليكم السكينة فما أدركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو بھاگ کر نہ آؤ بلکہ سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آؤ۔ پس جو پالو پڑھ لو، جو رہ جائے پورا کر لو۔

(۱۷۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا إسماعيل قال حدثنی أخی عن سليمان عن يحيیٰ عن ابن شهاب أخبرنی أبو سلمة أن أبا هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ بهذا۔

ترجمہ...... یہ حدیث بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مثل بالا کے ہے۔

(۱۷۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله قال حدثنا الليث قال حدثنی يزيد بن الهاد عن ابن شهاب عن أبی سلمة عن أبی هريرة رضی الله عنه سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول : ما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے : تم جو پالو پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے پورا کر لو۔

(۱۷۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن مسلمة قال حدثنا الليث قال حدثنی عقيل عن ابن شهاب قال أخبرنی أبو سلمة بن عبد الرحمن أنه سمع أبا هريرة رضی الله عنه قال ، قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : ما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتمؤا۔

(۱۷۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی اللیث قال حدثنی عقیل بھٰذا۔

(۱۷۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل بھٰذا۔

ترجمہ (۱۷۲ تا ۱۷۴)...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جوپالو پڑھ لو، جو فوت ہو جائے پورا کرلو۔

(۱۷۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن کثیر قال أخبرنا سلیمان عن الزھری عن أبی سلمۃ عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ، قال النبی ﷺ صلوا ما أدر کتم واقضوا ما سبقتم۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جوپالو پڑھ لو، جو فوت ہو جائے پورا کرلو۔

(۱۷۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا آدم قال حدثنا ابن أبی ذئب عن الزھری عن أبی سلمۃ و سعید بن المسیّب عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ماأدر کتم فصلوا وما فاتکم فاقضوا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو پالو پڑھ لو، جو فوت ہو جائے پورا کرلو۔

(۱۷۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعیم قال أنبأنا ابن عیینۃ عن الزھری عن سعید بن المسیب عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ما أدر کتم فصلوا وما فاتکم فاقضوا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو پالو

پڑھ لو، جو فوت ہو جائے پورا کر لو۔

(۱۷۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال حدثنا الزهری عن سعید بن المسیب عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم : فما أدر کتم فصلوا وما فاتکم فاقضوا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو پالو پڑھ لو، جو فوت ہو جائے پورا کر لو۔

(۱۷۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبید الله قال حدثنا اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شهاب عن ابی سلمة عن أبی هریرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم بهذا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ اسی طرح مثل بالا روایت فرماتے ہیں۔

(۱۸۰)...... وقال ابراهیم بن سعد عن الزهری عن سعید و أبی سلمة۔

(۱۸۱)...... وقال عبد الرزاق عن معمر عن الزهری عن سعید۔

(۱۸۲)...... وقال موسیٰ بن أعین أخبرنی معمر عن الزهری عن أبی سلمة وحده۔

ترجمہ (۱۸۰ تا ۱۸۲)...... (اس حدیث کا مدار زہری پر ہے)۔ اس لئے ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ زہری نے سعید اور ابو سلمہ دونوں کے واسطے سے یہ حدیث روایت کی۔ عبد الرزاق کہتے ہیں کہ معمر نے اس کو زہری عن سعید سے روایت کیا ہے۔ موسیٰ بن اعین کہتے ہیں کہ معمر نے زہری سے، انہوں نے اکیلے ابو سلمہ سے روایت کی۔

(۱۸۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن یوسف قال أنبأنا مالك عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبیه و عن

اسحاق بن عبد الله انهما أخبراه أنهماسمعا اباهريرة رضي الله عنه قال، قال النبي صلى الله عليه وسلم: فماأدركتم فصلوا ومافاتكم فاتموا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو پا لو پڑھ لو، جو رہ جائے پوری کر لو۔

(۱۸۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا اسماعيل قال حدثنا مالك مثله۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی طرح روایت ہے۔

(۱۸۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتيبة عن عبد العزيز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبی هريرة رضی الله عنه قال ، قال النبی صلى الله عليه وسلم : ما أدركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو پالو پڑھ لو، جو رہ جائے پوری کر لو۔

(۱۸۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عمرو بن منصور قال حدثنا أبو هلال عن محمد بن سيرين عن أبی هريرة رضی الله عنه أنّ النبی صلى الله عليه وسلم قال : صل ما أدركت واقض ما فاتك۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو تو پالے پڑھ لے، جو رہ جائے پوری کر لے۔

(۱۸۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا إسحاق قال حدثنا هشيم عن يونس وفی نسخة فيها سماع الشيخ بدل هشيم إبراهيم عن يونس و هشام عن محمد عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم : فليصل ما أدرك و ليقض ما سبق به۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو مل جائے پڑھ لو، جو گزر جائے پوری کرلو۔

(۱۸۸) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد عن أیوب عن محمد عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلیصل ما أدرک ولیقض ما فاتہ۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نمازی جو پالے پڑھ لے، جو رہ جائے پوری کرلے۔

(۱۸۹) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا فضیل بن عیاض عن ھشام عن ابن سیرین عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : فما أدرک فلیصل وما سبقہ فلیقض۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نمازی جو پالے پڑھ لے، جو اس سے رہ جائے اسے پوری کرلے۔

لطیفہ ...... اس سند میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔قال ثنا فضیل بن عیاض کہ ہمیں فضیل بن عیاضؒ نے حدیث سنائی، حالانکہ فضیل بن عیاضؒ ۱۸۷ھ میں وصال فرما گئے تھے جب کہ امام بخاریؒ سات سال بعد ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ جو لوگ مسند امام اعظمؒ کی وحدانیت پر اعتراض کیا کرتے ہیں وہ اس بات پر توجہ فرمائیں۔

(۱۹۰) ...... ورواہ سعید عن قتادۃ عن أبی رافع عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : فما أدرک فلیصل وما سبقہ فلیقض۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو پائے وہ پڑھ لے اور جو پہلے پڑھی گئی وہ قضا کرلے۔

۱۶۵ سے ۱۹۰ تک جو ۲۶ احادیث نقل کی ہیں ان کو موضوع سے کوئی

تعلق نہیں، صرف اس مغالطے پر یہ لکھ دی ہیں کہ مقتدی پر قرأت فرض ہے۔

لقمہ پر قیاس :۔

(۱۹۱)...... قال البخاریؒ: واحتج سلیمان بن حرب بحدیث أبی فی القراءة ولم یر ابن عمر بالفتح علی الإمام بأساً۔

ترجمہ...... بخاری نے کہا کہ سلیمان بن حرب نے حضرت ابی بن کعبؓ کی لقمہ دینے والی حدیث سے قرأت پر دلیل لی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کو لقمہ دینے میں حرج نہیں جانتے تھے۔

(۱۹۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد عن ثابت عن الجارود بن أبی سبرة عن أبی بن کعب قال : صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالناس فترک آیة فلما قضی صلاته قال : ایکم أخذ علی شیئا من قراء تی ؟ قال أبی : أنا ترکت آیة کذا و کذا، فقال : قد علمت ان کان أخذها أحد علی کان هو۔

ترجمہ...... حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور ایک آیت چھوڑ گئے۔ نماز کے بعد پوچھا قرأت میں غلطی کس نے پکڑی تھی ؟ ابی بن کعبؓ نے عرض کیا : میں نے، آپ فلاں فلاں آیت چھوڑ گئے تھے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا : میں بھی یہی خیال کرتا تھا کہ قرأت میں جس نے میری غلطی پکڑی وہ ابی بن کعبؓ ہو گا۔

(۱۹۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعیم قال حدثنا سفیان عن سلمة عن ذرعن ابن أبزی عن أبیه قال : صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فترک آیة فقال : أفی القوم أبی ؟ فقال یا رسول اللہ نعم انسخت آیة کذا و کذا أم نسیتها ؟ فضحك فقال : بل نسیتها۔

ترجمہ...... ابن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے نماز پڑھائی اور ایک آیت چھوڑ دی۔ فرمایا: کیا لوگوں میں ابی بن کعبؓ ہے؟ کہا: ہاں یارسول اللہ ﷺ کیا فلاں فلاں آیت منسوخ ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ آپ ﷺ نے ہنس کر فرمایا: بلکہ میں بھول گیا تھا۔

(۱۹۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللہ بن عبد الوهاب قال أخبرنی مروان بن معاویة قال أخبرنی یحیٰی بن کثیر الکاهلی قال أخبرنی منصور بن یزید الکاهلی الأسدی رضی اللہ عنه شهدت النبی صلی اللہ علیه وسلم فترك آیة من القرآن یقرؤها فقیل له: آیة کذا و کذا ترکتها فقال: فهلا ذکر تمونیها إذا۔

ترجمہ...... منصور بن یزید کاہلی اسدیؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نماز میں آپ ﷺ قرآن کی فلاں آیت چھوڑ گئے جس کو آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ فلاں فلاں آیت چھوڑ گئے؟ فرمایا: تم نے مجھے اسی وقت کیوں نہ یاد کرادیا؟

یہ بات ظاہر ہے کہ وہ نماز جہری تھی، اس لئے مقتدیوں کو پتہ چلا کہ فلاں فلاں آیت رہ گئی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ بھول سورۂ فاتحہ میں نہ تھی۔ تو اب گویا امام بخاریؒ فاتحہ کے بعد والی سورۃ کی قرأت مقتدی پر فرض ثابت کر رہے ہیں جو امام بخاریؒ کے نزدیک خود امام پر بھی فرض نہیں۔ ادھر حدیث عبادہؓ واقعہ فجر کے مطابق فاتحہ کے علاوہ کوئی سورۃ مقتدی کو پڑھنا منع ہے اور یہاں اس حدیث کے خلاف فرض ثابت کر رہے ہیں فما هو جوابکم فهو جوابنا۔

مدرک رکوع کی بحث:۔

(۱۹۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمدبن مرداس أبو عبد اللہ الأنصاری قال حدثنا عبد اللہ بن عیسیٰ أبو خلف الخزاز عن یونس عن الحسن عن أبی بکرة رضی اللہ عنه أن النبی صلی

الله عليه وسلم صلى صلاة الصبح فسمع نفساً شديداً أو بهرا من خلفه فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة قال لأبي بكرة : أنت صاحب هٰذا النفس ؟ قال : نعم جعلني الله فداك خشيت أن تفوتني ركعة معك فأسرعت المشي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : زادك الله حرصاً ولا تعد ، صل ما أدركت واقض ما سبق۔

ترجمہ...... حضرت حسنؓ حضرت ابو بکرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں پھولے ہوئے سانس یا ہانپنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا : ابو بکرہؓ ہانپنے کی آواز تیری تھی ؟ عرض کیا حضرت قربان جاؤں میری ہی آواز تھی۔ میں ڈرا کہ کہیں میری رکعت نہ فوت ہو جائے ، اس لئے میں جلدی چل کر آیا تھا (اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ میں اس میں اختلاف نہ تھا کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے ، ایسا مت کر (کہ دوڑ کر آئے) جو نماز تمہیں مل جائے وہ پڑھ لیا کر اور جو رہ جائے وہ پوری کر لیا کر۔

(۱۹۲)...... حدثنا محمودُ حدثنا البخاري قال حدثنا مسدد قال حدثنا اسماعيل قال أنبأنا أيوب عن عمرو بن وهب الثقفي قال : كنا عند المغيرة فقيل هل أم النبي صلى الله عليه وسلم أحد غير أبي بكر ؟ قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر ثم ركبنا فأدركنا الناس وقد أقيمت فتقدم عبد الرحمن بن عوف وصلى بهم ركعة وهم في الثانية فذهبت أوذنه فنهاني فصلينا الركعة التي أدركنا وقضينا الركعة التي سبقنا۔

ترجمہ...... عمر بن وہب ثقفی کہتے ہیں کہ ہم حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان سے کہا گیا : کیا رسول اللہ ﷺ کی امامت ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور

نے کرائی؟ تو حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب ہم پہنچے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور دوسری میں تھے۔ میں جلدی سے گیا کہ اسے آنحضرت ﷺ کے آنے کی اطلاع دوں لیکن آپ ﷺ نے مجھے روک دیا۔ پھر ہم نے جو رکعت ان کے ساتھ رہ گئی تھی پڑھ لی۔

(۱۹۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد قال حدثنا عبد اللہ قال أنبأنا محمد بن أبی حفصة عن الزهری عن أبی سلمة عن أبی هریرة رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال : من أدرك ركعة من صلوٰة الغداة قبل ان تطلع الشمس فقد أدركها ومن ادرك ركعة من صلوة العصر قبل ان تغرب الشمس فقدادركها۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی سورج طلوع ہونے سے پہلے اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی، اس نے عصر کی نماز پالی۔

(۱۹۸)...... قال البخاری :تابعه معمر عن الزهری ورواه عطاء بن یسار وكثیر بن سعید وأبوصالح والأعرج و أبو رافع و محمد بن إبراهیم و ابن عباس عن أبی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

ترجمہ...... کہا بخاریؒ نے :اس سابقہ روایت کی معمر نے بھی زہری سے متابعت کی ہے۔ نیز اس حدیث کو ابو ہریرہؓ سے عطاء بن یسار، کثیر بن سعید، ابو صالح، الاعرج، ابو رافع محمد بن ابراہیم اور ابن عباس نے بھی روایت کیا ہے

(۱۹۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة عن أبی هریرة قال ، قال رسول

الله صلى الله عليه وسلم : من أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فليتم صلاته۔

ترجمہ...... ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک رکعت بھی نماز عصر کی سورج غروب ہونے سے پہلے پالے، اسے چاہئے کہ نماز کو پورا کرے۔

(۲۰۰)......حدثنامحمود قال حدثنا البخاری قال ویروی عن علقمة ونحوه إن قرأفي الأخريين ولم يقرأ في الأوليين أجزاه ويروى أيضاً عنهم انهم محوا فاتحة الكتاب من المصحف هذا ولا اختلاف بين أهل الصلاة أن فاتحة الكتاب من كتاب الله ، وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أحق أن يتبع وقال النبي صلى الله عليه وسلم : فاتحة الكتاب هي السبع المثاني۔

ترجمہ ...... بخاریؒ نے کہا کہ علقمہؒ (۷۰ھ) وغیرہ نے کہا کہ اگر پہلی دو رکعات میں قرأت کرے اور پچھلی دو رکعات میں نہ کرے تو اس کی نماز جائز ہو جاتی ہے اور ان سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فاتحہ کو مصحف (قرآن پاک) سے مٹا دیا تھا اور حقیقت میں نمازیوں میں اس میں اختلاف نہیں کہ فاتحہ قرآن سے ہے اور آنحضرت ﷺ کی سنت زیادہ حق دار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: سورۃ فاتحہ ہی سبع مثانی ہے۔

امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہؒ نے باقاعدہ باب باندھا ہے : من كان يقول يسبح في الأخريين ولا يقرأ۔ اور صحیح سندوں کے ساتھ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابراہیم نخعیؒ اور ابن الاسودؒ سے روایت کیا ہے کہ پچھلی دو رکعات میں قرأت نہیں کرتے تھے۔ (ج۱/ص۳۷۲) اب دیکھئے امام بخاریؒ ان کی نمازوں پر کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں ؟ اور امام بخاریؒ کے دادا استاد امام

عبدالرزاقؒ نے حضرت علقمہؒ سے روایت کیا ہے کہ اگر پہلی دو رکعات میں قرأت بھول جائے اور پچھلی دو رکعات میں پڑھ لے تو نماز جائز ہے (ج ۲ / ص ۱۲۶) اور امام بخاریؒ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ فاتحہ کو قرآن سے مٹا دیتے تھے، بالکل بے سند الزام ہے۔

(۲۰۱)...... قال البخاری : ان اعتل معتل فقال : إنما قال النبی صلی اللہ علیه وسلم : لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب ولم يقل في كل ركعة قيل له : قد بين حين قال اقرأ ثم اركع ثم اسجد ثم ارفع فإنك أن أتممت صلاتك على هذا فقد تمت وإلا كأنما تنقصه من صلاتك فبين له النبی صلی اللہ علیه وسلم ان في كل ركعة قراءة وركوعا و سجودًا و امره أن يتم صلاته على مابين له في الركعة الأولىٰ وهذا حديث مفسر للصلاة كلها لا لركعة دون ركعة۔

ترجمہ...... بخاریؒ نے کہا اگر کوئی بہانہ خور، یوں بہانہ کرے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ تو فرمایا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی؛ یہ تو کہیں نہیں فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر کوئی رکعت نہیں ہوتی تو اس سے کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ قرأت کر، پھر رکوع کر پھر اٹھ، پھر سجدہ کر، پھر اٹھ۔ اسی طرح اگر تو نے نماز پڑھی تو تیری نماز پوری ہے اور اگر اس میں کمی کی تو تیری نماز میں کمی رہی۔ پس نبی ﷺ نے واضح فرمادیا کہ ہر رکعت میں قرأت، رکوع اور سجدہ ہے اور اسے حکم دیا کہ جس طرح پہلی رکعت پوری کی ہے اسی طرح ہر رکعت پوری کرے۔ یہ حدیث کھول کر بیان کرتی ہے۔ کہ قرأت سب رکعات میں ہے، یہ نہیں کہ کسی میں ہو اور کسی میں نہ ہو۔

(۲۰۲)...... وقال أبو قتادة : كان النبی صلی اللہ علیه وسلم يقرأ في الأربع كلها۔

ترجمہ...... ابو قتادہؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ چاروں رکعات میں قرأت کرتے تھے۔

(۲۰۳)...... فإن احتج بحديث عمر رضي الله عنه أنه نسي القراء ة في ركعة فقرأ في الثانية فاتحة الكتاب مرتين قيل له : حديث النبي صلى الله عليه وسلم أفسر حين قال : اقرأ ثم اركع فجعل النبي صلى الله عليه وسلم القراء ة قبل الركوع وليس لأحد أن يجعل القراء ة بعد الركوع والسجود خلاف رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ...... اگر کوئی دلیل لائے کہ حضرت عمرؓ پہلی رکعت میں قرأت کرنا بھول گئے تو انہوں نے دوسری رکعت میں دو مرتبہ فاتحہ پڑھی۔ (عبد الرزاق ج۲ / ص ۱۲۳) تو اسے کہا جائے گا کہ نبی ﷺ کی حدیث زیادہ واضح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قرأت کر، پھر رکوع کر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے قرأت کو رکوع سے پہلے رکھا۔ اب کسی کو حق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف قرأت کو رکوع، سجود کے بعد کردے۔

(۲۰۴)...... وكان عمر يترك قوله لقول النبي صلى الله عليه وسلم فمن اقتدى بالنبي صلى الله عليه وسلم كان مقتدياً بالنبي صلى الله عليه وسلم ومتبعاً لعمر و إن كان عند عمر رضي الله عنه فيما ذكر عنه سنة من النبي صلى الله عليه وسلم فلم يظهر لنا وبان لنا أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بالقراء ة قبل الركوع فعلينا الإتباع كما ظهر قال الله تعالى : وان تطيعوه تهتدوا فلا يكون سجود قبل الركوع ولا ركوع قبل القراء ة قال النبي صلى الله عليه وسلم : نبدأ بما بدأ الله به۔

ترجمہ...... حضرت عمرؓ اپنا قول نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دیتے تھے۔ اب جو شخص نبی پاک ﷺ کی تابع داری کرتا ہے وہ نبی پاک ﷺ

کا بھی تابع دار اور عمرؓ کا بھی تابع دار ہے اور اگر حضرت عمرؓ کے پاس اس بارے میں کوئی حدیث تھی تو ہمیں نہیں پہنچی۔ ہاں ہمیں یہ بات واضح طور پر پہنچی کہ نبی ﷺ نے رکوع سے پہلے قرأت کا امر فرمایا۔ تو ہم نے اس حدیث کو قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اس کی تابعداری کرو گے تو راہ پاؤ گے۔ پس نہ سجدہ رکوع سے پہلے ہوتا ہے، نہ رکوع قرأت سے پہلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم اسی طرح شروع کریں گے جس طرح اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔

رکعت پالی، نماز پالی :۔

(۲۰۵) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا یحییٰ بن فزعة قال حدثنا مالك عن ابن شهاب عن أبی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی هريرة أن رسول اللّه صلی اللّه عليه وسلم قال من أدرك ركعة من الصلاه فقد أدرك الصلاة۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔

(۲۰۶) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللّه بن یوسف قال حدثنا مالك مثله۔

ترجمہ ...... یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔

(۲۰۷) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن یوسف قال أنبأنا مالك قال ابن شهاب وهی السنة قال مالك : وعلی ذلك أدركت أهل العلم ببلدنا۔

ترجمہ ...... امام زہریؒ نے کہا یہی سنت ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا میں نے اپنے شہر (مدینہ منورہ) کے اہل علم کو اسی پر پایا۔

رکعت کب تک ملے گی :۔

(۲۰۸)...... قال البخاری : وزاد ابن وهب عن یحییٰ بن حمید عن قرة عن ابن شهاب عن أبی سلمة عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم فقدأدرکها قبل أن یقیم الإمام صلبه وأما یحییٰ بن حمید فمجهول لایعتمد علیٰ حدیثه غیرمعروف بصحة خبره مرفوع ولیس هٰذا ممایحتج به اهل العلم۔

ترجمہ ...... بخاریؒ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری حدیث میں یہ بات زائد ہے کہ جس نے امام کو رکوع میں پالیا قبل اس کے کہ امام کھڑا ہو اس نے رکعت پالی۔(یہ حدیث نمبر ۱۳۱ کے حاشیہ میں گزری)

جرح اول :۔

اس کا راوی یحییٰ بن حمید مجہول ہے۔ اسکی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس حدیث کا صحیح ہونا غیر معروف ہے۔ایسی حدیث سے اہل علم دلیل نہیں پکڑتے۔

امام بخاریؒ کو اگر اس راوی، یحییٰ بن حمید کے ثقہ ہونے کا علم نہیں ہوا تو امام حاکم ؒ نے اس کو ثقات اہل بصرہ میں شمار کیا ہے۔ (مستدرک حاکم ج ۱ / ص ۲۱۶) ہاں امام بخاری کے یہ دونوں رسالے جزء القراءۃ اور جزء رفع یدین امام بخاریؒ سے صرف محمود بن اسحاق نے روایت کئے ہیں جس کی توثیق بطریق محدثین ہرگز ثابت نہیں۔ اس لئے امام بخاریؒ کے اس فیصلہ کے مطابق اہل علم کو ان دونوں رسالوں پر بالکل اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔

جرح دوم :۔

(۲۰۹) ...... وقد تابع مالك فی حدیثه عبید الله بن عمر و یحییٰ بن سعید و ابن الهاد و یونس و معمر و ابن عیینة و شعیب و ابن جریج و کذلك

قال عراك بن مالك عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم فلو كان من هؤلآء واحد لم يحكم بخلاف يحيى بن حميد اوثر ثلاثة عليه فكيف باتفاق من ذكرنا عن أبي سلمة وعراك عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو خبر مستفيض عند أهل العلم بالحجاز وغيرها، وقوله قبل أن يقيم الإمام صلبه لامعنى له ولا وجه لزيادته۔

ترجمہ ...... (رکعت پانے والی حدیث میں)امام مالکؒ کے تابع عبید اللہ بن عمر، یحییٰ بن سعید، ابن الہاد، یونس، معمر، ابن عیینہ، شعیب اور ابن جریج ہیں اور عراک بن مالک نے بھی ابوہریرہؓ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی ہے ان میں سے اگر ایک راوی بھی یحییٰ بن حمید کی مخالفت نہ کرتا تو پھر بھی اس پر تین آدمیوں کی روایت کو ترجیح ہوتی۔ پس کیسا اتفاق ہے جن کا ذکر ابو سلمہ اور عراک عن ابی ہریرہؓ سے کیا ہے اور وہ حدیث مشہور ہے حجاز وغیرہ کے اہل علم کے ہاں اور یہ جملہ قبل أن يقيم صلبه بے معنی ہے۔ اور اس زیادت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حضرت امام بخاریؒ مدرک رکوع کے مسئلہ میں کیونکہ اجماع کے خلاف ہیں، اس لئے جملہ "قبل أن يقيم صلبه" سے خاصے پریشان ہیں۔ کبھی اس جملہ کو دوسری حدیث کے خلاف کہہ کر شاذ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی اس کو زائد بات مانتے ہیں۔

مخالفت یا زیادت :۔

ان دونوں میں فرق واضح ہے۔ مثلاً چار آدمی بیان کرتے ہیں کہ آج فجر کی جماعت اس مسجد میں زید نے پڑھائی اور ایک آدمی کہتا ہے بکر نے، تو اس کی بات کو ماننے سے چار کی جماعت کی بات کو رد کرنا پڑتا ہے۔ اس کو پہلوں کی مخالفت کہا جائے گا اور اس کی بات شاذ کہلائے گی۔ لیکن زیادت اس کو کہا جاتا ہے کہ چار آدمیوں نے

بیان کیا کہ آج فجر کی نماز زید نے پڑھائی اور پانچواں کہتا ہے کہ اس نے پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ پڑھی تھی تو یہ ایک زائد بات ہے۔ پہلے چاروں کے خلاف نہیں، بلکہ یہی حال اس روایت میں ہے کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک رکعت امام کے ساتھ ملنے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے اس میں یہ ذکر نہیں کہ رکعت کب تک مل سکتی ہے۔ دوسری حدیث میں یہ زائد بات ہے کہ اگر امام کے رکوع کے اٹھنے سے پہلے پہلے مقتدی رکوع میں شریک ہو جائے تو اس کی وہ رکعت پوری شمار ہو جاتی ہے۔ یہ ایک زائد بات ہے۔ پہلی حدیث سے اس کو ذرہ بھر مخالفت نہیں۔ مخالفت تو جب ہوتی کہ ایک حدیث میں ہوتا کہ امام کی کمر سیدھا کرنے سے پہلے مقتدی رکوع میں شامل ہو جائے تو رکعت شمار نہیں ہوتی اور دوسری میں ہوتا کہ رکعت شمار ہوتی ہے۔ پس ان دونوں حدیثوں میں ذرہ بھر بھی مخالفت نہیں ہے۔ دونوں بالکل صحیح ہیں۔

(۲۱۰) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو اليمان الحكم بن نافع قال أخبرنا شعيب عن الزهری قال أخبرنی أبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة قال ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من أدرك من الصلاة ركعة فقد أدرك الصلاة۔

ترجمہ ...... شعیب کے واسطہ سے زہری کی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

(۲۱۱) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أيوب بن سليمان بن بلال قال حدثنی أبو بكر عن سليمان قال أخبرنی عبيد الله بن عمر و يحيى بن سعيد و يونس عن ابن شهاب عن أبی سلمة عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : من أدرك من الصلاة ركعة فقد أدرك الا ان يقضی مافاته۔

ترجمہ ...... عبید اللہ بن عمر، یحییٰ بن سعید اور یونس بواسطہ زہری حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔ البتہ جو حصہ فوت ہوا ہے اسے قضا کرلے۔

(۲۱۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله قال حدثنا الليث قال حدثني يزيد بن الهاد عن ابن شهاب عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال : سمعت رسول الله صلى لله وسلم قال : من أدرك من الصلاة ركعة فقد أدرك الصلاة۔

ترجمہ ...... یزید بن الہاد بواسطہ زہری حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

(۲۱۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن مقاتل قال أنبأنا عبد الله قال أخبرنا يونس عن الزهری قال أخبرنا أبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من أدرك من الصلاة ركعة واحدة فقد أدركها۔

ترجمہ ...... ایک اور سند سے بروایت ابو ہریرہؓ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا : جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

(۲۱۴)...... قال محمد الزهری : ونرىٰ لما بلغنا عن رسول صلى الله عليه وسلم : أنه من أدرك من الجمعة ركعة واحدة فقد أدرك۔

ترجمہ ......(اور بغیر سند کے امام زہری سے نقل کیا ہے کہ) ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز جمعہ سے ایک رکعت پالی، اس نے نماز جمعہ کو پالیا۔

(۲۱۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا یونس عن الزهری عن أبی سلمة عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

ترجمہ...... ایک اور سند سے ابوہریرہؓ سے یہی حدیث مروی ہے۔

(۲۱۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمود حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا ابن جریج قال حدثنی ابن شهاب عن أبی سلمة عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم بهٰذا و معمر عن الزهری۔

ترجمہ...... ایک اور سند سے اسی طرح مروی ہے

(۲۱۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن صالح قال حدثنی اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شهاب قال أخبرنی أبو سلمة أن أبا هریرة أخبره قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : من أدرك من الصلاة رکعة فقد أدرك۔

ترجمہ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک رکعت نماز سے پالی اس نے نماز پالی۔

(۲۱۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن عبید قال حدثنا محمد بن سلمة عن محمد بن إسحاق عن یزید بن أبی حبیب عن عراك بن مالك عن أبی هریرة قال ، قال النبی صلی الله علیه وسلم : من أدرك من الصلاة رکعة فقد أدرکها۔

ترجمہ...... بواسطہ عراک بن مالک ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

اصول :۔

(۲۱۹)...... قال البخاری : مع أن الأصول فی هٰذا عن الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم مستغنیة عن مذاهب الناس۔

ترجمہ ...... بخاریؒ نے کہا کہ اصول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد لوگوں کے مذاہب سے مستغنی ہے۔

یہاں اس اصول کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ احادیث اور اجماع سے ثابت ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی ایک بھی ارشاد مبارک سے یہ ثابت نہیں کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار نہیں ہوتی۔

قال الخلیل بن أحمد : یکثر الکلام لیفهم ویقلل لیحفظ۔

ترجمہ ...... (بخاریؒ نے کہا) خلیل نے کہا کہ کلام کی تفصیل اس لئے کی جاتی ہے کہ بات سمجھ آجائے اور تقلیل اس لئے کی جاتی ہے کہ یاد رکھنا آسان ہو۔

(۲۲۰)...... وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم : من أدرك من الصلاة رکعة فقد أدرك الصلوٰة ولم یقل من أدرك الرکوع أو السجود أو التشهد۔

ترجمہ ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے نماز سے ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی اور یہ نہیں فرمایا کہ جس نے رکوع، سجدہ یا تشہد پالیا (اس نے نماز پالی)۔

اگر امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خاص یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائے جو میں نے لکھے ہیں تو یہ درست ہے اور اگر یہ مقصد ہے کہ کسی حدیث سے یہ مفہوم ثابت نہیں تو یہ بات اجماع کے خلاف ہے، امت کا اجماع ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے اور اس اجماع کی بنیاد وہ حدیث ہی کو مانتے ہیں جیسا کہ گزرا۔

(۲۲۱)...... ومما یدل علیه قول ابن عباس : فرض اللّٰه علی لسان نبیکم صلاة الخوف رکعة۔

ترجمہ ...... اور عبد اللہ بن عباسؓ کے قول سے بھی یہ دلیل لی جا سکتی ہے کہ نماز خوف ایک رکعت ہے۔

(۲۲۲) ...... وقال ابن عباس صلى النبى صلى الله عليه وسلم فى الخوف بهؤلآء ركعة و بهؤلآء ركعة فالذى يدرك الركوع والسجود من صلاة الخوف وهى ركعة لم يقم قائماً فى صلاته أجمع ولم يدرك شيئا من القراءة۔

ترجمہ ...... فرمایا ابن عباسؓ نے کہ نماز خوف کی ایک رکعت ان کے لئے ہے اور ایک رکعت ان کے لئے۔ پس جس شخص نے نماز خوف سے رکوع، سجدہ پالیا اور وہ ایک رکعت ہے، اس نے نہ قیام پایا اور نہ قرأت پائی۔

(۲۲۳) ...... وقال النبى صلى الله عليه وسلم : كل صلاة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فهى خداج ولم يخص صلاة دون صلاة۔

ترجمہ ...... اور حضور ﷺ نے فرمایا : ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ خداج ہے اور کسی نماز کو خاص نہ فرمایا۔

(۲۲۴) ...... قال ابو عبيد يقال اخدجت الناقة اذا اسقطت والسقط ميت لاينتفع به۔

اور ابو عبید نے کہا کہ اخدجت الناقة اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ بچہ گرا دے اور گرا ہوا بچہ مردہ ہے، اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

جو شخص رکوع میں شامل ہوتا ہے، وہ پہلے کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتا ہے پھر رکوع میں جاتا ہے، اس کی تحریمہ بھی ادا ہو گئی اور قیام کا فرض بھی ادا ہو گیا۔ یہ کہنا کہ اس کا فرض قیام رہ گیا، ہرگز صحیح نہیں اور قرأت اس کی امام کی قرأت میں ادا ہو گئی۔ جیسے خطیب کے خطبہ میں سب کا خطبہ ادا ہو جاتا ہے، اس لئے یہ کہنا کہ اس کی قرأت نہیں ہوئی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ خطیب کے علاوہ کسی کا خطبہ ادا

نہیں ہوا اور جب امام کی قرأت اس کی طرف سے ادا ہو گئی تو اس کی نماز کو خداج کہنا حدیث قراء ة الإمام له قراء ة کا صاف انکار ہے۔

معنی خداج :۔

ایک حاملہ اونٹنی ہے اس کے پیٹ میں کامل بچہ ہے اس میں نماز کی مثال اونٹنی سے اور قرأت فاتحہ کی بچہ سے دی ہے۔ اب اگر اونٹنی نے بچہ ناقص گرا دیا تو اس سے اونٹنی مرتی نہیں صرف بیمار ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر امام اور منفرد نے فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی بلکہ ناقص ہو گی۔ جس سے صاف معلوم ہوا کہ فاتحہ رکن نماز نہیں ہے۔

(۲۲۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن یوسف قال أنبأنا مالك عن ابن شهاب عن أبی سلمة عن أبي هريرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك الصلاة و عن مالك سمع أنه كان يقول : من أدرك من صلاة الجمعة ركعة فليصل إليها أخرىٰ وقال ابن شهاب وهی سنة۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے نماز میں سے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی اور امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے نماز جمعہ میں سے ایک رکعت پالی وہ اس کے ساتھ دوسری ملا لے۔ ابن شہاب نے کہا یہی سنت ہے۔ (موطا ص ۸۹)

یہ یاد رہے کہ امام مالکؒ مدرک رکوع کو مدرک رکعت مانتے ہیں۔

(۲۲۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبو نعيم قال حدثنا أبو عوانة قال حدثنا بكير بن الأخنس عن مجاهد عن ابن عباس قال : فرض الله الصلوٰة علیٰ لسان نبيكم فی الحضر أربعاً و فی السفر ركعتين وفی الخوف ركعة۔

ترجمہ ...... مجاہد حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ نے رسول پاک ﷺ کی زبان پر فرض کیا کہ حضر میں چار رکعت، سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت نماز ہے۔

یہ روایت مسلم ج ۱ / ص ۲۴۱ پر ہے اور حضرت عائشہؓ کی متفق علیہ روایت میں والخوف رکعة کے الفاظ نہیں۔ (بخاری ج ۱ / ص ۱۴۸، مسلم ج ۱ / ص ۲۴۱)

(۲۲۷) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا حیوة بن شریح قال حدثنا ابن حرب عن الزبیدی عن الزهری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة عن ابن عباس قام النبی صلی اللہ علیه وسلم وقام الناس معه وکبروا معه ورکع ورکع ناس منهم ثم سجد و سجدوا معه ثم قام الثانیة فقام الذین سجدوا معه و حرسوا إخوانهم وأتت الطائفة الأخریٰ فرکعوا وسجدوا معه و الناس کلهم فی صلاة ولکن یحرس بعضهم بعضاً۔

ترجمہ ...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر سب نے تکبیر تحریمہ کہی، پھر سب نے رکوع، سجود کیا، پھر دوسری رکعت کے لئے قیام کیا، تو جنہوں نے ایک رکعت پڑھی تھی وہ اپنے بھائیوں کی نگرانی کرنے لگ گئے اور دوسری جماعت آئی اور اس نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ رکوع، سجود کیا اس طرح سب نے نماز بھی پڑھ لی اور ایک دوسرے کی حفاظت بھی کر لی۔

(۲۲۸) ...... قال البخاری : وکذلك یروی عن حذیفة وزید بن ثابت وغیرهم أن النبی صلی اللہ علیه وسلم صلی بهؤلآء رکعة وبهؤلآء رکعة۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ نے کہا : اسی طرح حذیفہؓ اور زید بن ثابتؓ سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک رکعت ایک جماعت کو پڑھائی اور ایک دوسری

جماعت کو۔

(۲۲۹) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن أبی سلمة عن أبی الجهم عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم بمثله۔

ترجمہ ...... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت اسی طرح کی ہے۔

نمبر ۲۰۵، سے ۲۲۹ تک محض بے تعلق روایات تحریر فرمائی ہیں۔ نہ ان سے پہلے، نہ ان کے بعد کسی فقیہ نے ان روایات کو قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں پیش فرمایا۔ اصل بحث سے ہٹنا اور ہٹانا کوئی اچھی بات نہیں۔

نمازوتر :۔

(۲۳۰) ...... قال أبو عبد الله البخاری : وقد أمر النبی صلی الله علیه وسلم الوتر رکعة۔

ترجمہ ...... کہا ابو عبد اللہ بخاریؒ نے : تحقیق حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے وتر کے ایک رکعت ہونے کا۔

(۲۳۱) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنیه یحییٰ بن سلیمان قال أخبرنی ابن وهب قال أخبرنی عمرو بن الحارث عن عبد الرحمٰن بن القاسم عن ابیه عن ابن عمر أن النبی صلی الله علیه وسلم قال : صلاة اللیل مثنٰی مثنٰی فإذا أراد أن ینصرف فلیوتر برکعة۔

ترجمہ ...... حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : نماز دو دو رکعت ہے۔ جب نماز تہجد ختم کرنا چاہے تو دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر، وتر کر لے۔

(۲۳۲) ...... قال البخاری و هو فعل أهل المدینة فالذی لا یدرك القیام

والقراءة في الوتر صارت صلاته بغير قراءة وقال النبي صلى الله عليه وسلم لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب۔

ترجمہ ...... کہا بخاریؒ نے کہ اہل مدینہ کا یہی فعل ہے۔ اب جو شخص نہ قرأت پائے، نہ قیام تو اس کی نماز بغیر قرأت کے ہوئی اور نبی ﷺ نے فرمایا: فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

یہاں امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اہل مدینہ کا عمل ایک وتر ہے حالانکہ امام بخاریؒ کے دادا استاد حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں: اس (ایک وتر) پر ہمارے ہاں عمل نہیں، لیکن کم از کم وتر تین رکعت ہیں۔ (موطا ص ۱۱۰) بلکہ اہل مدینہ تو تین رکعت وتر کے درمیان سلام پھیرنے کو بھی البتیراء یعنی لنڈی نماز کہتے تھے۔ (طحاوی ج ۱ / ص ۱۹۷) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے ساتوں (تابعی) فقہاء سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار فرماتے تھے۔ الوتر ثلاث لا یسلم إلا فی آخرھن۔ یعنی وتر تین ہی رکعات ہیں، نہ سلام پھیرے مگر آخر میں۔ (طحاوی ج ۱ / ص ۲۰۷) اور انہی سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فقہاء کے فرمان پر مدینہ منورہ میں تین ہی وتر کو قائم کیا اور سلام ان کے آخر میں ہو۔ (طحاوی ج ۱ / ص ۲۰۷) اور خود امام بخاریؒ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے جو فقہاء سبع میں سے ہیں) قاسم بن محمدؒ نے کہا ہم نے لوگوں کو ہمیشہ تین ہی وتر پڑھتے پایا ہے۔ (بخاری ج ۱ / ص ۱۳۵) اب حیرانی ہے کہ اس ثابت شدہ حقیقت کے خلاف امام بخاریؒ نے محض بے سند یہ بات کیوں تحریر فرمادی کہ اہل مدینہ ایک وتر کے قائل ہیں۔ رہی یہ بات کہ مدرک رکوع نے نہ قیام پایا نہ فاتحہ، اس کا جواب بار بار گزر چکا کہ قیام یقیناً کیا اور قرأت اس کی طرف سے امام نے ادا کرلی مثل خطبہ خطیب کے۔

آمین کا بیان :۔

(۲۳۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنی اسماعیل قال حدثنی مالك عن سمی مولیٰ أبی بکر عن أبی صالح السمان عن أبی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : إذا قال الإمام : غیر المغضوب علیهیم ولا الضالین فقولوا : آمین ویروی عن سعید المقبری عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جب امام **غیر المغضوب علیهم ولا الضالین** کہے، پس تم آمین کہو۔

اگر مقتدیوں پر بھی فاتحہ فرض ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے :**إذا قلتم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین** کہ جب تم خود غیر المغصوب علیہم ولا الضالین پڑھا کرو تو آمین کہا کرو۔ قال واحد کا صیغہ امام کے لئے استعمال فرمایا کہ صرف امام فاتحہ پڑھے اور قولوا آمین جمع کا صیغہ استعمال فرمایا کہ سب مقتدی بھی آمین کہیں اور بخاری ج ۲ / ص ۲۹۷ پر حدیث ہے : **إذا امن القاری فامنوا** ۔ یہاں امام کو قاری فرمایا، وہ بھی اس سورۃ میں جو اس نے آمین سے پہلے پڑھنی ہے یعنی فاتحہ کا قاری صرف اکیلا امام ہوگا اور آمین سب مقتدی بھی کہیں گے ۔ پورے ذخیرہ حدیث میں کہیں آپ ﷺ نے مقتدی کو قاری نہ فرمایا۔ امام بخاریؒ کے گزشتہ قیاس کے موافق حضور ﷺ نے مقتدیوں کو آمین کہنے کا تو حکم دیا، جو سنت ہے اور یہ نہ فرمایا :**إذا قرأالفاتحة فاقرؤا الفاتحة** ۔ کہ جب امام فاتحہ پڑھے تو تم بھی فاتحہ پڑھو گویا معاذ اللہ فرض کا درجہ سنت سے بہت گرادیا۔

لطیفہ...... امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس حدیث پر اس طرح باب باندھا ہے :**باب جهر المأموم بالتامین** ۔ یعنی مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان، لیکن حدیث میں جہر کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ وہی مثال ہے کہ کسی بھوکے سے پوچھا گیا دو اور دو تو

اس نے کہا چار روٹیاں، حالانکہ مقتدیوں کی جہر آمین کے بارے میں خود امام شافعی کو کوئی قابل اطمینان دلیل نہیں ملی اسی لئے فرماگئے :لا احب أن یجهروا بها۔ یعنی مجھے پسند نہیں کہ وہ بلند آواز سے آمین کہیں۔(کتاب الام ج۱/ص۹۵)

(۲۳۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللّٰه بن یوسف قال حدثنا سفیان عن سلمة بن کهیل عن ابن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یمدبها صوته آمین إذا قال غیر المغضوب علیهم ولاالضالین۔

ترجمہ ...... حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فاتحہ کے بعد آمین کہی اور اپنی آواز کو کھینچا۔

امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ صحیح سند کے ساتھ اخفیٰ بهاصوته۔یعنی آمین کے وقت اپنی آواز کو چھپالیا، نقل کیا ہے۔(مسند احمد ج ۴/ص ۳۱۶)جب یہ دونوں احادیث ہیں تو آپ ﷺ کے بعد کسی خلیفہ راشد سے اونچی آواز سے آمین ثابت نہیں۔ حضرت ابووائلؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نہ تو بسم اللہ اور اعوذ باللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے تھے۔ (طحاوی ج۱/ص ۱۴۰)

(۲۳۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن کثیر و قبیصة قالا حدثنا سفیان عن سلمة عن حجر عن وائل بن حجر عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه وقال ابن کثیر : رفع بها صوته۔

ترجمہ ...... حضرت وائلؓ سے آمین کی حدیث ہے۔ ایک میں مدبها صوته ہے اور ایک میں رفع بها صوته ہے۔

امام بخاریؒ نے پہلی سند میں حجر بن عنبس لکھا ہے، لیکن اس روایت میں حجر کی ولدیت بیان نہیں کی کیونکہ یہ محمد بن کثیر کی سند میں حجر ابی العنبس ہے۔

(ابو داؤد ج ۱/ ص ۱۴۱) امام بخاریؒ حجر ابی العنبس کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس وجہ سے شعبہ کی حدیث خفض بھا صوتہ کو رد کر دیتے ہیں۔ جب یہ شعبہ کی سند میں غلط ہے تو یقیناً محمد بن کثیر کی سند میں بھی غلط ہے۔ اس عیب کو چھپانے کے لئے امام بخاریؒ نے صرف حجر لکھا اور حجر ابی العنبس نہیں لکھا۔ اس کو تدلیس کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نہ صرف مدلس ہیں بلکہ ان راویوں سے تدلیس کرتے ہیں جو ان کے ہاں صحیح نہیں۔

(۲۳۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمود قال انبانا أبو داؤد قال انبأنا شعبة عن یعلی بن عطاء قال سمعت أبا علقمة الهاشمی عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم : إذا قال الإمام ولا الضالین فقولوا : آمین۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب امام آمین کہے، تم آمین کہو۔

(۲۳۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال و حدثنه محمد بن عبید الله قال حدثنا ابن أبی حازم عن العلاء عن أبیه عن أبی هریرةؓ قال : إذا قرأ الإمام بأم القرآن فاقرأ بها و اسبقه فإنه إذا قال : ولا الضالین قالت الملائکة آمین من وافق ذلك قمن أن یستجاب لهم۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا : جب امام فاتحہ پڑھے تو تُو بھی فاتحہ پڑھ اور امام سے پہلے پڑھ لے۔ بے شک جب وہ ولا الضالین کہتا ہے، فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی شاید اس کی دعا قبول کی لی جائے۔

اس حدیث پاک میں فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافقت پر قبولیت کا وعدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فرشتے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے اور آمین بھی آہستہ کہتے

ہیں۔ حنفی بھی فاتحہ پڑھے بغیر آہستہ آمین کہتے ہیں، جو فرشتوں کے ساتھ مکمل موافقت ہے۔ یہ جو ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ امام کی فاتحہ سے پہلے فاتحہ پڑھ لے، یہ نہ نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے نہ فرشتوں سے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کیونکہ پہلی رکعت میں مقتدی ثناء نہ پڑھے، اس وقت فاتحہ پڑھ لے تو بھی دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں کہاں پڑھے گا؟ جو پہلے پڑھے گا امام تو وہ ہوگا اور امام بخاریؒ جیسے قیاسات اس رسالہ میں کرتے آرہے ہیں، اگر کوئی یہاں قیاس کرے کہ حدیث پاک میں ہے کہ امام سے پہلے سر اٹھانے والے کے بارے میں خطرہ ہے کہ کہیں اس کا سر گدھے کے سر جیسا نہ ہو جاء، اس میں علت امام سے سبقت ہے، اسی طرح جو فاتحہ امام سے پہلے پڑھ لے، وہ گدھا ہے اور اس میں بھی صرف پہلی رکعت میں گدھا بننے کی گنجائش ہو گی۔ باقی رکعات میں گدھا بننے کی بھی گنجائش نہ ہو گی۔

قرأت ہر رکعت میں :۔

(۲۳۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا أبان بن یزید وھمام ابن یحییٰ بن شداد عن یحییٰ بن أبی کثیر عن عبد اللہ بن أبی قتادہ عن أبیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الظھر والعصر فی الرکعتین الأولیین بفاتحہ الکتاب وسورۃ و فی الأخریین بأم الکتاب فکان یسمعنا الآیۃ۔

ترجمہ ...... حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعات میں فاتحہ اور سورۃ پڑھتے اور پچھلی دو رکعات میں فاتحہ پڑھتے اور کوئی آیت سنا بھی دیتے۔

واقعتاً امام اور منفرد اسی طرح پڑھتا ہے، اس میں مقتدی کا کوئی ذکر نہیں۔

ضروری تنبیہ ...... یہاں امام بخاریؒ سندیوں بیان فرماتے ہیں : **البخاری قال حدثنا أبان بن یزید و ھمام ابن یحییٰ ابن شداد۔** امام بخاری

یہاں صراحۃً حدثنا فرما رہے ہیں جب کہ امام بخاری کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے، اور اس سند میں ان کے پہلے استاد ابان بن یزید شاگرد کی پیدائش سے تقریباً ۳۴ سال پہلے ۱۶۰ھ میں فوت ہو چکے تھے اور دوسرے استاد ہمام بن یحییٰ ان کی پیدائش سے تقریباً ۲۹ سال پہلے ۱۶۵ھ میں وصال فرما چکے تھے اور تیسرے استاد حرب بن شداد امام بخاریؒ کی پیدائش سے تقریباً ۳۳ سال پہلے اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اسی طرح نمبر ۱۸۹ پر گزرا کہ امام بخاریؒ حدثنا فضیل بن عیاض فرماتےؒ ہیں جب کہ فضیل بن عیاض ۱۸۷ھ میں بخاریؒ کی پیدائش سے سات سال پہلے دار فانی کو خیر باد کہہ گئے تھے اور نمبر ۲ پر انبانا سفیان فرمایا ہے جب کہ امام سفیان بن عینیہ مکہ مکرمہ میں ۱۹۸ھ میں فوت ہو گئے تھے اور امام بخاری ۲۰۹ھ میں تقریباً پہلی دفعہ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔

(۲۳۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا ھمام بھٰذا قال البخاری وروی نافع بن زید قال حدثنی یحییٰ بن أبی سلیمان المدنی عن زید بن أبی عتاب و ابن المقبری عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ رفعہ أذا جئتم ألی الصلاۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوھا شیئا و یحییٰ منکر الحدیث روی عنہ أبو سعید مولیٰ بنی ھاشم وعبد اللہ بن رجاء البصری مناکیر ولم یتبین سماعہ من زید ولا من ابن المقبری ولا تقوم بہ الحجۃ۔

ترجمہ...... اوپر والی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے، بخاری نے کہا: حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث ہے کہ جب تم جماعت کی نماز کی طرف آؤ ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اس کو شمار نہ کرو۔ یہ یحییٰ منکر الحدیث ہے۔ ابو سعید اور عبد اللہ بن رجاء اس سے منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں اور اس نے نہ تو زید سے سماع کی تصریح کی ہے اور نہ ہی ابن المقبری سے۔ اس لئے یہ دلیل

نہیں بن سکتی۔

یحییٰ بن ابی سلیمان کو تقریب میں لین الحدیث لکھا ہے۔(ص ۳۷۶) اور اس حدیث کے شواہد حدیث میں بھی ہیں اور اجماع بھی شاہد ہے تو حدیث مقبول ہوئی اور ابن حجر نے اس کو طبقات المدلسین میں ذکر ہی نہیں کیا۔ تو جب یہ مدلس ہی نہیں تو اس کے عنعنہ پر اعتراض محض بے اصولی ہے۔

نماز تسبیح :۔

(۲۴۰) ......حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا بشر بن الحکم قال حدثنا موسیٰ بن عبد العزیز قال حدثنا الحکم بن أبان قال حدثنی عکرمة عن ابن عباس أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال للعباس بن عبد المطلب : ألا أعطیك أذا أنت فعلت ذلك عفرلك ذنبك قال تصلی أربع رکعات تقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورة فذکر صلاة التسبیح ۔

ترجمہ...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ تجھے ایسی چیز نہ دوں کہ اس پر عمل کرے تو تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں ؟ پھر فرمایا : چار رکعت نماز پڑھ ، ہر رکعات میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ پڑھ اور لمبی حدیث بیان فرمائی۔

اس کا قرأت خلف الامام سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ یہ ثابت ہوا کہ نوافل کی ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورۃ بھی ملانا ضروری ہے۔

(۲۴۱) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن إسماعیل ابن ابی خالد عن الحارث بن شبیل عن أبی عمرو الشیبانی عن زید ابن ارقم قال : کنا نتکلم فی الصلاة یکلم أحدنا أخاه فی حاجة حتیٰ نزلت هٰذه الآیة حافظوا علی الصلوات

والصلاة الوسطی و قوموا لله قانتین فامرنا بالسکوت۔
ترجمہ...... حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کر لیا کرتے تھے۔ ایک دوسرے بھائی سے حاجت کی بات کر لیتے یہاں تک کہ یہ آیت قوموا لله قانتین۔ نازل ہوئی تو ہمیں خاموش کا حکم دیا گیا اور نماز میں باتیں کرنے سے منع کر دیا گیا۔

یہ روایت مسلم ج ۱/ ص ۲۰۴ پر ہے۔ پہلے نماز میں نمازی باتیں کر لیا کرتے تھے، پھر باتوں سے روک دیا گیا۔ اب نہ جہری نمازوں میں باتیں کرنا جائز رہا نہ سری میں۔ نہ جہراً بات کرنا صحیح رہا نہ سرًا۔ بالکل اسی طرح جب مقتدی کو قرأت سے روک دیا گیا تو اب نہ جہری نمازوں میں قرأت جائز رہی نہ سری میں اور مقتدی کے لئے نہ جہراً قرأت درست رہی نہ سرًا اور نہ ہی سکتات میں قرأت یا کلام کی اجازت رہی۔

(۲۴۲)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابراھیم بن موسیٰ قال عیسیٰ عن إسماعیل عن الحارث ابن شبیل عن أبی عمرو الشیبانی قال لی زید ابن أرقم وقال البخاری وقال البراء: ألا أصلی بکم صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقرأ فی صلاته وروی أبو إسحاق عن الحارث سأل علی رضی الله عنه عمن لم یقرأ فقال: إتم الرکوع والسجود وقضیت صلاتك۔ وقال شعبة لم یسمع أبو أسحاق من الحارث إلا أربعة لیس هٰذا فیه ولا تقوم به الحجة۔

ترجمہ...... یہ حدیث زید بن ارقمؓ سے ہے۔ بخاریؒ نے (بغیر سند کے) کہا حضرت براءؓ نے کہا کہ میں تمہیں ایسی نماز نہ پڑھاؤں جس طرح رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے، پھر آپ نے نماز میں قرأت کی۔ ابو اسحاق حارث کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ اگر نماز میں قرأت نہ کی جائے (تو کیا حکم

ہے ؟) تو آپ نے فرمایا : رکوع سجدہ پورا کر لیا تو نماز پوری ہو گئی۔ شعبہ نے کہا کہ ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ حدیث ان میں سے نہیں ہے اور اس سے دلیل نہیں بنتی ۔

(۲۴۳)...... ویروی عن أبی سلمة صلی عمر رضی الله عنه ولم یقرا فلم یعده وهو منقطع لایثبت ۔

ترجمہ ...... اور ابو سلمہ سے (بغیر سند کے) روایت کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں قرأت نہ کی اور نہ ہی نماز دوبارہ پڑھی، یہ روایت منقطع ہے، ثابت نہیں۔

(۲۴۴)...... ویری عن الأشعری عن عمر أنه أعاد ویری عن عبد الله بن حنظلة عن عمر أنه نسی القراء ة فی رکعة من المغرب فقرأ فی الثانیة مرتین۔

ترجمہ ...... اور اشعری سے (بغیر سند کے) روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز لوٹائی اور عبد اللہ بن حنظلہ سے (بغیر سند کے) روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ مغرب کی رکعت میں قرأت بھول گئے تو دوسری رکعت میں دو مرتبہ قرأت کی۔

(۲۴۵)...... وحدیث أبی قتادہ عن النبی صلی الله علیه وسلم شبة أنه قرافی الأربع کلها ولم یدع فاتحة الکتاب ۔

ترجمہ ...... اور حضرت ابو قتادہؓ کی حدیث زیادہ مناسب ہے کہ نبی ﷺ نے ہر رکعت میں قرآت کی اور فاتحہ نہ چھوڑی۔

(۲۴۶)......وقال النبی صلی الله علیه وسلم : أنکم ما اختلفتم فی شیئ فحکمه إلی الله وإلیٰ محمد۔

ترجمہ ...... اور فرمایا نبی ﷺ نے کہ جب تم میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ اللہ اور محمد ﷺ کا مانا جائے گا۔

(۲۴۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنی ابراهیم بن المنذر قال حدثنا أسحاق بن جعفر بن محمد قال حدثنی کثیر بن عبد اللهبن عمرو عن أبیه عن جده عن النبی صلی الله علیه وسلم بهٰذا۔

ترجمہ ...... یہ کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے، امام بخاریؒ نے رسالہ تو لکھا تھا کہ مقتدی پر فاتحہ فرض ہے، مگر یہاں امام پر بھی فاتحہ کی فرضیت اختلافی ہونا بیان فرمادیا اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کی نماز نبی ﷺ والی نماز نہیں ہوتی تھی۔جب حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور نبی ﷺ کی نماز میں اختلاف ہوگا تو ہم نبی ﷺ کی مانیں گے۔امام بخاری نے جن روایات کا بے سند تذکرہ کیا ہے وہ صحیح یا حسن سندوں کے ساتھ مصنف عبدالرزاق ج ۲ / ص ۱۲۴، ۱۲۶ اور مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۹۶ ، ۳۹۷ پر موجود ہیں، حالانکہ ان روایات میں حقیقی تعارض نہیں، اگر امام نے فاتحہ چھوڑ دی تو ترک واجب ہوا۔ فرائض کی پوری ادائیگی سے نماز ادا ہوگئی البتہ ترک واجب کی وجہ سے مکروہ ہوئی یعنی لوٹانا فرض نہیں ہاں کراہت سے نکلنا چاہے تو لوٹالے۔

پہلی رکعت کو لمبا کرنا :۔

وقال الأعرج عن أبی أمامة بن سهل رایت زید بن ثابت یرکع وهو بالبلاط لغیر القبلة حتیٰ دخل فی الصف وقال هولآء أذا رکع لغیر القبلة لم یجزه وقال أبو سعید : کان النبی صلی الله علیه وسلم یطیل فی الرکعة الأولیٰ بعضهم : لیدرك الرکعة الأولیٰ ولم یقل یطیل الرکوع ولیس فی الإنتظار فی الرکوع سنة۔

ترجمہ ...... امامہ بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ثابتؓ کو بلاط میں غیر

قبلہ کی طرف رکوع کرتے دیکھا، یہاں تک کہ صف میں داخل ہوئے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر غیر قبلہ کی طرف رکوع کرے تو جائز ہے اور ابو سعیدؓ نے کہا کہ نبی ﷺ پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے تاکہ لوگ (رکوع میں مل کر) رکعت پالیں اور یہ نہیں فرمایا کہ رکوع کو لمبا کرتے تھے۔ رکوع میں کسی کا انتظار کرنا سنت نہیں۔

(۲۴۸)...... **حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنیه عبد الله بن محمد قال حدثنا بشر بن السری قال حدثنا معاویة بن ربیعة عن یزید بن قزعة قال أتیت أبا سعید الخدری فقال : ان صلاة ال(ولیٰ كانت تقام مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فیخرج أحدنا البقیع فیقضی حاجته ثم یأتی منزله فیتوضأ ثم جیئ إلیٰ المسجد فیجد رسول الله صلی الله علیه وسلم قائماً فی الرکعة الأکعة الأولیٰ۔**

ترجمہ ...... حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ پہلی صفت میں کھڑے ہوتے تو ہم میں سے کوئی بقیع کی طرف جاتا، حاجت سے فارغ ہوتا، پھر گھر آکر وضو کرتا تو حضرت ﷺ کو پہلی رکعت میں کھڑا پاتا۔

اسی سے ملتی جلتی روایت ابو قتادہؓ سے ابوداؤد ج۱ / ص ۱۲۳ پر باب **ماجآء فی قراء ۃ فی الظهر** میں ہے۔

نوٹ...... امام بخاریؒ نے جو لکھا ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے غیر قبلہ کی طرف رکوع کیا، یہ بالکل بے سند بات ہے۔ کسی صحیح یا حسن سند میں اس کا ذکر نہیں بلکہ طحاوی ج۱ / ص ۲۷۲ پر صراحت ہے کہ انہوں نے قبلہ رخ رکوع کیا۔ صحیح سندوں کو چھوڑ کر بے سند باتوں کو مدار بنانا امام بخاریؒ جیسے بزرگ کی شان کے ہرگز لائق نہیں۔

جماعت فجر :۔

(۲۴۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابو الیمان قال حدثنا شعیب عن الزهری قال حدثنا سعید بن المسیب و ابو سلمة بن عبد الرحمٰن ان ابا هریرة قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : تفضل صلاة الجمیع بخمس و عشرین جزء و یجتمع ملائکة اللیل وملائکة النهار فی صلاة الفجر ثم یقول ابوهریرة اقرؤاان شئتم : وقرآن الفجر ان الفجر کان مشهودا۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جماعت کی نماز کاثواب ۲۵ گنابڑھ جاتا ہے۔ نماز فجر میں دن اور رات کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا : اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو ان قرآن الفجر کان مشهودا۔ اس کے بعد اس کی مزید چار سندیں ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں :

(۲۵۰)...... وتابعه معمر عن الزهری عن ابی سلمة و ابن المسیب عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲۵۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللہ بن اسباط قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله : و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهودا قال : یشهده ملائکة اللیل و ملائکة النهار۔

(۲۵۲)...... وروىٰ شعبة عن سلیمان عن ذکوان عن ابی هریرة قوله .

(۲۵۳)...... وقال علی بن مسهر و حفص والقاسم بن یحییٰ عن الأعمش عن ابی صالح عن ابی سعید و ابی هریرة عن النبی ﷺ۔

یہ حدیث بخاری ج ۲ / ص ۶۸۶ پر ہے کہ امام نماز فجر میں قرآن پڑھتا ہے اور اس نماز میں دن اور رات کے فرشتے بھی امام کی اقتداء کرتے ہیں اور یہ

باب لا یجھر خلف الامام بالقراء ة
امام کے پیچھے اونچی آواز سے قرأت نہیں کرنی چاہئے

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ :۔

(۲۵۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن مقاتل قال حدثنا النضر قال انبانا یونس عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبد اللہ قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقوم کانوا یقرؤن القرآن فیجھرون بہ : خلطتم علی القرآن و کنانسلم فی الصلاۃ فقیل لناأن فی الصلاۃ لشغلا۔

ترجمہ...... حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایسے لوگوں کو فرمایا جو قرآن پڑھتے تھے اور اس کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے : تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا اور ہم نماز میں سلام کہتے تھے تو ہمیں کہا گیا کہ نماز میں مصروفیت ہے۔

اس میں محمود راوی مجہول ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے کنانقرأ خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال : خلطتم علی القرآن ۔ (ج ۱/ ص ۳۷۶) عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے تو آپ ﷺ نے فرمایا : تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے۔

امام بخاریؒ کے دوسرے استاد امام احمدؒ ان الفاظ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں : عن عبد اللہ قال کانوا یقرؤن خلف النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فقال خلطتم علي القرآن۔ (مسند احمد ج ۱ / ص ۴۵۱) حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ آپ کے پیچھے قرأت کرتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا۔ اس کے علاوہ یہ حدیث احکام القرآن للجصاص ج ۳ / ص ۵۱، طحاوی ج ۱ / ص ۱۰۶، ابو یعلیٰ، مسند بزار اور طبرانی میں بھی ہے ۔ کسی حدیث میں بھی یجھرون کا لفظ نہیں۔ اس لئے اس رسالہ میں یہ لفظ کسی راوی کا ادراج ہے صحیح حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے قرأت خلف الامام کو خلط فرمایا ہے خواہ کوئی جہری نماز میں کرے یا سری میں، جہراً قرأت کرے یا سراً، فاتحہ کی قرأت کرے یا سورۃ کی۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: رجاله رجال الصحيح۔ (مجمع الزوائد ج ۲ / ص ۱۱۰)۔

حدیث انسؓ :۔

(۲۵۵) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا یحییٰ بن یوسف قال انبانا عبد الله عن ایوب عن ابی قلابة عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم صلیٰ باصحابه فلماقضی صلاته اقبل علیهم بوجهه فقال: اتقرؤن في صلا تكم والإمام يقرأ ؟ فسكتوا فقالها ثلاث مرات فقال قائل أو قائلون : انا لنفعل قال فلا تفعلوا و ليقرأ احدكم بفاتحة الكتاب في نفسه۔

ترجمہ ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم بھی نماز میں قرأت کرتے ہو جب امام قرأت کرتا ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی پوچھا تو ایک آدمی یا چند ایک نے کہا کہ ہم کر ہی لیتے ہیں۔ فرمایا قرأت نہ کرو اور چاہئے کہ کوئی ایک تم میں سے دل میں فاتحہ کو سوچ لیا کرے۔

اس حدیث کا مدار ایوب پر ہے۔ اس کے شاگرد حماد بن زید، حماد بن سلمہ

عبد الوارث بن سعید، سفیان بن عیینہ اور اسماعیل بن علیہ سند یوں بیان کرتے ہیں : ایوب عن ابی قلابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو قلابہ سے یہ مرسل ہے۔ جو امام بخاریؒ کے ہاں حجت نہیں۔ اس جماعت ثقات کے خلاف صرف عبید اللہ ابو قلابۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے اور یہ وہمی اور خطاکار ہے اسی لئے امام بیہقی کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ طریق ابو قلابہ عن انس لیست بمحفوظۃ۔ (التعلیق المغنی ج ۱ / ص ۳۱۸) اس سند کا مدار ابو قلابہ پر ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں : مدلس عن من لحقھم و عن من لم یلحقھم۔ (میزان ج ۲ / ص ۳۹) اور امام بخاریؒ کے ہاں مدلس جب تک سماع کی تصریح نہ کرے اس کی حدیث حجت نہیں ہوتی۔ امام طحاویؒ نے یوسف بن عدی کے طریق سے اس حدیث انسؓ کو فلا تفعلوا تک روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مطلقاً قرأت خلف الامام سے منع فرمادیا۔ امام عینیؒ اس حدیث کے بارے میں نخب الافکار میں فرماتے ہیں۔ صحیح علی شرط البخاری (امانی الاحبار ج ۳ / ص ۱۴۷)

نیز آیت انصات سے پہلے اگر قرأت خلف الامام کی اباحت ثابت بھی ہو جائے تو آیت نے آکر منسوخ کر دی۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قرأ الامام فانصتوا۔ (کتاب القراءۃ بیہقی) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ امام بخاریؒ نے پہلے دور کی ضعیف حدیث تو نقل فرمادی مگر یہ صحیح حدیث جو یقیناً آیت انصات کے بعد کی ہے، نقل نہیں فرمائی۔

حدیث ابو قلابہؒ :۔

(۲۵۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد بن ایوب عن ابی قلابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقرأ بفاتحہ الکتاب۔

ترجمہ...... حضرت ابو قلابہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: چاہئے کہ فاتحہ پڑھو۔

امام بخاریؒ نے روایت کی سند بھی غلط کر دی ہے۔ سب کتابوں میں حماد عن ایوب ہے مگر امام بخاریؒ نے حماد بن ایوب کر دیا ہے۔ نیز یہ روایت مرسل بلکہ معضل ہے اور امام بخاریؒ کے ہاں تو مرسل روایت حجت نہیں ہوتی۔ نیز ابو قلابہ کی یہ روایت امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ نے بھی روایت کی ہے کہ ابو قلابہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: کیا تم امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو؟ تو بعض نے کہا: ہاں اور بعض نے کہا: نہیں۔ تو فرمایا: ان کنتم لا بد فاعلین۔ اگر تم باز نہیں رہ سکتے تو فاتحہ دل میں سوچ لیا کرو۔ (ج ۱/ ص ۳۷۴) یہ ایسا ہی ہے کہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھوان کنت لا بد فاعلاً ففی التطوع لا فی الفریضۃ۔ کہ جس طرح نماز میں ادھر ادھر دیکھنا مکروہ ہے اسی طرح فاتحہ آہستہ پڑھنا بھی امام کے پیچھے مکروہ ہے۔

حدیث عبادہ بن صامتؓ :۔

(۲۵۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبۃ قال حدثنا محمد بن ابی عدی عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال : صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الغداۃ قال : فثقلت علیہ القراء ۃ فقال : انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم ؟ قال قلنا اجل یا رسول اللہ قال : فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلاۃ لمن لم یقرأبھا۔

ترجمہ...... حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو آپ ﷺ پر قرأت بوجھل ہوئی تو فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو۔ ہم نے کہا: ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا:

نہ کرو مگر فاتحہ۔ پس اس کی نماز نہیں ہوتی جو یہ نہ پڑھے۔

(۲۵۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا اسحاق قال حدثنا عبدة قال حدثنا محمد عن مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری عن عبادة بن الصامت قال : رسول الله صلی الله علیه وسلم صلاة الصبح فثقلت علیه القراء ة فلما انصرف قال : انی اراکم تقرؤن ورآء امامکم قلنا : ای والله یا رسول الله هذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانه لا صلاة الا بها۔

ترجمہ :اس حدیث کا ترجمہ بھی مثل حدیث بالا کے ہے۔

اولاً تو یہ حدیث صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق اور مکحول دونوں مدلس ہیں اور دونوں عن سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے نہ یہاں کسی کی تحدیث ذکر کی ہے نہ متابعت۔ پھر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا بھی یہ مسلک نہیں کہ جو جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے اور کوئی محدث بھی امام بخاریؒ کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

(۱)...... اس حدیث کا مطلب ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے تو نماز نہیں ہوتی مگر امام مالکؒ اس کے خلاف باب باندھتے ہیں : **باب ترك القراء ة خلف الامام فیما جهر به** (موطا ص ۶۹) اور اس طرح اس حدیث کو متروک العمل قرار دیتے ہیں۔

(۲)...... امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہؒ اس حدیث کے بعد باب **من كره القراء ة خلف الامام** باندھ کر اس حدیث کو منسوخ اور اس پر عمل کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور یاد رہے کہ شوافع کے ہاں مکروہ حرام کا ہم معنی ہے۔

(۳)...... امام احمدؒ جو امام بخاریؒ کے استاد ہیں، وہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی مسلمان سے سنا ہی نہیں جو (اس حدیث کے مطابق) یہ کہتا ہو کہ جو جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اس کی نماز باطل ہے۔

(۴)......امام بخاریؒ کے شاگرد امام نسائیؒ تو اس حدیث کے بعد آیت انصات اور حدیث انصات لا کر ان سے گویا اس حدیث کو منسوخ و متروک قرار دے رہے ہیں۔

(۵)......امام بخاریؒ کے چہیتے شاگرد امام ترمذیؒ پہلے باب قراءة خلف الامام باندھ کر یہی حدیث عبادہؓ لائے ہیں کہ امام کے پیچھے صرف فاتحہ کی قرأت ہے۔ پھر باب ترك القراءة خلف الامام فيما جهر به لا کر فاتحہ خلف الامام کو متروک و منسوخ قرار دیتے ہیں۔

(۶)......امام ابو داؤدؒ یہی حدیث عبادہؓ لا کر پہلے لکھتے ہیں کہ امام کے پیچھے صرف فاتحہ کی قرأت ہے اسکے بعد باب من كره القراءة بفاتحة الكتاب اذا جهر الامام لا کر اس حدیث عبادہؓ کو منسوخ اور فاتحہ خلف الامام کو مکروہ و حرام قرار دیتے ہیں۔

(۷)......البانی نے بھی صفۃ صلاۃ النبی میں حضرت عبادہؓ کی اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث منازعت سے منسوخ قرار دیا ہے۔

(۸)......ابن ماجہ نے بھی پہلے قرأت خلف الامام کی حدیث لا کر بعد میں اذا قرأ الامام فانصتوا لا کر ثابت کر دیا کہ پہلے باب میں مقتدی کی صرف فاتحہ کے قرأت ہونے کا ذکر تھا، اب اسی فاتحہ کی قرأت کے وقت انصات کا حکم آگیا۔

(۹)......اب ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ صحاح ستہ میں سے کسی ایک کتاب میں یہ ترتیب دکھادیں کہ پہلے قرأت خلف الامام کے مکروہ ہونے کا باب ہو اور اس کے بعد اس کے وجوب کا باب ہو۔

حدیث عمران بن حصینؓ :۔

(۲۵۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا همام عن قتادة عن زرارة عن عمران بن حصين ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر فلما قضىٰ قال ايكم قرأ ؟ قال

رجل انا قال : لقد علمت ان رجلا خالجنیها۔

ترجمہ...... حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو پوچھا : تم میں سے کس نے قرأت کی ؟ کسی آدمی نے کہا میں نے، فرمایا : میں جانتا تھا کہ کوئی آدمی مجھ سے شرکت کر رہا ہے۔

(۲۶۰)......حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد عن قتادة عن زرارة عن عمران بن حصین قال : صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدیٰ صلاتی العشی فقال : ایکم قرأ بسبح؟ قال رجل انا قال : قد عرفت ان رجلاخالجنیها۔

ترجمہ ...... اس روایت میں ہے کہ کس نے سبح اسم ربك الاعلی پڑھی ؟(اس حدیث کی مکمل بحث ۹۵ کے تحت گزر چکی۔)

حدیث خداج :۔

(۲۶۱)......حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة عن العلاء بن عبد الرحمٰن عن ابیه عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :کل صلا ة لا یقرأ فیها فهی خداج غیر تمام فقال ابی لابی هریرة فاذاکنت خلف الامام ؟ فاخذ بیدی وقال یا فارسی اوقال یا ابن الفارسی اقرأ فی نفسك۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ہر وہ نماز جس میں قرأت نہ کی جائے ،وہ ناقص ہے ، ناتمام ہے۔ تو ابو ہریرۃؓ سے کہا گیا : جب میں امام کے پیچھے ہوں ؟ تو میرا ہاتھ پکڑا اور کہا : اے فارسی ؟ دل ہی دل میں سوچ لیا کر۔

اس کی بحث بھی گزر چکی۔

باب من نازع الإمام القراءۃ فیما جھر لم یومر بالاعادۃ

جس نے جہری نماز میں امام کی قرأت کے ساتھ منازعت کی، اسے بھی نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا

حدیث منازعت :۔

(۲۶۲) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن ابن اکیمة اللیثی عن ابی هریرۃان رسول الله صلی الله علیه وسلم انصرف من صلاۃجهر فیها بالقراءۃ فقال : هل قرأ احدمنکم معی آنفا ؟ فقال رجل نعم یارسول اللهفقال : انیَ اقول مالی انازع القرآن۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ ﷺ نے بلند آواز سے قرأت فرمائی تو فرمایا : کیا اب کوئی تم میں سے میرے ساتھ قرأت کرتا ہے ؟ کسی ایک آدمی نے کہا : ہاں یارسول اللہ۔ تو فرمایا : میں بھی کہتا تھا کہ قرآن میں میرے ساتھ کون شراکت کررہا ہے۔

یہ حدیث پہلے نمبر ۹۵ پر گزر چکی ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے سارے مقتدیوں میں سے ایک نے آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کی ،باقی کسی نے نہیں کی۔ اس ایک قرأت کرنے والے کو آپ ﷺ نے ڈانٹا اور

دوسروں کو نہ ڈانٹا اور نہ ہی نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ اس روایت کاآخری حصہ امام بخاریؒ نے نقل نہیں کیا۔ امام ترمذیؒ اور امام ابو داوٗدؒ نے اس حدیث کو حدیث عبادہؓ کا ناسخ قرار دیا ہے۔

حدیث انصات (ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) :۔

(۲۶۳)...... قال البخاری : وروی سلیمان التیمی و عمرو بن عامر عن قتادة عن یونس بن جبیر عن عطاء عن ابی موسیٰ الاشعری فی حدیثه الطویل عن النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا قرأ فانصتوا ولم یذکر سلیمان فی هٰذه الزیادة سماعاً من قتادة ولا قتادة من یونس بن جبیر۔

ترجمہ ...... کہا بخاری نے : روایت کیا سلیمان تیمی اور عمرو بن عامر نے قتادہ سے عن عطاء عن موسیٰ لمبی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اذا قرأ فانصتوا جب امام قرآن پڑھے تم خاموش رہو اور سلیمان تیمی نے اس زیادت میں قتادہ سے سماع کا ذکر نہیں کیا اور نہ قتادہ نے یونس بن جبیر سے سماع کی تصریح کی ہے۔

(۲۶۴) ......وروی هشام وسعید وهمام وابو عوانة وابان بن یزیدو عبیدة عن قتادة ولم یذکروا اذا قرأ فانصتوا ولو صح لکان یحتمل سویٰ فاتحة الکتاب و أن یقرأ فیما یسکت الامام و اما فی ترک فاتحة الکتاب فلم یتبین فی هذا الحدیث۔

ترجمہ ...... اور ہشام ، سعید ، ہمام ، ابو عوانہ ، ابان بن یزید اور عبیدہ نے قتادہ سے روایت کی ہے مگر اذا قرأ فانصتوا کا ذکر نہیں کیا اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احتمال ہے کہ فاتحہ کے علاوہ قرأت کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہو ، یا یہ کہ امام کے سکتہ کے وقت قرأت کی جائے اور فاتحہ کو چھوڑنا یہ اس حدیث میں صاف صاف نہیں۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو محدثانہ طرز پر ذکر نہیں کیا۔ سند میں دو راویوں کا نام ہی بدل ڈالا، چنانچہ عن عطاء عن موسیٰ کر دیا، حالانکہ اصل تمام کتب حدیث میں حطان عن ابی موسیٰ ہے۔ (دیکھو! مسند احمد ج ۴ / ص ۴۱۵) پھر متن بھی نہایت ناقص لکھا ہے۔ حالانکہ محدثین کے اصول میں **یقلب الاسانیدو المتون** بڑی اہم جرح ہے۔ اگرچہ یہ ایک لمبی حدیث ہے مگر زیر بحث مسئلہ سے متعلق حصہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب الصلاۃ سے نقل کرتا ہوں **:ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا صلوٰتنا و علمنا ما نقول فیھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر الامام فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین۔** (کتاب الصلاۃ ص ۳) "بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کا طریقہ سکھایا اور سکھایا کہ ہم کیا پڑھیں۔ فرمایا: جب امام اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** پڑھے تو تم آمین کہو۔ امام مسلمؒ نے تو یہ روایت بیان کر کے یہاں تک صراحت بیان فرمائی ہے **:انما وضعت ھٰھنا ما اجمعوا علیہ۔** "میں نے صحیح مسلم میں یہ ابو موسیٰ کی حدیث اس لئے درج کی ہے کہ اس کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔

پہلا اعتراض :۔

امام بخاریؒ اس اجماع کے بعد اختلاف کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سلیمان تیمی نے قتادہ سے سماع کی تصریح نہیں کی حالانکہ اہل اجماع کے خلاف امام بخاریؒ کا یہ عدم علم ہے۔ ابو عوانہ میں سلیمان تیمی حدثنا قتادہ کہہ کر سماع کی تصریح فرما رہے ہیں۔ (صحیح ابو عوانہ ج ۱ / ص ۱۳۳) پھر اس حدیث میں سلیمان تیمی کے دو متابع عمرو بن عامر (جزء بخاری) اور سعید بن ابی عروبہ (دار قطنی

ج ۱ / ص ۱۲۵)۔ پھر امام بخاریؒ اپنی صحیح میں سلیمان تیمی کا عنعنہ قبول فرمار ہے ہیں۔ یہاں اعراض کر رہے ہیں۔ حق وہی ہے جس پر اجماع ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

دوسرا اعتراض :۔

دوسرا اعتراض یہ فرماتے ہیں کہ قتادہ نے سماع کی تصریح نہیں کی، تو یہاں بھی حق اہل اجماع کے ساتھ ہے کیونکہ ابو داؤد میں قتادہ سے سماع کی تصریح موجود ہے۔

تیسرا اعتراض :۔

تیسرا اعتراض یہ فرمایا ہے کہ اذا قرأ فانصتوا کے بیان میں سلیمان تیمی منفرد ہے۔ یہاں بھی حق اہل اجماع کے ساتھ ہے، کیونکہ سلیمان تیمی کے متابع بھی ہیں اور شواہد بھی اور خود امام بخاریؒ اپنی بخاری میں ج ۱ / ص ۲۰۲ پر تسلیم فرماتے ہیں کہ زیادت ثقہ مقبول ہے۔

چوتھا اعتراض :۔

چوتھا اعتراض یہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس میں فاتحہ کے وقت انصات کا حکم نہیں بلکہ بعد والی سورۃ جب امام پڑھے اس وقت انصات کا حکم ہے۔ امام بخاریؒ نے یہی تاویل کرنے کے لئے حدیث پاک کا مکمل متن درج نہیں کیا تھا۔ اب مکمل متن آپ کے سامنے ہے کہ وہ سورۃ جو امام نے تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنی ہے اس وقت مقتدی خاموش رہیں گے، وہ فاتحہ ہی ہے اور وہ سورۃ جو امام نے آمین سے پہلے ختم کرنی ہے اس وقت مقتدیوں نے خاموش رہنا ہے، وہ صرف فاتحہ ہی ہوتی ہے اور مقتدی کو اس سورۃ کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہے، جس سورۃ میں امام نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھنا ہے اور وہ

فاتحہ ہی ہوتی ہے اور امام بخاریؒ کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ فاتحہ کے علاوہ باقی ۱۱۳ سورتیں تو حدیث عبادہؓ میں ہی منع ہو چکی تھیں، اب ایک فاتحہ ہی باقی رہتی تھی جس سے روکنے کے لئے آیت انصات نازل ہوئی اور حدیث انصات نے اس کی تفصیل کر دی کہ اس سے فاتحہ ہی مراد ہے۔ دراصل اس مسئلہ میں امام بخاریؒ خود پریشان ہیں، جب وہ آیت انصات کو قرأت خلف الامام کے لئے مان چکے ہیں تو حدیث انصات جو اسی آیت کی تشریح ہے، کو ضعیف کہنے سے کیا فائدہ؟ پھر وہ مستقل باب باندھ کر آئے ہیں کہ مقتدی کو قرأت آہستہ پڑھنی چاہیئے اور اس باب میں حدیث عبادہؓ لائے ہیں کہ امام کے پیچھے صرف فاتحہ آہستہ پڑھنی ہے اور کوئی سورۃ آہستہ بھی نہیں پڑھنی۔ اب فرماتے ہیں کہ مقتدی کو انصات کا حکم فاتحہ کے بعد والی سورۃ کے لئے ہے کہ جب امام بعد والی سورۃ پڑھے تو مقتدی وہ سورۃ آہستہ بھی نہ پڑھے، یہی معنی انصات کا ہے۔ امام بخاریؒ اگر انصات کا تعلق فاتحہ سے جوڑتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ آہستہ پڑھنا انصات کے خلاف نہیں اور جب انصات کا تعلق بعد والی سورۃ سے جوڑتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مقتدی کا آہستہ پڑھنا بھی انصات کے خلاف ہے اور یہی حق ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

پانچواں اعتراض :۔

پانچواں اعتراض یا تاویل یہ ہے کہ جب امام سکتہ کرے تو مقتدی پڑھے اور جب امام پڑھے تو مقتدی انصات کرے۔ امام بخاریؒ کی اس تاویل سے بھی انصات کا معنی صاف ہو گیا، کیونکہ جب امام سکتہ کرے گا تو مقتدی بقول بخاریؒ آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھے گا اور جب امام قرأت کرے گا تو مقتدی آہستہ بھی کچھ نہ پڑھے گا، بلکہ انصات کرے گا۔ معلوم ہوا کہ آہستہ پڑھنا بھی انصات کے خلاف ہے۔ رہی سکتات والی بات تو ایک بھی حدیث سے ثابت نہیں کہ امام پر اتنا سکتہ فرض ہے کہ جس میں مقتدی فاتحہ پڑھ لیں۔ امام بخاریؒ نے اسی لئے اس حدیث کا پورا

متن درج نہیں فرمایا، ورنہ یہ تاویل نہ چل سکتی۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے نماز با جماعت کا طریقہ سکھایا اور امام اور مقتدی میں اکثر جگہ اشتراک رکھا۔ امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو۔ امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ امام سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔ ان سب میں اشتراک رکھا کہ یہ کام امام بھی کرے گا، مقتدی بھی کرے گا۔ مگر یہاں تقسیم فرمادی کہ امام کا کام قرأت ہے، مقتدی کا کام انصات ہے جیسے خطبہ جمعہ کے وقت خطیب خطبہ پڑھے گا، باقی انصات کریں گے۔ اب اگر مقتدی بھی سکتات میں قرأت کرے گا تو تقسیم باقی نہ رہے گی۔ امام نے قرأت بھی کی، انصات بھی کیا اور مقتدی نے قرأت بھی کی اور انصات بھی کیا، تو قرآن و سنت نے جو وظیفہ تقسیم کیا تھا وہ تقسیم باطل ہو گئی۔

چھٹا اعتراض :۔

آخر میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس فاتحہ کی تعیین نہیں۔ اگر امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ لفظ فاتحہ نہیں تو بجا ہے۔ اگر مراد یہ ہے کہ یہاں فاتحہ مراد نہیں تو بالکل غلط ہے تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت فاتحہ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ خود اس رسالہ میں امام بخاریؒ کئی احادیث اس پر درج کر آئے ہیں اور آمین سے پہلے امام فاتحہ ہی ختم کرتا ہے اور آیت **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** پڑھ کر ختم کرتا ہے۔

حدیث انصات (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) :۔

(۲۶۵)...... وروی ابو خالد الاحمر عن ابن عجلان عن زید بن اسلم او غیرہ عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : انما جعل الامام لیؤتم بہ زاد فیہ و اذا قرأ فانصتوا۔

ترجمہ ...... روایت کیا ابو خالد احمر نے ابن عجلان سے، اس نے زید بن

اسلم وغیرہ سے، اس نے ابو صالح سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ امام اسلئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی تابع داری کی جائے اور اس حدیث میں یہ بات زیادہ روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(۲۶۶)......وروی عبد الله عن الليث عن ابن عجلان عن ابی الزنادعن الاعرج عن ابی هريرة وعن ابن عجلان عن مصعب بن محمد والقعقاع وزيد بن اسلم عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم۔

(۲٦٧)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عثمان قال حدثنا بكر عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم ولم يذكروا فانصتوا ولا يعرف هذا من صحيح حديث ابی خالد الاحمر، قال احمد اراه كان يدلس۔

ترجمہ (۲۶۶، ۲٦٧)...... اور عبد الله عن الليث عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة۔ ابن عجلان عن مصعب بن محمد و القعقاع و زيد بن اسلم عن ابی صالح عن ابی هريرة۔ ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة کی سندوں میں اذا قرأ فانصتوا نہیں ہے اور نہیں معلوم کہ یہ ابو خالد کی صحیح حدیث ہے۔ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ وہ تدلیس کرتا تھا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔(مسلم ج۱/ ص۱۷۴)امام نسائیؒ جو امام بخاریؒ کے شاگرد ہیں، وہ حدیث عبادہؓ (جس میں ہے کہ امام کے پیچھے قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو مگر فاتحہ) درج کر کے اس کے بعد آیت انصات اور اس کی تشریح وتفصیل میں یہی حدیث انصات (حضرت ابو ہریرہؓ والی) لائے ہیں اور یہ بات واضح طور پر سمجھا دی ہے کہ قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنی منع

ہیں، یہ بات تو فرش والے یعنی نبی علیہ نے فرمادی تھی۔ اب صرف فاتحہ سے منع کرنا باقی تھا، اس کے لئے عرش والے نے آیت انصات نازل فرمائی اور نبی علیہ نے وضاحت فرمادی کہ یہ انصات کا حکم اسی سورۃ کے لئے ہے جس سے امام قرأت شروع کرتا ہے، اسی سورۃ کے لئے ہے جو امام نے آمین سے پہلے ختم کرنی ہے اور وہ فاتحہ ہی ہے، اسی سورۃ کے لئے ہے جس میں آیت **غیر المغضوب علیهم و لا الضالین** ہے اور وہ فاتحہ ہی ہے اور امام نسائیؒ نے ابو خالد احمر کا متابع محمد بن سعد انصاری بیان کر کے اپنے استاذ محترم امام بخاریؒ کو سمجھادیا کہ آپ کو اگر متابع نہیں ملا تو ہمیں تو متابع مل گیا ہے۔

(۲۶۸)...... **قال ابو السائب عن ابی هريرة اقرأبهافی نفسك۔**

ترجمہ ...... ابو ہریرہؓ سے ابو سائب نے روایت کیا : **اقرأبهافی نفسك** یعنی فاتحہ کو دل ہی دل میں سوچ لیا کر۔

(۲۶۹)...... **وقال عاصم عن ابی صالح عن ابی هريرة اقرأ فيما يجهر۔**

ترجمہ ...... عاصم نے کہا کہ ابو صالح نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ قرأت کر جب امام جہر کرے۔

(۲۷۰)...... **وقال ابو هريرة كان النبی صلی الله علیه وسلم یسکت بین التکبیر و القراء ة فاذا قرأفی سکتة الامام لم یکن مخالفاً لحدیث ابی خالد لأنه یقرأ فی سکتات الامام فاذا قرأ أنصت۔**

ترجمہ ...... کہا ابو ہریرہؓ نے کہ نبی علیہ تکبیر اور قرأت کے درمیان سکتہ کرتے تھے۔ تو اگر سکتہ میں مقتدی قرأت کر لے تو یہ ابو خالد کی حدیث کے خلاف نہیں، کیونکہ وہ امام کے سکتات میں پڑھتا ہے جب امام قرأت کرتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے۔

(۲۷۱)...... **وروی سهیل عن ابیه عن ابی هريرة عن النبی صلی الله علیه**

وسلم ولم یقل مازاد ابو خالد۔

ترجمہ ...... اور سہیل نے اپنے باپ سے، اس نے ابو ہریرہؓ سے نبی ﷺ کی حدیث روایت کی ہے اس میں وہ الفاظ نہیں جو ابو خالد نے زیادہ روایت کئے ہیں۔

(۲۷۲)...... وکذلک روی ابو سلمة و همام و ابویونس وغیرواحد عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم ولم یتابع ابو خالد فی زیادته۔

ترجمہ ...... اسی طرح ابو سلمہ، ہمام اور ابو یونس وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے نبی پاک ﷺ کی حدیث نقل کی ہے۔ کسی نے ابو خالد کی اس زیادت میں متابعت نہیں کی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث انصات بالکل صحیح ہے مگر امام بخاریؒ عجیب مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ فقرہ حضرت ابو ہریرہؓ کی ہر ہر حدیث میں ہو تو مانا جائے ورنہ نہیں۔ اس طرح تو سب احادیث کا انکار کرنا پڑے گا۔ جب سند صحیح ہے اور حدیث بھی صحیح ہے تو اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

ایک اعجوبہ :۔

امام بخاریؒ نے نمبر ۲۴۲، ۲۴۴ میں مانا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا یہ قول نبی ﷺ کے خلاف ہے اور وہاں ان کے اقوال کا جواب دیتے ہوئے نبی پاک ﷺ سے یہ اصول نقل کیا ہے کہ جب تم میں اختلاف ہو جائے فحکمه الی الله و محمد کہ وہاں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننا چاہیے۔ اب یہاں آیت انصات اور حدیث انصات میں اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کا فیصلہ مل گیا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے خلاف کسی کا قول بھی مل جاتا تو امام بخاریؒ کو وہ قول چھوڑ کر اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننا چاہیے تھا مگر امام بخاریؒ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مقابلے میں حضرت ابو ہریرہؓ کا قول اقرأبها فی نفسک سے اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ٹھکرا رہے ہیں، حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ کے قول کا ایسا معنی ہو سکتا ہے

جو اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے نہ ٹکرائے کہ جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو دل کو اس کی طرف متوجہ رکھو اور دل ہی دل میں اس کو سوچتے جاؤ۔

باب من قرأ فی سکتات الإمام و اذا کبر و اذا اراد ان یرکع

جو شخص امام کے سکتات کے وقت قرأت کرے، جب امام تکبیر تحریمہ کے بعد سکتہ کرے اور جب رکوع سے پہلے سکتہ کرے

(۱)......امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ آیت انصات نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (مغنی ابن قدامہ ج۱/ ص ۶۰۵)

(۲)......اس پر بھی اجماع ہے کہ جہری نمازیں یقیناً حکم انصات میں شامل ہیں۔

(۳)......اس پر بھی چاروں ائمہ کا اجماع ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے، نماز جہری ہو یا سری۔

(۴)......اس پر بھی اجماع ہے کہ فاتحہ کے علاوہ ۱۱۳ سورتیں حکم انصات میں شامل ہیں اور بالا جماع یہاں انصات کا معنی یہی ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ نہ بلند آواز سے پڑھے، نہ آہستہ آواز سے۔

خود امام بخاریؒ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ آیت انصات میں قرأت کا حکم امام کو ہے اور انصات کا حکم مقتدیوں کو۔ اب ایک آیت انصات اور احادیث انصات کی مخالفت سے بچنے کے لئے امام بخاریؒ نے چاروں اماموں کے خلاف ایک نرالا طریقہ اختیار کیا ہے کہ امام تکبیر تحریمہ کے بعد اتنی دیر خاموش رہے کہ مقتدیوں کی پہلی شفٹ سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔ اس وقت مقتدی قرأت کریں گے اور امام

انصات۔ پھر امام قرأت شروع کرے فاتحہ و سورۃ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں گے اور امام قرأت کرے گا۔ پھر امام دوسری مرتبہ انصات کرے گا اور مقتدیوں کی پہلی شفٹ بھی انصات کرے گی اور دوسری شفٹ قرأت کرے گی۔ اس طرح ہر رکعت میں امام پر دو انصات فرض ہوں گے اور ایک قرأت فرض ہو گی اور مقتدیوں میں سے بعض پر ہر رکعت میں دو انصات اور ایک قرأت اور بعض پر صرف ایک قرأت فرض ہوگی، انصات فرض نہ ہوگی۔ اس مسلک کے لئے ضروری تھا کہ امام بخاریؒ ہر رکعت میں اتنے لمبے دو سکتوں کی فرضیت ثابت کرتے جن میں مقتدی اپنا فرض قرأت فاتحہ کا ادا کر لیتے۔ مگر فرض واجب تو کیا اس کا استحباب بھی ثابت نہ کر سکے اور امام ابن تیمیہؒ نے تو فتاویٰ میں پوری ذمہ داری سے اس طریقے کو بدعت ثابت کیا ہے۔

(۲۷۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا صدقة قال اخبرنا عبد الله بن رجاء عن عبد الله بن عثمان بن خيثم قال قلت لسعيد بن جبير أقرأ خلف الامام ؟ قال : نعم و إن سمعت قراء ته انهم قد أحدثوا مالم يكونوا يصنعونه ، ان السلف كانُ إذا أم أحدهم الناس كبر ثم انصت حتىٰ يظن ان من خلفه قد قرأ فاتحة الكتاب ثم قرأ وانصتوا وقال الحكم بن عتيبة ابدره واقرأه۔

ترجمہ...... عبداللہ بن عثمان بن خیثم (تابعی صغیر مکی) کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر (کوفی) سے پوچھا کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟ کہا، ہاں اور اگرچہ تو اس کی قرأت سن رہا ہو۔ بے شک لوگوں نے نئی بدعت نکال لی ہے، پہلے ایسا نہ ہوتا تھا۔ بے شک سلف کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی امامت کراتا تو امام تکبیر کے بعد خاموش رہتا یہاں تک کہ اس کا گمان ہوتا کہ مقتدیوں نے فاتحہ پڑھ لی ہے۔ پھر امام پڑھتا اور مقتدی خاموش رہتے۔ حکم بن عتیبہ (کوفی) نے کہا: جلدی کر اور

پڑھ لے۔(راجع عبد الرزاق ج ۲ / ص ۱۳۴، ۱۳۵)

یہ نہ قرآن کی آیت ہے، نہ نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے، ایک تابعی کا قول ہے جس کا اسے خود اعتراف ہے کہ متروک العمل ہے پھر بعد میں ائمہ اربعہ کے ہاں بھی متروک الاحتجاج ہے۔ گویا اس قول کی مثال اس شاذ اور متروک قرأت کی ہے جو اگرچہ کسی صحابی یا تابعیؒ کی طرف منسوب ہو لیکن ساتوں قاریوں میں سے کسی نے نہ لی ہو تو سب کے ہاں متروک ہوتی ہے۔ اس قول کے مطابق تو سارے مسلمان بدعتی ہیں، اس لئے ابن تیمیہؒ نے ساری امت کو بدعتی قرار دینے کی بجائے سکتات کے قائل کو بدعتی قرار دیا ہے۔

(۲۷۴)...... **حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثناحمادعن محمدبن عمروعن ابی سلمة قال : للامام سکتتان فاغتنموا القراء ة فیهما بفاتحة الکتاب۔**

(۲۷۵)...... **وزاد هارون حدثنا ابو سعید مولیٰ بنی هاشم قال حدثنا حماد عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه۔**

ترجمہ (۲۷۴، ۲۷۵)...... محمد بن عمرو نے ابو سلمہ (۹۴ھ) المدنی یا ابوہریرہؓ المدنی (۵۹ھ) سے نقل کیا ہے کہ امام کے لئے دو سکتے ہیں، ان میں فاتحہ پڑھنے کو غنیمت جانو۔

اس پر مدینہ میں کوئی عمل ثابت نہیں۔

(۲۷۶)...... **حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا حماد عن هشام عن ابیه قال : یا بنی اقرؤا فیما یسکت الامام واسکتوا فیما جهر ولا تتم صلاة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فصاعداً مکتوبة و مستحبة۔**

ترجمہ ...... ہشام کو ان کے باپ کہتے ہیں کہ بیٹا! جب امام آہستہ پڑھے تو

قرأت کر لیا کر اور جب جہر پڑھے تو خاموش رہا کر۔ نماز پوری نہیں ہوتی جس میں فاتحہ اور کچھ اور نہ پڑھا جائے۔ فرض نماز ہو یا نفل۔

(۲۷۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سعید عن قتادة عن الحسن قال : تذاکراسمرة و عمران فحدث سمرة انه حفظ عن النبی صلی الله علیه وسلم سکتتین : سکتة اذا کبر و سکتة اذا فرغ من قراء ته فانکر عمران فکتبا الی ابی بن کعب و کان فی کتابه اوفی رده الیهما حفظ سمرة۔

ترجمہ ...... حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ سمرہؓ اور عمران باتیں کر رہے تھے۔ سمرہؓ کہتے تھے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد رکھے ہیں، تو عمران نے اس کا انکار کیا۔ جب دونوں نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سمرہؓ کو ٹھیک یاد ہے۔

ظاہر ہے کہ پہلا سکتہ ثناء کا تھا اور دوسرا آمین کا۔

(۲۷۸)......حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابو الولید و موسیٰ قالا حدثنا حماد بن سلمة عن حمید عن الحسن عن سمرة رضی اللّٰه عنه قال : کان للنبی صلی الله علیه وسلم سکتتان سکتة حین یکبر و سکتة حین یفرغ من قراء ته زاد موسیٰ فانکر عمران بن حصین فکتبوا الی ابی بن کعب فکتب ان صدق سمرة۔

ترجمہ ...... حضرت سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز میں دو سکتے تھے۔ ایک تحریمہ کے وقت (ثناء پڑھتے) اور دوسرا قرأت (فاتحہ) کے بعد (کہ آہستہ آمین کہتے) تو عمران بن حصینؓ نے انکار کیا (کیونکہ دوسرا سکتہ بہت کم تھا۔ گویا نہ ہونے کے برابر تھا) جب دونوں نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا تو انہوں نے سمرہؓ کی تصدیق کی۔

(۲۷۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابو عاصم قال انبانا ابن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی هریرة : ثلاث قد ترکهن الناس مافعلهن رسول الله صلی الله علیه وسلم : کان یکبر اذا قام إلی الصلاة و یسکت بین التکبیر والقراء ة ویسأل الله من فضله وکان یکبر فی کل خفض ورفع۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ تین چیزیں چھوڑ چکے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے (یعنی امام بن کر بلند آواز سے، بعض ائمہ زیادہ بلند نہ کرتے تھے) اور تکبیر (تحریمہ) اور قرأت (فاتحہ) کے درمیان سکتہ کرتے تھے (بعض اہل مدینہ ثناء کو ضروری نہ جان کر ترک کر دیتے تھے) اور ہر اونچ نیچ پر (بلند آواز سے) تکبیریں کہتے (بعض نے زیادہ بلند کرنا چھوڑ دیا تھا)۔

اس میں صرف ایک سکتے کا ذکر ہے اور وہ بھی ثناء کے لئے۔

(۲۸۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد قال اخبرنا عبد الله قال حدثنا سفیان عن عمارة بن القعقاعُ عن ابی زرعة عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یسکت إسکاتة عن تکبیرة تفتتح الصلاة۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تکبیر تحریمہ کے ساتھ سکتہ کرتے (ثناء کے لئے)۔

(۲۸۱)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن محمد بن عبد الرحمٰن قال سمعت عبد الرحمٰن الاعرج قال صلیت مع ابی هریرة فلما کبر سکت ساعة ثم قال الحمد لله رب العالمین۔

ترجمہ...... عبدالرحمٰن بن اعرج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ نماز پڑھی، جب انہوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی تو تھوڑا سا خاموش رہے اور پھر الحمد للہ رب العالمین. (فاتحہ) پڑھی۔

(۲۸۲)...... قال البخاري : تابعه معاذ و ابو داؤد عن شعبة۔

ترجمہ...... بخاری نے کہا: معاذ اور ابو داؤد نے شعبہ سے متابعت کی ہے۔

اس کی وضاحت تو خود بخاری ج ۱ / ص ۱۰۳ پر ہے کہ حضور ﷺ نے ایسا کیا۔ جب ابو ہریرہؓ نے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے **اللهم باعد بيني۔ الدعاء۔** پڑھی ہے، تو یہ ثناء کا سکتہ ہوا نہ کہ قرأت کا۔

(۲۸۳) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنامحمد بن عبيد الله قال حدثنا ابن ابی حازم عن العلاء عن ابيه عن ابی هريرة قال اذا قرأالامام بأم القران فاقرأبها واسبقه فإن الامام إذا قضى السورة قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قالت الملائكة : آمين فاذا وافق قولك قضاء الامام أم القرآن كان قمناً أن يستجاب۔

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کہ جب امام ام القرآن پڑھے تو تو بھی پڑھ اور امام سے پہلے پڑھ لے۔ بے شک جب امام سورۃ (فاتحہ) ختم کرتا ہے اور **ولا الضالين** کہتا ہے تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اگر تیرا قول (آمین) ختم فاتحہ امام پر اس کے موافق ہو گیا تو قبولیت کی امید ہے۔

یہ ایک شاذ قول ہے جو احادیث مرفوعہ اور تعامل امت کے خلاف ہے کیونکہ خود ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث میں ثابت ہے کہ یہ سکتہ ثناء کے لئے ہے اور خود حضرت ابو ہریرہؓ سے دوسری مرفوع حدیث میں ہے کہ **انما جعل الامام ليؤتم به** یعنی امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ مقتدی اس کی تابع داری کریں اور تابع داری امام سے پیچھے رہنے میں ہے نہ کہ آگے بڑھنے میں۔ کوئی مقتدی امام کے رکوع

میں جانے سے پہلے رکوع سے فارغ ہو جائے یا امام کے سجدہ میں جانے سے پہلے سجدہ سے فارغ ہو جائے تو اس کو کوئی امام کا تابع دار نہیں کہتا۔ تو جو مقتدی امام کے فاتحہ شروع کرنے سے پہلے فاتحہ سے فارغ ہو جائے وہ تابع دار کیسے رہا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مرفوع حدیث مروی ہے کہ اذا قرأ فانصتوا یہاں حضرت ﷺ نے تقسیم فرمادی کہ امام کا وظیفہ قرأت ہے اور مقتدی کا انصات۔ تو جب مقتدی نے بھی قرأت کرلی تو تقسیم کہاں باقی رہی۔ خود امام بخاریؒ پیچھے حدیث لکھ آئے ہیں کہ بوقت اختلاف اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کی ہی بات ماننی چاہیے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کی اس تقسیم (کہ امام کا حق قرأت ہے اور مقتدی کا انصات) کو ابو ہریرہؓ کے ایک شاذ قول سے رد کر رہے ہیں۔

(۲۸۴)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا معقل بن مالك قال حدثنا ابو عوانة عن محمد بن اسحاق عن عبد الرحمن الأعرج عن ابی هريرة قال اذا ادركت القوم ركوعاً لم تعتد بتلك الركعة۔

ترجمہ...... اعرجؒ ابو ہریرہؓ کا قول بیان کرتے ہیں کہ جب تو قوم کو رکوع میں پائے تو اس رکعت کو شمار نہ کرنا۔

اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے اور اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ بلکہ منکر ہے۔

باب القراءة فی الظهر فی الأربع كلها

ظہر کی چار رکعات میں قرأت کرنی چاہیے

(۲۸۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال و قال إسماعيل حدثنی

مالك بن انس عن ابی نعیم وھب بن کیسان أنه سمع جابربن عبد الله یقول : من صلی رکعة لم یقرأ فیها بأم القرآن فلم یصل الا وراء الا مام۔

ترجمہ ...... حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو (تو کسی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھے)۔

امام ترمذیؒ نے اس کو حسن صحیح فرمایا ہے۔

(۲۸۶)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابو عاصم عن الأوزاعی قال حدثنا یحییٰ بن أبی کثیر عن عبد الله بن أبی قتادة عن أبیه عن النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی الظهر فی الرکعتین بفاتحة الکتاب و سورة وفی العصر مثل ذلك۔

ترجمہ ...... حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی (پہلی) دو رکعات میں فاتحہ اور سورۃ پڑھتے تھے (امام بن کر)۔

(۲۸۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا مسعر عن یزید الفقیر قال سمعت جابر بن عبد الله یقول :یقرأ فی الرکعتین الاولیین بفاتحة الکتاب و سورة سورة و فی الاخریین بفاتحة الکتاب و کنا نتحدث أنه لاتجزی صلاة إلا بفاتحة الکتاب۔

ترجمہ ...... یزید الفقیر حضرت جابرؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ پہلی دو رکعات میں سے ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ پڑھی جائے اور آخری دو رکعات میں فاتحہ پڑھی جائے۔ ہم بیان کرتے تھے کہ نماز نہیں ہوتی جس میں فاتحہ (اور کچھ زائد) نہ پڑھی جائے۔

فما زاد کا لفظ ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۳۷۱ پر موجود ہے، مگر امام بخاریؒ نے یہاں نقل نہیں کیا۔ اس کا تعلق مقتدی سے نہیں ہے۔

(۲۸۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا موسیٰ قال حدثنا همام عن یحییٰ عن عبد الله بن ابی قتادة عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی الظهر فی الاولیین بفاتحة الکتاب و سورتین و فی الرکعتین الاخریین بأم الکتاب و یسمعنا الایة ویطول فی الرکعة الا ولیٰ مالا یطیل فی الرکعة الثانیة و هٰکذا فی العصر و هٰکذا فی الصبح۔

ترجمہ...... حضرت ابو قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (امام بن کر) ظہر کی پہلی دو رکعات میں فاتحہ اور دو سورتیں بھی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعات میں ام الکتاب اور کبھی کوئی آیت ہمیں سنا بھی دیتے اور پہلی رکعت کو دوسری سے زیادہ لمبا فرماتے۔ اسی طرح عصر میں کرتے اور اسی طرح صبح میں۔

اس میں مقتدی کا ذکر نہیں، امام کا ہے۔

(۲۸۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا إبراهیم بن موسیٰ عن عباد بن العوام عن سعید بن جبیر عن ابی عبید عن انس أن النبی صلی الله علیه وسلم قرأ فی الظهر بسبح اسم۔

ترجمہ...... حضرت انسؓ سے روایت کہ نبی ﷺ نے (امام بن کر) ظہر میں سبح اسم پڑھی۔

(۲۹۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد قال حدثنا عفان قال حدثنا سکین بن عبد العزیز قال حدثنا المثنیٰ الاحمر قال حدثنی عبد العزیز بن قیس قال أتینا أنس بن مالك فسألناه عن مقدار صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فأمر نضر بن انس او احد بنیه فصلی بنا الظهر او العصر فقرأ و المرسلٰت وعم یتسآء لون۔

ترجمہ...... عبد العزیز بن قیس کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت انسؓ

تشریف لائے تو ان سے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی مقدار کے بارے میں پوچھا تو اپنے بیٹے نضر کو حکم دیا، پس اس نے ہم کو ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی تو والمرسلٰت اورعم یتسآء لون پڑھیں۔

یہ بھی امام کی قرأت کا بیان ہے۔

(۲۹۱) ...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا سعید بن سلیمان قال حدثنا عباد بن العوام عن جبیر قال حدثنی ابو عوانة عن انس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی الظهر بسبح اسم ربك الاعلی۔

ترجمہ ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (امام بن کر) ظہر میں سبح اسم ربك الا علیٰ پڑھی۔

(۲۹۲) ......حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا ابو بکر الحنفی قال حدثنا کثیر بن زید عن المطلب عن خارجة ابن زید قال حدثنی زید بن ثابت قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ یطیل القراء ۃ فی الظهر و یحرك شفتیه فقد أعلم أنه لا یحرك شفتیه الا و هو یقرأ۔

ترجمہ ...... حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (امام بن کر) ظہر میں قرأت کرتے تو آپ ﷺ کے ہونٹ مبارک ہلتے۔ میں جانتا کہ آپ ﷺ کے ہونٹ مبارک نہیں ہل رہے مگر قرأت سے۔

(۲۹۳)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا مسدد قال حدثنا هشیم عن منصور بن زا ذان عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری قال حزرنا قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الظهر والعصر فی الرکعتین الاولیین من الظهر قدر ثلاثین آیة و قیامه فی الاخریین علی النصف من ذلك وحزرنا قیامه فی العصر فی الرکعتین الاولیین علیٰ قدر الأخریین

من الظهر والأخريين من العصر على النصف من ذلك ۔

ترجمہ...... حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو ظہر کی پہلی دو رکعات میں ۳۰ آیات اور ظہر کی پچھلی دو رکعات میں ۱۵ آیات اور عصر کی پہلی دو رکعات میں ۱۵ آیات اور عصر کی آخری دو رکعات میں اس سے نصف تھا (یعنی امام بن کر)۔

(۲۹۴)......حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی بن عبد الله قال حدثنا زيد بن حباب قال حدثنا معاوية قال انبانا ابو الزاهرية قال حدثنی كثير بن مرة أنه سمع أبا الدرداء يقول : سئل النبی صلی الله عليه وسلم :افی كل صلاة قراء ة ؟ قال : نعم۔

ترجمہ...... حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہر نماز میں قرأت ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(۲۹۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الأعمش قال حدثنا عمارة عن ابی معمر قال سألنا خبابا: أكان رسول الله صلی الله عليه وسلم يقرأ فی الظهر والعصر ؟ قال نعم قلنا بأی شیٔ كنتم تعرفون ؟ قال باضطراب لحية۔

ترجمہ...... ابو معمر کہتے ہیں کہ میں نے خبابؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے؟ کہا: ہاں، ہم نے کہا تم کیسے پہچانتے تھے؟ کہا: آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

(۲۹٦)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا حماد عن سماك عن جابر بن سمرة قال كان رسول الله ﷺ يقرأ فی الظهر والعصر بالسمآء والطارق والسمآء ذات البروج و نحوهما من السور۔

ترجمہ...... حضرت جابر بن سمرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر

اور عصر میں والسمآء والطارق اور والسمآء ذات البروج اور ان جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔

(۲۹۷)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی قال حدثنا ابو بکر الحنفی قال حدثنا کثیر بن زید عن المطلب عن خارجة ابن زید قال حدثنی زید بن ثابت قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ ایطیل القراء ة فی الظهر و العصر و یحرك شفتیه فقد أعلم أنه لا یحرك شفتیه الا وهو یقرأ۔

ترجمہ...... حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نماز ظہر اور عصر میں لمبی قرأت کرتے اور اپنے ہونٹ مبارک ہلاتے، میں جانتا کہ آپ ہونٹ نہیں ہلاتے مگر اس لئے کہ قرأت کرتے۔

(۲۹۸)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا علی بن ابی هاشم قال حدثنی ایوب بن جابر عن بلال بن المنذر عن عدی بن حاتم صلی لنا الظهر فقرأ بالنجم والسمآء و الطارق ثم قال : ما آلوأن أصلی بکم صلاة النبی صلی الله علیه وسلم وأشهدأن هٰذا کذاب ثلاث مرات یعنی المختار ثم مات بعد ذلك بثلا ثة ایام۔

ترجمہ...... ہلال بن منذر سے روایت ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ نے ہمیں ظہر پڑھائی اور سورۃ النجم اور سورۃ الطارق پڑھیں اور فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ والی نماز میں کوئی کمی نہیں کی۔ پھر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مختار (ثقفی) کذاب ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے تین دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

(۲۹۹)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزهری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب۔

ترجمہ...... حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں نماز اس کی جو فاتحہ نہ پڑھے۔

(۳۰۰)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن جعفر بن علی بیاع الأنماط عن ابی عثمان عن أبی هریرة قال امرنی النبی صلی الله علیه وسلم أن أنادی لا صلاة إلا بقراءة فاتحة الکتاب فما زاد۔

ترجمہ...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ میں منادی کرادوں کہ نماز نہیں ہوتی جب تک فاتحہ اور کچھ زائد نہ پڑھا جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

راویان احادیث جزء القراءة

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جزء رفع اليدين

بسم الله الرحمٰن الرحيم

قال ابو عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم البخاری : الرد علىٰ من انكر رفع الايدی فی الصلوٰة عند الركوع و اذا رفع رأسه من الركوع وابهم على العجم فی ذلك تكلفا لما لا يعنيه فيما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه فعله وروايته عن اصحابه ثم فعل اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم والتابعين واقتداء السلف بهم فی صحة الأخبار بعض عن بعض الثقة من الخلف العدول رحمه الله وانجز لهم ما و عدهم علىٰ ضغينة صدره و حرجة قلبه و نفارًا عن سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما يحمله واستكنان و عداوة لاهلها لشوب البدعة لحمه وعظامه ومخه واكتسبه باحتفاء العجم حوله اغترارًا۔

ترجمہ ......امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری (۲۵۶ھ) نے اس شخص (امام نخعیؒ) کے رد میں یہ رسالہ لکھا ہے جو شخص نماز میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین سے منکر ہوئے۔ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے محض تکلف سے اس مسئلہ کو ناواقف لوگوں سے جو سب اہل عجم ہیں اس مسئلہ کو مبہم رکھا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے (گویا قول اور تقریر یہاں ثابت ہی نہیں) اور (بعض) صحابہ سے یہ مروی ہے اور (بعض) صحابہ اور تابعین کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے پیروی کی ہے ان خبروں کی جو سلف سے بعض ثقات نے بعض ثقات سے روایت کیں، ان پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور اپنے وعدوں کو پورا فرمائیں ۔ علی الرغم منکر کے بغض قلبی اور بد دلی کے اور سنن رسول ﷺ سے

بھاگنے اور ان کے اہل سے عداوت رکھنے کے، کیونکہ بدعت اس کے گوشت، ہڈیوں اور گودے تک سرایت کر گئی ہے اور یہ انکار اس لئے کیا کہ اس کے گرد اہل عجم کا مجمع دیکھ کر وہ دھوکے میں پڑ گیا۔

حضرت امام بخاریؒ ۲۵۶ھ تبع تابعی بھی نہیں ہیں، مگر آپ یہ رسالہ ایک جلیل القدر تابعی امام ابراہیم نخعی کے خلاف لکھ رہے ہیں کیونکہ وہ رفع یدین کی حدیث سن کر ناراض ہوئے تھے (موطا محمد، طحاوی) اور امام بخاریؒ کو یہ بھی تسلیم ہے کہ سب اہل عجم اہل اسلام اس مسئلہ رفع یدین میں امام ابراہیم نخعیؒ کے گرد ہیں یہ سب لوگ اس کو سنت کہنے سے نفرت کرتے ہیں، ظاہر ہے وہ تابعین اور تبع تابعین ہیں جو امام ابراہیم نخعیؒ کے گرد ہیں۔ اگرچہ امام بخاریؒ نے یہ تو اعتراف فرمالیا ہے کہ عجم کے تمام اہل اسلام آپ کے زمانہ تک تحریمہ کے بعد رفع یدین کو سنت ماننے سے انکار کرتے تھے۔ مگر یہ بیان نہیں فرمایا کہ حجاز میں مدینہ منورہ کے جلیل القدر تبع تابعی حضرت امام مالکؒ بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کو ضعیف کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین کرنے والے کو نہیں پہچانتا (المدونہ) اور مکہ مکرمہ کے جلیل القدر تابعین امام میمون مکیؒ، امام نضر بن کثیر سعدیؒ اور امام وہیب بن خالدؒ کسی رفع یدین کرنے والے کو جانتے تک نہ تھے۔ (ابوداؤد) معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ تک خیر القرون کے عرب و عجم کے فقہاء و علماء اس پر تھے کہ تحریمہ کے بعد رفع یدین سنت نہیں، امام بخاریؒ نے جب خیر القرون کے علماء کے خلاف رکوع اور سجدے کی رفع یدین کو سنت کہا تو ظاہر ہے کہ مخالفت ہوئی تھی جس پر امام بخاری غصہ میں نظر آتے ہیں۔

وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی قائمة علی الحق لا یضرهم من خذلهم ولا خلاف من خالفهم ماض ذلك ابدا فی جمیع سنن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لإحیاء ما امیتت وان

کان فیھا بعض التقصیر بعد الحث والارادۃ علیٰ صدق النیۃ وان یقام للاسوۃ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبما ابیح علی الخلق فی افعال رسول اللہ علیہ وسلم فی غیر عزیمۃ حتیٰ یعزم علیٰ ترك فعل من نھی او عمل بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما امر اللہ خلقہ و فرض علیھم طاعتہ واوجب علیھم اتباعھم أیاہ۔

ترجمہ...... اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی۔ اس کا عدم تعاون کرنے والا کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور نہ مخالف کی مخالفت کارگر ہوگی اور آپ کی تمام سنتوں میں سے مردہ سنت کو زندہ رکھا جائے گا۔ اگرچہ صدق نیت ہوتے ہوئے آمادگی اور ارادہ کے بعد اس میں کچھ تقصیر واقع ہو جائے۔ رسول ﷺ کی زندگی ایک اسوۂ حسنہ ہے، اس بنا پر ان باتوں کو ترک نہیں کیا جائے گا کہ جو رسول ﷺ کے افعال سے مخلوق کے لئے اباحت کا درجہ رکھتی ہیں اور مؤکدہ نہیں ہیں جبکہ رسول ﷺ کے بیان کردہ اوامر و نواہی پر سختی سے عمل کیا جائے گا، جن کے بجالانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دیا اور اپنے رسول کی اطاعت ان پر فرض کی اور رسول کی اتباع ان پر لازم کی۔

امام بخاریؒ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ دو قسم پر ہے: ایک وہ جو آپ کے امر و نہی سے ثابت ہو اس میں نبی کی اتباع فرض و واجب ہے اور ایک وہ جو صرف فعل کی وجہ سے مباح اور جائز ہو چونکہ اس فعل پر امر و نہی نہیں پایا گیا اس لئے وہ مؤکدہ نہیں ہے۔ یہاں سے امام بخاریؒ اور اہل خیر القرون کا نقطۂ اختلاف واضح ہو گیا کہ جمہور خیر القرون کو فعل رفع یدین کے ساتھ ترک رفع یدین کی روایات اور عملی تواتر معلوم تھا۔ اس لئے وہ اس اختلافی رفع یدین کو سنت غیر مؤکدہ بھی نہیں مانتے تھے، لیکن امام بخاریؒ جمہور خیر القرون کے عمل تواتر کے خلاف اس کو سنت غیر مؤکدہ اور مباح سمجھتے تھے لیکن چونکہ یہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے

عملی تواتر کے خلاف تھی اس لئے اس کو مردہ سنت غیر مؤکدہ کہتے تھے، ان کے ہاں نہ یہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت مؤکدہ بلکہ جواز ولباحت کے درجہ میں ہے۔

وطاعتهم له طاعة نفسه عزوجل (ذو) المن والطول فقال : ومآ اتاكم الرسول فخذوه وما نها كم عنه فانتهوا اوقال : من يطع الرسول فقد اطاع الله. وقال فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما. وقال: فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة اويصيبهم عذاب اليم .وقال لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله و اليوم الاخر و ذكر الله كثيرا فرحم الله عبدًا ابتعان باتباع رسول الله صلى الله عليه وسلم واقتفاء من اثره ويستعيذ تبارك و تعالىٰ من سهو نفسه و تصلية رسله لقوله عزوجل فمن اتبع هدیٰ فلا يضل ولا يشقیٰ۔

ترجمہ ...... اور ان کا رسول کی اطاعت کرنا خود اللہ عزوجل بڑے احسان والے اور سخی کی اطاعت کرنا ہے اور (اوامر ونواہی میں) آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا: کہ ہمارا رسول جو تم کو دے وہ لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ اور نیز فرمایا: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر یہ بھی فرمایا: کہ یہ لوگ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک اپنے نزاعی معاملات میں آپ ﷺ کو حکم نہیں بناتے اور جو آپ نے فیصلہ کیا اس کو دل میں تنگی محسوس کئے بغیر تسلیم نہیں کرتے اور یہ دھمکی بھی دی ہے کہ وہ لوگ ڈر جائیں جو رسول ﷺ کے امر کی نافرمانی کرتے ہیں کہ ان کو کوئی فتنہ پہنچے یا کسی دردناک عذاب میں مبتلا ہوں۔ یہ ارشاد بھی فرمایا: کہ یقیناً تم میں سے اس کے لئے رسول ﷺ کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتا ہے۔ پس اللہ

تعالیٰ اپنے بندے پر رحم فرمائے جس نے (اوامر و نواہی میں) رسول ﷺ کی اتباع کر کے اور اس کے نقش قدم پر چل کر اس سے استعانت طلب کی ہے اور اس کو نفس کی بھول اور انبیاء علیہم السلام کی مخالفت سے پناہ دے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا ہے پس جس شخص نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بے نصیب۔

امام بخاریؒ نے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اوامر و نواہی پر چلنے کی تاکید میں آیات نقل فرمائیں مگر رفع یدین چونکہ امر نبویؐ سے ثابت نہیں اس کو مباح اور غیر مؤکدہ فرمایا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ اختلافی رفع یدین کو سنت غیر مؤکدہ کہتے ہیں، امام شافعیؒ کے مقلد ہیں کیونکہ یہ حکم کسی حدیث میں نہیں اور امام شافعیؒ امام محمدؒ اور امام مالکؒ کے شاگرد ہیں اور یہ دونوں امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ امام محمدؒ اور امام مالکؒ تبع تابعی ہیں اور امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں، مگر امام بخاریؒ اپنے امام کی تقلید میں اتنے مضبوط ہیں کہ امام شافعیؒ کے اساتذہ مجتہدین کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، تو امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین کو بھی حق ہے کہ ان خیر القرون کے مجتہدین کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے حضرت امام بخاریؒ کے اقوال کی تقلید سے پرہیز کریں اور خیر القرون کے مجتہدین کی تقلید میں اختلافی رفع یدین کے سنت غیر مؤکدہ ہونے کا بھی انکار کریں۔

احادیث جزءرفع یدین

(۱) ..... اخبرنا اسماعیل بن ابی یونس حدثنی عبد الرحمٰن بن ابی الزناد عن موسی بن عقبة عن عبد الله بن الفضل الهاشمی عن عبد الرحمن بن هرمز الاعرج عن عبیدالله بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه

اذا کبر للصلاۃ حذو منکبیه و اذا اراد ان یرکع و اذا رفع راسه من الرکوع واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلك۔

ترجمہ...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھاتے تھے کندھوں تک جب نماز کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعات سے کھڑے ہوتے، اسی طرح کرتے۔

حضرت امام بخاریؒ سے پہلے حضرت امام اعظمؒ (۱۵۰ھ) نے فرمایا کہ کسی فقیہ صحابی سے (جن کا فتویٰ دور نبوی ﷺ میں چلتا رہا) رفع یدین بوقت رکوع صحت کو نہیں پہنچتی۔ (مسند امام اعظمؒ ص ۵۰) امام مالکؒ (۱۷۹ھ) کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ضعیف بھی تھی اور آپؒ کسی رفع یدین (بعد تحریمہ) کرنے والے کو پہچانتے تک نہ تھے۔ (یعنی رفع یدین عملی تواتر کے خلاف تھی)۔ (المدونۃ الکبریٰ ج۱/ص ۷۱) اور امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ (۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ بدری صحابہ کرامؓ جو پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے اور نبی ﷺ کی نماز کو سب سے زیادہ جانتے تھے، کسی سے بھی رفع یدین بعد تحریمہ کی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی نہ ہی کسی بدری سے یہ رفع یدین کرنا صحت کو پہنچا، جب کہ ہمیں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نہایت مضبوط طریقہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (کتاب الحجہ ج۱/ص ۹۵) امام بخاریؒ اپنی جامع صحیح میں تو امام محمدؒ کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہ کر سکے، صرف دو صحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ کی حدیث لائے ہیں، ان میں سے بھی نہ کوئی بدری ہے نہ ان کی روایت میں دوام رفع یدین کا ذکر، نہ ان کا اپنا رفع یدین پر مواظبت کرنا۔ اسی لئے امام نسائیؒ (۳۰۳ھ) شاگرد امام بخاریؒ نے اپنی سنن میں ج۱/ص ۱۵۸ پر حضرت مالک بن حویرثؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی دونوں حدیثیں ذکر کر کے بعد میں **ترك ذلك** کا باب باندھ کر ان دونوں حدیثوں کو متروک العمل قرار دے

دیا ہے۔ ہاں امام مسلمؒ نے تھوڑی سے ہمت اور فرمائی کہ ایک مسافر صحابی حضرت وائل بن حجرؓ اور تلاش کر لیا، گویا عبداللہ بن عمرؓ، مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ سے نقل کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک آدھ دفعہ رکوع کے وقت رفع یدین کی، جیسے آپ ﷺ نے ایک آدھ مرتبہ کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ (بخاری ج۱/ص۳۶، مسلم ج۱/ص۱۳۸) مگر امام نسائیؒ نے ج۱/ص۱۶۱ پر یہ تینوں احادیث ذکر کر کے حدیث عبداللہ بن مسعودؓ سے ان تینوں کا متروک العمل ہونا ثابت کر دیا۔ الغرض امام بخاریؒ اپنی جامع صحیح میں کسی بدری صحابی سے رکوع کی رفع یدین کی حدیث نہ لا سکے۔ ہاں غیر بدری صحابہؓ میں سے صرف دو کی روایت لائے ہیں جن سے رفع یدین کا صرف اتنا ثبوت ہوتا ہے جتنا جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا۔ (بخاری ج۱/ص۵۶، مسلم ج۱/ص۲۰۸) یعنی بخاری، مسلم کے ثبوت کے مطابق جو رکوع کی رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کوئی جوتے پہن کر نماز پڑھے اور جو رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے جوتے اتار کر نماز پڑھنے والا اور ظاہر ہے کہ امت میں متواتر عمل اسی پر ہے۔

اس رسالہ میں امام بخاریؒ نے اپنے دادا استاد امام محمدؒ کے چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت کی ہے۔ اس لئے پہلی حدیث حضرت علیؓ سے لائے ہیں جو واقعتاً بدری صحابی ہیں۔ یہ حدیث امام بخاریؒ سے پہلے امام احمدؒ بھی لائے ہیں۔(مسند احمد ج۱/ص۹۳) اور بخاری کے بعد ابن ماجہ ص۶۲، ابو داؤد ج۱/ص۱۰۹، ترمذی ج۲/ص۱۷۹، ابن خزیمہ ج۱/ص۲۹۴، طحاوی ج۱/ص۱۰۹، دارقطنی ج۱/ص۱۰۷، بیہقی ج۲/ص۷۴ پر لائے ہیں۔ البتہ حضرت علیؓ کی حدیث امام بخاریؒ سے پہلے امام شافعیؒ کتاب الام ج۱/ص۹۶، مسند شافعی ج۱/ص۸۸، طیالسی ج۱/ص۲۲، عبدالرزاق ج۲/ص۱۵۵، ۱۶۳، ۱۶۴، مسند احمد ج۱/ص۹۵، ۱۱۹ اور آپ کے بعد مسلم ج۱/ص۲۶۳، ابو داؤد ج۱/ص۱۱۲، نسائی ج۱/ص۱۶۱، ۱۶۹، ترمذی ج۲/ص۱۷۸، ابو عوانہ

ج ۲/ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۶۸، ۱۸۷، ۱۸۸، ابن خزیمہ ج ۱/ص ۳۰۶، طحاوی ج ۱/ص ۱۱۴، دار قطنی ج ۱/ ۱۳۰، بیہقی ج ۲/ ص ۷۸ پر لائے ہیں مگر اس میں رفع یدین کا نام و نشان تک مذکور نہیں اور حضرت علیؓ کی حدیث جس میں حضرت عمران بن حصینؓ کی حضرت علیؓ کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کو نبی پاک ﷺ کی نماز کے مشابہ قرار دینے کا ذکر ہے اس میں بھی صرف تکبیروں کا ذکر ہے، رفع یدین کا نام و نشان تک نہیں۔ (دیکھو! طیالسی ج ۱/ص ۱۱۱، عبدالرزاق ج ۲/ص ۶۳، ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۲۴۱، احمد ج ۴/ص ۴۲۸، ۴۴۰، خود بخاری ج ۱/ص ۱۰۸، ۱۱۴، مسلم ج ۱/ص ۱۶۹، ابوداؤد ج ۱/ص ۱۲۱، نسائی ج ۱/ص ۱۶۴، ۱۷۶، ابن خزیمہ ج ۱/ص ۲۹۲، ابو عوانہ ج ۲/ص ۹۲، بیہقی ج ۲/ص ۶۸، ۱۳۴ پر ہے۔ اسی طرح امام مالکؒ نے ایک تیسری سند سے بھی حضرت علیؓ کی حدیث لکھی ہے (موطا ص ۲۵) اس میں بھی رفع یدین کا نام و نشان تک نہیں، صرف تکبیرات ہیں اور امام بخاریؒ کے استاد ابن ابی شیبہ نے ج ۱/ص ۲۴۰ پر حضرت علیؓ کی نماز کا جو طریقہ روایت کیا ہے اس میں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں۔ پانچویں سند سے حضرت عکرمہؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت علیؓ اور نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ روایت کیا ہے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۲۴۱، احمد ج ۱/ص ۳۲۷، بخاری ج ۱/ص ۱۰۸) اس میں بھی رفع یدین کا ذکر تک نہیں، اور چھٹی سند سے امام احمدؒ نے ج ۴/ص ۴۳۲ پر حضرت علیؓ کی نماز کا جو طریقہ نقل کیا ہے اس میں بھی رفع یدین کا نام تک نہیں۔ جب اتنی سندوں کے خلاف صرف ایک سند میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے تو امام بخاریؒ کے اصول پر تو اس کی سند صحیح بھی ہوتی تب بھی رفع یدین کا ثبوت نہ ہو سکتا جیسا کہ انہوں نے ایک جگہ پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا جواب صرف یہ دیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی تطبیق والی حدیث میں لم یعد نہیں اس لئے دوسری میں بھی ثابت نہیں اور جبکہ اس کی سند بھی ضعیف ہو اور خود امام بخاریؒ کو اس کا اقرار بھی ہو تو اس کو پہلے نمبر پر پیش کرنا اور یوں سمجھنا کہ امام محمدؒ کے چیلنج کا جواب ہو گیا ہے صحیح نہیں

۔اس سند میں موسیٰ بن عقبہ سے ابن جریج نے حدیث روایت کی ہے تو اس نے رفع یدین کا ذکر نہیں کیا اور صرف عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے ذکر کیا ہے۔ان دونوں راویوں میں کوئی تقابل ہی نہیں، امام بخاریؒ کی جامع صحیح میں ابن جریج سے سندیں بھری پڑی ہیں جب کہ جامع صحیح میں عبد الرحمٰن بن ابی الزناد سے ایک سند بھی نہیں لی۔ یہ عبد الرحمٰن بن ابی الزناد مدنی ہیں مگر امام مالک نے اپنی پوری کتاب موطا میں اس کی سند سے کوئی حدیث نہیں لی اور امام ترمذیؒ باب المسح علی الخفین ظاهر هما میں ابن ابی الزناد کی سند سے حدیث لکھ کر فرماتے ہیں: قال محمد (ای البخاری) و کان مالك یشیر بعبد الرحمٰن ابی الزناد۔ (ص ۲۹) یعنی امام بخاریؒ فرماتے تھے کہ امام مالکؒ اس عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے تھے۔امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ اس راوی کے بارے میں فرماتے ہیں: مضطرب الحدیث ضعیف۔ دوسرے استاد ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: ضعیف لا یحتج به لیس بشیء۔ (میزان الاعتدال) امام بخاریؒ کے تیسرے استاد امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں: کان عند اصحابنا ضعیفاً۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰/ ص ۲۲۸) یعنی ہمارے محدثین کے ہاں وہ ضعیف ہے۔امام بخاریؒ کے چوتھے استاد امام عبد الرحمٰن بن مهدیؒ نے بھی اس کو ضعیف کہا بلکہ اس کی تمام حدیثوں پر قلم پھیر دیا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰/ ص ۲۲۹) اس سند کا یہ حال ہے مگر امام بخاریؒ کا کمال ہے کہ ایسی حدیث سے نہ صرف یہ کہ استدلال کر رہے ہیں بلکہ اس کو پہلا نمبر قرار دے رہے ہیں۔جب پہلی دلیل کا یہ حال ہے تو باقی کا کیا حال ہو گا؟

جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ

مسح علی خفین کی حدیث میں یہ راوی کسی کا مخالف بھی نہیں تھا، وہاں اس کو ضعیف کہنا اور یہاں ابن جریج اور کتنی سندوں کے خلاف ہے پھر بھی استدلال۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

ایک اور کمال :۔

اولاً تو یہ راوی ہی خود امام بخاریؒ اور ان کے اساتذہ کے ہاں ضعیف ہے۔ ثانیاً ابن جریج اور کئی صحیح ترین سندوں کا مخالف ہے۔ ثالثاً اس میں اس ضعیف راوی کا شاگرد اور امام بخاریؒ کا بلاواسطہ استاد اسماعیل بن ابی یونس ہے جو خود مجہول ہے، اس کی توثیق ثابت ہی نہیں، اب تو یہ سند **ظلمات بعضھا فوق بعض** کے قبیل سے ہے۔

تحریف کا کمال :۔

غیر مقلدین نے جب دیکھا کہ ہم اسماعیل بن ابی یونس کو ثقہ ثابت نہیں کر سکتے تو جلال پور پیر والا سے غیر مقلدین نے جو جزء رفع یدین شائع کیا ہے اس میں اس راوی کا نام بدل کر اسماعیل بن ابی یونس کی بجائے اسماعیل بن ابی اویس کر ڈالا۔ بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

امام ترمذیؒ کا کمال :۔

امام ترمذیؒ نے ج ۱ / ص ۲۹ پر جہاں یہ راوی کسی دوسرے راوی کا مخالف نہ تھا، اس کا ضعیف ہونا امام مالکؒ اور امام بخاریؒ سے نقل کیا اور اس ضعف کو برقرار رکھا مگر جب یہی راوی رفع یدین کی حدیث میں آگیا اگرچہ وہ ابن جریج اور کئی سندوں کا مخالف ہے مگر اس حدیث کو حسن صحیح قرار دے دیا۔

جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

رکعتین یا سجدتین :۔

نمازی دو رکعات کے بعد تیسری رکعت میں اٹھتا ہے۔ اگر اس حدیث میں رکعتین کا لفظ ہو تو تیسری رکعت کے شروع کی رفع یدین کا ذکر ہوا، جس کا چاروں

ائمہ میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔ فقہ کے چاروں مذاہب کے متون اس رفع یدین کے ذکر سے خالی ہیں اور دو سجدوں کے بعد نمازی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کھڑا ہوتا ہے، تو اس حدیث میں دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر ہوا اور اس رفع یدین پر چاروں مذاہب تو کجا خود لا مذہب غیر مقلد بھی عامل نہیں اور نہ ہی خود امام بخاریؒ عامل ہیں۔

لفظ بدل ڈالا :۔

یہ حدیث جزء بخاری کے علاوہ تقریباً حدیث کی آٹھ کتابوں میں سند سے آئی ہے، ان سب میں لفظ سجدتین ہے کہ رفع یدین دو سجدوں سے اٹھ کر دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کرنا چاہئے، مگر امام بخاریؒ نے لفظ بدل کر رکعتین کر دیا۔ یہ بات امام بخاریؒ کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ آخر کار اسی رسالہ میں نمبر ۹ پر امام بخاریؒ نے اسی سند کے ساتھ سجدتین لکھ دیا۔

رکعتین اور سجدتین :۔

اگر ان دونوں لفظوں کو صحیح مان لیا جائے تو ہر ہر رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا پڑے گا، جس کے نہ چاروں مذاہب قائل ہیں اور نہ ہی لا مذہب غیر مقلدین۔ جب امام بخاریؒ کا اپنا ہی عمل اس حدیث پر ثابت نہ ہوا تو دوسروں کے سامنے اس کو بطور استدلال پیش کرنا کیسے درست رہا؟

جرح مفسر :۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن ابی الزناد صدوق تغیر حفظه لما قدم بغداد و کان فقیهاً۔ (تقریب) یعنی جب یہ بغداد آیا تو اس کا حافظہ بگڑ چکا تھا اور عجیب بات ہے کہ اس حدیث میں ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں اس سے روایت کرنے والا راوی سلیمان بن داؤد ہاشمی بغدادی ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ

جب تک اس کا حافظہ صحیح رہا اس نے رفع یدین کا نام تک نہیں لیا اور جب حافظہ بگڑ گیا تو رفع یدین کا ذکر کرنے لگا۔

تعامل اہل مدینہ :۔

اس سند کا راوی ابن ابی الزناد، موسیٰ بن عقبہ، عبد اللہ بن فضل، الاعرج، عبید اللہ سب مدنی ہیں اور اہل مدینہ کا تعامل ترک رفع یدین پر تھا۔ تو یہ ضعیف و منکر روایت متواتر تعامل کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ ان مذکورہ مدنی راویوں میں سے کسی ایک سے بھی رفع یدین ثابت نہ کر سکے۔

عمل علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔

امام محمدؒ (۱۸۹ھ)، امام ابن ابی شیبہؒ (۲۳۵ھ) اور امام طحاویؒ (۳۲۱ھ) نے حضرت کلیبؒ سے روایت کیا ہے رأیت علی بن ابی طالب رفع یدیه فی التکبیرة الاولیٰ فی الصلاة المکتوبة ولم یرفعهما فیما سویٰ ذلك ۔ یعنی میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپؓ نے پہلی تکبیر کے ساتھ نماز فرض میں دونوں ہاتھ اٹھائے اور پھر اس کے علاوہ کسی جگہ نہیں اٹھائے۔ اس کے برعکس امام بخاریؒ کسی ایک ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں کر سکے کہ حضرت علیؓ خود تحریمہ کے بعد رفع یدین کیا کرتے تھے۔ جب کہ رفع یدین نہ کرنے کی روایت کو امام بخاریؒ کے استاد امام محمدؒ نے جاء نا الثبت فرما کر مضبوط ترین دلیل قرار دیا ہے۔

اصحاب علیؓ :۔

امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ (۲۳۵ھ) نے حضرت ابو اسحاق السبیعی سے روایت کیا ہے کہ کان اصحاب عبد اللہ و اصحاب علی لا یرفعون ایدیهم الافی افتتاح الصلاة قال وکیع : ثم لا یعودون ۔ (ج ۱ / ص ۲۳۶) "حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھی نماز میں

صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور وکیع کی روایت میں ہے کہ پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے تھے" اس کے برعکس امام بخاریؒ کسی ایک ضعیف ترین سند سے بھی ثابت نہیں کر سکے کہ اصحاب علیؓ رکوع کے وقت یدین کرتے تھے۔

امام طحاویؒ کا جواب :۔

امام طحاویؒ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ اولاً تو رفع یدین والی حضرت علیؓ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کی خطاء ہے، ثانیاً حضرت علیؓ کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ایک سنت کو وہ خود ہی روایت بھی کریں اور پھر خود خلاف سنت نماز بھی پڑھیں۔ ایک دفعہ بھی وہ ایک نماز بھی سنت کے مطابق نہ پڑھیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ رفع یدین کی حدیث حضرت علیؓ کے نزدیک منسوخ تھی۔

اجماع اہل کوفہ :۔

حضرت علیؓ نے اپنا دار الخلافہ کوفہ بنایا، اس لئے یہ شہر علم و عمل کا بہت بڑا مرکز بن گیا۔ اس میں ترک رفع یدین پر اجماع تھا۔

دورِ صحابہؓ :۔

بخاری شریف ج ۱/ص ۳۶۲ کے پہلے حاشیہ پر ہے کہ دور صحابہ کرامؓ ۱۲۰ھ تک ہے۔

امام ابراہیم نخعیؒ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **ما سمعته من احد منهم انما كانوا يرفعون ايديهم في بدء الصلاة حين يكبرون** ۔ (موطا محمد ص ۹۰) "میں نے کسی صحابی سے نہ رفع یدین کرنا سنا، نہ دیکھا۔ وہ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے" یاد رہے کہ تاریخ کے مطابق ایک ہزار سے زائد صحابہ کوفہ میں آباد ہوئے، اتنے کسی اور شہر میں آباد

نہیں ہوئے۔

دور تابعینؒ :۔

یہ دور ۱۷۰ھ تک ہے۔ امام ابو بکر بن عیاشؒ جو ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳ء میں فوت ہوئے' فرماتے ہیں : **مارأیت فقیها قط یفعله یرفع یدیه فی غیر التکبیرة الاولیٰ۔** (طحاوی ج۱/ ص۱۱۲)" میں نے کسی بھی دین کی سمجھ رکھنے والے کو پہلی تکبیر کے علاوہ نماز میں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

دور تبع تابعینؒ :۔

یہ ۲۲۰ھ تک ہے۔ امام محمد بن نصر مروزیؒ (۲۹۴ھ) فرماتے ہیں : **لا نعلم مصراً من الامصار ترکوا باجمعیهم رفع الیدین عند الخفض والرفع الا اهل الکوفة** (استذکار ابن عبد البر) "تمام شہروں میں سے کسی شہر کے متعلق ہمیں علم نہیں کہ انکے رہنے والوں نے اجماعاً سر جھکاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین چھوڑ دیا ہو مگر اہل کوفہ۔" کہ وہ سب کے سب تارک رفع یدین تھے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ خیر القرون میں عملی تواتر ترک رفع یدین پر ہی تھا۔

حدیث علیؓ :۔

عن عبد الرحیم بن سلیمان عن ابی بکر النهشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن علی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یرفع یدیه فی اول الصلاة ثم لا یعود ۔ (العلل دار قطنی ج۴/ ص۱۰۶)" حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔" جس طرح امام بخاریؒ کی پیش کردہ حدیث میں رفع یدین کا ذکر کرنے میں عبد الرحمٰن بن ابی الزناد منفرد ہے اسی طرح یہاں بھی اس حدیث کو

مرفوع کرنے میں عبد الرحیم بن سلیمان منفرد ہے۔ لیکن عبد الرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف ہے اور اسماعیل بھی مجہول ہے اور عبد الرحیم بالاتفاق ثقہ ہے۔ تاہم اگر دونوں کو مان لیا جائے تو اب فیصلہ حضرت علیؓ اصحاب علیؓ اور اجماع اہل کوفہ سے ہو گیا کہ رفع یدین والی حدیث پر عمل جاری نہیں رہا۔ اس لئے رفع یدین سنت نہیں۔ ہاں ترک رفع یدین والی حدیث پر عمل جاری رہا، اس لئے ترک رفع یدین ہی سنت ہے کیونکہ سنیت کے لئے مواظبت ضروری ہے۔

قال البخاری : وکذلك یرویٰ عن سبعة عشر نفسا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم انهم کانوا یرفعون ایدیهم عند الرکوع و عند الرفع منه منهم ابو قتادة الانصاری و ابو اسید الساعدی البدری و محمد بن مسلمة البدری و سهل بن سعد الساعدی و عبد الله بن عمر بن الخطاب و عبد الله بن عباس بن عبد المطلب الهاشمی و أنس بن مالك خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابو هریرة الدوسی و عبد الله بن عمرو بن العاص و عبد الله بن الزبیر بن العوام القرشی ووائل بن حجر الحضرمیٰ و مالك بن الحویرث وابو موسیٰ الاشعری وابو حمیدٰ الساعدی الانصاری رضی الله تعالیٰ عنهم۔

ترجمہ...... امام بخاریؒ نے فرمایا : اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے سترہ صحابہؓ سے روایت کی جاتی ہے کہ وہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے اور وہ یہ ہیں : (۱) ابو قتادہ انصاریؓ (۲) ابو اسید الساعدی البدریؓ (۳) محمد بن مسلمہ بدریؓ (۴) سہل بن سعد الساعدیؓ (۵) عبد اللہ بن عمر بن خطاب (۶) عبد اللہ بن عباسؓ بن عبد المطلب ہاشمی، (۷) انس بن مالکؓ خادم رسول اللہ ﷺ (۸) ابو ہریرہؓ دوسی، (۹) عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (۱۰) عبد اللہ بن زبیرؓ بن العوام قریشی، (۱۱) وائل بن حجرؓ حضرمی، (۱۲) مالک بن حویرثؓ (۱۳) ابو موسیٰ اشعریؓ

(۱۴) ابو حمیدؓ الساعدی الانصاری، (جلاء العینین، اسوہ سید کونین۔ (خالد) میں تین نام زائد ہیں عمرؓ علیؓ اور ام درداءؓ)۔

یہاں امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ ۱۷ اصحابؓ نے حدیث رفع یدین روایت کی ہے، مگر بعد میں چودہ نام لکھے ہیں۔ حضرت علیؓ کا نام ملا کر پندرہ ہو جائیں گے۔ یہاں نام محض بے سند لکھے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ کا فرض تھا کہ صحیح سندوں کے ساتھ ان ۱۷ اصحابؓ کی احادیث نقل فرما دیتے مگر سارے رسالے میں سند کے ساتھ نصف کے قریب پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس سے رفع یدین کا دوام بطور نص ثابت ہو۔ ان کے شاگرد امام ترمذی نے ۱۵ صحابہؓ کا نام لیا ہے۔ ان ۱۵ میں سے متفق علیہ صرف دو حدیثیں ہیں، ابن عمرؓ اور مالک بن حویرثؓ کی۔ ان دونوں میں نہ کوئی بدری ہے نہ خلیفہ راشد نہ عشرہ مبشرہ میں سے۔ ان دونوں میں بھی رفع یدین کا صرف اتنا ثبوت ہے جتنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا۔ یعنی جو شخص رکوع کی رفع یدین کر کے نماز پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کھڑے ہو کر پیشاب کر لیا اور جو بغیر اس رفع یدین کے نماز پڑھتا ہے وہ ایسے ہے جیسے بیٹھ کر پیشاب کرنے والا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رفع یدین کی چار سو سے زائد احادیث ہیں، وہ امام بخاریؒ کو نہایت قلیل الحدیث سمجھتے ہیں۔

امام بخاریؒ اور غیر مقلدین ائمہ اربعہ کے خلاف دس جگہ رفع یدین کو سنت مانتے ہیں، اس کی ایک بھی متفق علیہ حدیث نہیں ہے۔ ان کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ کی متفق علیہ حدیث کے موافق نو جگہ رفع یدین کر کے نماز پڑھنا خلاف سنت ہے کیونکہ ایک سنت کے چھوڑنے سے بھی نماز خلاف سنت ہو جاتی ہے۔

قال الحسن و حمید بن هلال: کان اصحاب رسول الله صلی

الله علیه وسلم یرفعون ایدیهم لم یستثنیا احدا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم دون احد ولم یثبت عند اهل العلم عن احد من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم انه لم یرفع یدیه ویروی ایضاً عن عدة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ما وصفنا۔

ترجمہ ..... حسن بصریؒ اور حمید بن ہلالؒ نے فرمایا کہ رسول ﷺ کے صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے، ان دونوں نے کسی ایک صحابی کا استثناء نہیں کیا اور اہل علم کے نزدیک رسول ﷺ کے صحابہؓ میں سے کسی سے ثابت نہیں کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا اور رسول ﷺ کے چند صحابہؓ سے وہی مروی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

صحابہ کرامؓ اور رفع یدین :۔

امام بخاریؒ نے یہاں فرمایا ہے کہ کسی صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو۔ یہاں صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین مراد ہے، کیونکہ حمید بن ہلال کی روایت میں صرف رفع یدین کا ہی ذکر ہے۔ اگر رکوع کی رفع یدین مراد لیں تو ترمذی کے خلاف ہے۔ امام ترمذیؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں : **و به یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم و التابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة ۔** (ترمذی) ''یعنی صحابہ کرامؓ میں بہت سے اہل علم اور تابعینؒ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ یہی قول امام سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا ہے۔'' نیز امام ترمذیؒ نے رفع یدین کرنے والے صحابہؓ میں بغیر کسی سند کے صرف چھ نام لئے ہیں : ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، ابو ہریرہؓ، انسؓ ابن عباسؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، وغیر ھم، حالانکہ ان سب سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔

وکذلك روایته عن عدة من علماء اهل مکة و اهل الحجاز و اهل العراق والشام والبصرة والیمن وعدة من اهل خراسان منهم سعید

بن جبير و عطاء بن ابى رباح و مجاهد و القاسم بن محمد و سالم بن عبدالله بن عمربن الخطاب وعمر بن عبد العزيز و النعمان بن ابى عياش و الحسن و ابن سيرين و طاؤس و مكحول و عبد الله بن دينار و نافع مولىٰ عبد الله بن عمر و الحسن بن مسلم و قيس بن سعد وعدة كثيرة وكذلك يروىٰ عن ام الدرداء انهاكانت ترفع يديها،وقدكان عبداللهبن المبارك يرفع يديه وكذلك عامة اصحاب ابن المبارك منهم على بن حسين وعبدالله بن عمرو يحيىٰ بن يحيىٰ ومحدثى اهل بخارى منهم عيسىٰ بن موسىٰ وكعب بن سعيد و محمد بن سلام و عبد الله بن محمدالمسندى وعدة ممن لايحصىٰ لااختلاف بين من وصفنا من اهل العلم ،وكان عبد الله بن الزبير وعلى بن عبدالله ويحيىٰ بن معين و احمد بن حنبل و اسحاق بن ابراهيم يثبتون عامة هٰذه الاحاديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم ويرونها حقا وهؤلآء اهل العلم من اهل زمانهم ـ وكذلك روى عن عبد الله بن عمر بن الخطاب رضى الله عنهما ـ

ترجمہ ...... اور اسی طرح اہل مکہ ، اہل حجاز اہل عراق ، اہل شام ، اہل بصرہ اور اہل یمن کے چند علماء سے روایت ہے اور چند علماء اہل خراسان سے ، ان میں سے سعید بن جبیرؒ ، عطاء بن ابی رباحؒ ، مجاہدؒ ، قاسم بن محمدؒ سالمؒ بن عبداللہ بن عمر بن خطابؒ عمر بن عبد العزیزؒ ، نعمان بن ابی عیاشؒ ، حسنؒ ، ابن سیرینؒ ، طاؤسؒ ، مکحولؒ ، عبداللہ بن دینارؒ ، نافعؒ مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ حسن بن مسلمؒ ، قیس بن سعدؒ اور کئی اور ہیں اور اسی طرح ام درداءؓ سے روایت ہے کہ وہ رفع یدین کرتی تھیں اور عبداللہ بن مبارکؒ رفع یدین کرتے تھے ۔ اسی طرح آپؒ کے اکثر ساتھی ان میں علی بن الحسینؒ ، عبداللہ بن عمرؒ ، یحییٰ بن یحییٰ ہیں اور اہل بخارا کے محدثین ان میں عیسیٰ بن موسیٰؒ ، کعب بن سعیدؒ ، محمد بن سلامؒ ، عبداللہ بن محمدؒ ، مسندیؒ اور بے شمار

ائمہ ہیں۔ جن اہل علم کا ہم نے بیان کیا ہے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور عبد اللہ بن زبیر، حمیدی، علی بن عبد اللہ مدینی، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اسحق بن ابراہیم، عام ان احادیث کو رسول ﷺ سے ثابت مانتے تھے اور اس کو حق سمجھتے تھے اور یہ اپنے زمانے کے اہل علم ہیں اور اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔

یہاں امام بخاریؒ نے سات علاقوں کے کل بائیس آدمی بغیر سند کے شمار کئے ہیں جو رفع یدین کی روایات کے راوی ہیں، اگر چہ ان کا خود رکوع کے وقت رفع یدین کرنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔ پھر چند اور بے سند نام لکھے ہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے، مگر یہ تفصیل نہیں لکھی کہ کہاں کہاں کرتے تھے اور کہاں کہاں نہیں کرتے تھے۔ اس ابہام کا تو ایسا حال ہوگا کہ ہر شخص اپنی رفع یدین مراد لے سکے گا جیسے دو اور دو چار روٹیاں۔ بلکہ عنقریب صراحۃً آرہا ہے کہ ان میں سے اکثر سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ ان کے نزدیک بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کے مطابق نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔ جب امام بخاریؒ کا مسلک ان کے خلاف ہے (سجدوں کی رفع یدین کے مسئلہ میں) تو ان کے نام اپنی تائید میں پیش کرنا یہ قارئین کو مغالطہ میں ڈالنا ہے جو علمی شان کے خلاف ہے۔

(۲)...... حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا سفیان حدثنا الزهری عن سالم بن عبد اللہ عن ابیه قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یرفع یدیه اذا کبر واذا رفع رأسه من الرکوع ولایفعل ذلك بین السجدتین۔ قال علی بن عبد اللہ: و کان اعلم اهل زمانه رفع الیدین حق علی المسلمین بما روی الزهری عن سالم عن ابیه۔

ترجمہ...... سالمؒ بن عبد اللہؓ نے اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب تکبیر کہتے ہیں اور جب

رکوع سے سر اٹھاتے ہیں اور دو سجدوں کے درمیان (یعنی جلسہ میں) رفع یدین نہیں کرتے۔ علی بن عبد اللہ مدینیؒ جو اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے فرماتے ہیں کہ رفع یدین کرنا مسلمانوں پر حق ہے (یہ کبھی شیعہ بنتے کبھی سنی۔ (میزان ج ۳ / ص ۱۳۹) یہ قول حالت تشیع کا ہے) اور ان کا یہ فیصلہ زہری عن سالم عن ابیہ کی روایت پر مبنی ہے۔

طریق سفیان بن عیینہ مکیؒ :۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث کا یہ مکی طریق ہے۔ اس میں امام زہریؒ کے شاگرد امام سفیانؒ نے اذا رکع و اذا رفع راسہ کے بعد جزاء بیان نہیں کی۔ البتہ اس محذوف کو بعض لوگ رفع یدیہ اور بعض یرفع یدیہ نکالتے ہیں مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ امام سفیانؒ کے شاگرد امام عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے جو کتاب خود مکہ میں بیٹھ کر مرتب فرمائی اس میں فلا یرفع ہے اور خود امام بخاریؒ بھی فرماتے ہیں کہ کتاب زیادہ قابل اعتماد ہوتی ہے اور ابو عوانہ میں بھی فلا یرفعھما ہے۔ جب کہ دنیا بھر کی کتب حدیث میں سے کسی ایک کتاب میں بھی سفیان کی روایت میں رفع یدیہ یا یرفع یدیہ کی جزاء مذکور نہیں دکھائی جاسکتی ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ سفیان کے بتیس شاگردوں نے اس روایت میں جزاء ذکر نہیں فرمائی۔ نیز سفیان کے بتیس شاگرد یہی الفاظ روایت کرتے ہیں : ولا یرفع بین السجدتین۔ اس میں سجدوں کو جاتے یا سجدوں سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنے کا ذکر نہیں بلکہ بین السجدتین یعنی جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر بیٹھنے کا ذکر ہے کہ اس وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

حدیث ابن عمرؓ = طریق سفیانؒ :۔

امام مسلمؒ نے اسی طریق کو اختیار کیا۔ بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ طریق

نہیں لیا۔ یہ طریق مسند حمیدی ج ۲/ ص ۲۷۷، ابن ابی شیبہ ج ۱/ ص ۲۳۵، مسند شافعی، احمد، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابو عوانہ اور ابن حبان وغیرہ میں ہے اور رفع یدیہ کے الفاظ ہیں۔ البتہ ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ میں یرفع یدیہ ہے۔ یہ بھی قضیہ مہملہ ہی ہے

تعامل مکہ مکرمہ :۔

امام ابو داؤد اور ابن حبان میں ہے کہ میمون مکیؒ (جو طبقہ ثالثہ کا راوی ہے۔ جو کبار تابعین کا طبقہ ہے اور ان کو اکثر صحابہؓ سے لقاء وزیارت کا شرف حاصل ہے) نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو تحریمہ کے بعد رکوع کی رفع یدین کرتے دیکھا تو وہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو اس کی رپورٹ یوں پیش کرتے ہیں : انی رأیت ابن الزبیر صلی صلاۃ لم أر احدا یصلیھا۔ ”میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا کہ کبھی کسی کو ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دور صحابہؓ و تابعینؒ میں مکہ مکرمہ میں عملی تواتر ترک رفع یدین کو حاصل تھا۔ رفع یدین کو کوئی جانتا بھی نہ تھا بلکہ اہل مکہ کا کسی کو رفع یدین کرتے نہ دیکھنا دلیل ہے کہ پوری اسلامی دنیا میں ترک رفع یدین ہی متواتر تھا کیونکہ مکہ مکرمہ میں تو ہر طرف سے لوگ آکر نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک تبع تابعی عبد اللہ بن طاؤس نے یمن سے آکر حج کے موقع پر مسجد خیف مکہ مکرمہ میں رفع یدین کی تو حضرت نضر بن کثیرؒ نے اسے منکر جانا اور حضرت وہیب بن خالدؒ نے فرمایا کہ تو ایسا کام کرتا ہے جو ہم نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ (ابو داؤد، نسائی) یاد رہے کہ امام سفیانؒ ۱۶۳ھ میں کوفہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائے پھر وفات تک یہیں رہے اور وہیب بن خالدؒ کی وفات ۱۶۵ھ کے بعد ہوئی ہے۔ اس وقت تک مکہ مکرمہ میں کوئی رفع یدین نہ کرتا تھا، حتیٰ کہ سفیانؒ بھی کرتے ہوتے تو وہیبؒ یوں نہ فرماتے کہ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔ مکہ مکرمہ کا یہ متواتر تعامل مسند حمیدی کے الفاظ کا زبردست مؤید ہے۔

(۳) ...... حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا عبد الحمید بن جعفر حدثنا محمد بن عمرو قال : شهدت ابا حمید فی عشرة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم احدهم ابو قتادة بن الربعی رضی الله عنه یقول : انا اعلمکم بصلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا: کیف ؟ فوالله ما کنت اقدمنا له صحبة ولا اکثرنا له اتباعاً قال: بل رقبته قالوا:فاذکر قال :کان اذا قام الی الصلاة رفع یدیه واذا رکع واذا رفع رأسه من الرکوع واذاقام من الرکعتین فعل مثل ذلك .

ترجمہ ...... محمد بن عمرو نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو حمیدؓ کے پاس حاضر ہوا جب کہ وہ دس صحابہؓ کے درمیان موجود تھے ان میں سے ایک ابو قتادہؓ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کی نماز کو جاننے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیسے ؟ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ ہم سے پہلے تم کو صحابی بننے کا شرف حاصل ہے اور نہ ہی تم نے ہم سے زیادہ پیروی کی۔ انہوں نے فرمایا : نہیں بلکہ میں نے آپ کی نماز کو پوری توجہ سے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا : پھر بتاؤ ؟ انہوں نے کہا رسول ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو رفع یدین کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا اور جب دو رکعات سے کھڑے ہوئے تو اسی طرح کیا۔

اذا قام من الرکعتین کے بارے میں ضروری وضاحت :۔

امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ج ۵ / ص ۴۲۴ پر اذا قام من السجدتین روایت کیا ہے اور امام بخاریؒ کے شاگرد امام ترمذیؒ نے بھی ترمذی ج ۱ / ص ۶۵ پر اذا قام من السجدتین ہی روایت کیا ہے۔ البتہ امام بخاریؒ نے سجدتین کو رکعتین سے بدل دیا ہے۔ البتہ اسی رسالہ میں نمبر ۱۰۲ پر امام بخاریؒ نے تسلیم فرمالیا کہ یہ سجدتین ہے۔

حدیث ابو حمیدؓ :۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو صحیح بخاری ج ۱ / ص ۱۱۴ پر روایت کیا ہے۔ وہاں صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے اور کسی رفع یدین کا ذکر نہیں اور امام بخاریؒ کے نزدیک اگر ایک سند میں ذکر ہو دوسری میں نہ ہو تو وہ قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کا یہی جواب دیا ہے کہ سفیان کی روایت میں لم یعد ہے اور ابن ادریس کی روایت لم یعد نہیں اور ابن ادریس کی روایت کو اصح فرمایا ہے۔ اسی طرح یہاں پر صحیح بخاری کی روایت بمقابلہ ابو داؤد یقیناً اصح ہے کیونکہ رفع یدین والی روایت کے راوی جس نے یہ زیادتی بیان کی ہے یعنی عبدالحمید بن جعفر، اس کی سند سے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک روایت بھی نہیں لی۔ عبدالحمید بن جعفر کو امام سفیان ثوریؒ ضعیف کہا کرتے تھے۔ اس کا استاد محمد بن عمرو بن عطاء ہے اس کی پیدائش ۴۰ ھ میں ہوئی ہے۔ (تہذیب ج ۹ / ص ۳۷۴) اور اس روایت میں ابو قتادہ کا بھی ذکر ہے جب کہ امام طحاویؒ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ابو قتادہ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی تھی اور حضرت علیؓ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی اور ابو قتادہؓ کی وفات ۳۸ھ میں ہوئی تو محمد بن عمرو بن عطاء جو ان کی وفات کے دو سال بعد پیدا ہوئے، اس میں ابو قتادہؓ کیسے قبر سے اٹھ کر آ گئے۔ اگرچہ ایک ضعیف قول دوسرا بھی ہے مگر اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

(٤) ...... قال البخاری : سالت ابا عاصم عن حدیث عبد الحمید بن جعفر فقال : حدثنی عبد اللہ بن محمد عنہ حدثنا عبد الحمید بن جعفر حدثنا محمد بن عمرو بن عطاء قال : شھدت ابا حمید فی عشرۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدھم ابو قتادۃ بن ربعی قال : انا اعلمکم بصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر مثلہ فقالوا کلھم : صدقت .

ترجمہ ...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عاصم سے عبدالحمید بن

جعفر کی حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے، ان سے عبدالحمید بن جعفر نے، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ میں ابوحمید الساعدیؓ کے پاس حاضر ہوا جب کہ وہ دس صحابہؓ کے درمیان موجود تھے۔ ان میں ایک ابوقتادہ بن ربعی تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا عالم ہوں پھر اسی طرح ذکر کیا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا (کہ اس نماز کو تو ہی جانتا ہے اور کسی کے علم میں نہیں اور عمل تیرا بھی نہیں کیونکہ اعلمکم فرمایا نہ کہ اعملکم)۔

امام بخاریؒ کو اب اپنی صحیح پر شاید اعتماد نہیں رہا، بخاری ج ۱/ ص ۱۱۴ پر ابوحمیدؓ کی حدیث ہے، اس میں تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ کسی رفع یدین کا ذکر نہیں۔ عبدالحمید بن جعفر اس ذکر میں منفرد ہے اور یہ الفاظ کہ سامعین نے سن کر صدقت کہا، اس جملہ کی روایت میں بھی بقول امام طحاویؒ ابو عاصم منفرد ہے اور اس قسم کے تفردات امام بخاریؒ کے ہاں قابل قبول نہیں۔

نوٹ...... یہ مجلس مدینہ منورہ میں منعقد ہوئی جس میں دس صحابہ کرامؓ بھی تھے اور حضرت ابوحمیدؓ نے اس مجلس میں فرمایا: انا اعلمکم بصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں نبی پاک ﷺ کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کونسا مسئلہ تو زیادہ جانتا ہے؟ تو ابوحمیدؓ نے رکوع کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے تصدیق کی کہ واقعی یہ مسئلہ تو ہی جانتا ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ ۶۰ھ سے پہلے اہل مدینہ صحابہ کرامؓ رفع یدین کو جانتے تک نہ تھے تو عمل کہاں؟ اور ابوحمیدؓ نے بھی انا اعلمکم فرمایا نہ کہ انا اعملکم فرمایا۔ گویا مسئلہ رفع یدین ان دس صحابہؓ میں سے کسی کے نہ علم میں تھا نہ عمل میں، البتہ ابوحمیدؓ کے علم میں تو تھا عمل میں ان کے بھی نہ تھا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں عملی تواتر ترک رفع یدین کو حاصل تھا۔

(۵) ...... اخبرنا عبد الله بن محمد حدثنا عبد الملك بن عمرو حدثنا فليح بن سليمان حدثني عباس بن سهل قال : اجتمع ابو حميد وابو اسيد وسهل ابن سعد و محمد بن مسلمة فذكروا صلاة رسول اللهصلى الله عليه وسلم فقال أبو حميد : انا اعلمكم بصلاة رسول اللهصلى اللهعليه وسلم قال فكبر فرفع يديه ثم رفع يديه حين كبر للركوع فوضع يديه علىٰ ركبتيه۔

ترجمہ ...... عباس بن سہل سے روایت ہے کہ ابو حمیدؓ، ابو اسیدؓ، سہل بن سعدؓ اور محمد بن مسلمہؓ ایک جگہ جمع ہوئے تو سب نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو حضرت ابو حمیدؓ نے فرمایا : میں تم میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا زیادہ جاننے والا ہوں۔ کھڑے ہوئے، تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر ہاتھ اٹھائے جب تکبیر کہی رکوع کے لئے، پھر دونوں ہاتھ رکھے گھٹنوں پر۔

(۶) ...... حدثنا عبيد بن يعيش حدثنا يونس بن بكير انا ابو اسحاق عن العباس بن سهل الساعدى قال : كنت بالسوق مع ابى قتادة و ابى اسيد و ابى حميد كلهم يقولون : انا اعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا لا حدهم : صل فكبر ثم قرأثم كبر و ركع فقالوا: اصبت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ ...... عباس بن سہل الساعدی سے روایت کہ میں بازار میں ان حضرات کے ساتھ تھا : ابو قتادہؓ، ابو اسیدؓ، اور ابو حمیدؓ۔ یہ سب فرمار ہے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا زیادہ جاننے والا ہوں، توانہوں نے ایک سے کہا کہ نماز پڑھ کر دکھاؤ، توانہوں نے تکبیر کہی پھر قرأت کی پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا تو سب نے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی نماز پائی ہے۔

(۵، ۶) یہ بھی ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث ہے، اس میں دس صحابہؓ کی جائے

صرف چار کا ذکر ہے ، ابو حمیدؓ (۶۰ھ)، ابو اسیدؓ (۳۰ھ یا ۶۰ھ)، سہل بن سعدؓ (۸۸ھ)اور محمد بن مسلمہؓ (بعد ۴۰ھ کے)۔ یہ حضرت محمد بن مسلمہؓ حضرت علیؓ کی حیات میں ۴۰ھ سے پہلے ہی روپوش ہو گئے تھے، اسلئے یہ مجلس ۴۰ھ یا ۳۸ھ سے پہلے ہوئی جب کہ محمد بن عمرو بن عطاء ابھی ماں کے پیٹ میں بھی نہیں آئے تھے اور اگر محمد بن عمرو بن عطاء کی سن تمیز میں یہ مجلس منعقد ہوئی تو مردوں کو قبر سے کیسے بلایا گیا ؟ عجیب بات ہے کہ ۴۰ھ میں نبی پاک ﷺ کے شہر مدینہ منورہ میں کتنے صحابہ کرامؓ حیات تھے مگر ان زندوں میں کوئی بھی رفع یدین کو نہ جانتا تھا اس لئے مردوں کی قبریں اکھاڑ کر رفع یدین کیلئے ایک مردہ کانفرس قائم کی گئی۔ جب مدینہ منورہ میں کوئی رفع یدین کو جانتا تک نہ تھا تو عمل کہاں ؟ اس سے ظاہر ہوا کہ دور صحابۂ کرامؓ میں تعامل اہل مدینہ ترک رفع یدین پر تھا۔ ان دو سندوں میں نہ صدقت کا جملہ ہے نہ رکعتین کا لفظ نہ سجدتین کا۔ امام بخاریؒ نے یہاں ابو حمیدؓ کی حدیث کے تین طریق ذکر کئے ہیں، پہلے طریق میں چار رکعت میں دس یا بارہ جگہ رفع یدین کا ذکر ہے جس کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی قائل نہیں ،دوسرے میں پانچ جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ تیسرے طریق میں ایک رفع یدین کا بھی ذکر نہیں، اس کا بھی کوئی قائل نہیں تو یہ تینوں طریق بالاجماع متروک العمل ہیں۔ ہاں ابو حمیدؓ کی جو حدیث بخاری نے ج ۱/ ص ۱۱۴ پر روایت کی ہے اس پر خیر القرون میں متواتر عمل تھا، اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

نوٹ...... نمبر ۶ میں ابو اسحاق السبیعی کو بدل کر جلال پور پیروالا نے ابن اسحاق کر دیا ہے۔ نسخہ ''اسوہ سید الکونین'' اور جزء رفع یدین مطبوعہ دہلی میں ابو اسحاق ہی ہے۔

(۷) ...... حدثنا ابو الولید هشام بن عبد الملك و سلیمان بن حرب قالا حدثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحویرث رضی

اللہ عنه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كبر رفع يديه و اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع۔

ترجمہ...... نصر بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تکبیر کہی تو رفع یدین کی اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا۔

امام بخاریؒ حضرت مالک بن حویرثؓ کی حدیث لائے ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صرف ۲۰ رات رہے۔ (صحیح بخاری ج۱/ص ۸۷) یہ بصرہ میں رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم فرمایا تھا کہ اپنے ساتھیوں کو نماز سکھانا، صحیح بخاری ج ۱/ص ۱۱۴ پر ہے کہ انہوں نے جا کر نماز سکھائی، اس میں رفع یدین کا نشان تک نہیں۔ پھر بصرہ شہر اہل سنت کا مرکز تھا مگر رفع یدین کی روایت آپنے ایک خارجی نصر بن عاصم اور ایک ناصبی ابو قلابہ کے سوا کسی کے سامنے بیان نہیں کی۔ یہ طریق نصر بن عاصم کا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس رسالہ میں چار جگہ اس کو روایت کیا ہے، اگرچہ صحیح بخاری میں یہ جگہ نہ پا سکی: نمبر ۷ پر رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں جگہ رفع یدین کا کوئی ذکر ہے۔ البتہ نمبر ۵۴، ۶۶، ۱۰۲ پر رکوع جاتے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔ امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ج ۳/ص ۴۳۶، بخاری کے شاگرد نسائی نے اپنی سنن میں ج ۱/ص ۱۶۵ اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں ج ۲/ص ۹۵ پر اس طریق میں سجدوں کی رفع یدین کا ذکر بھی کیا ہے مگر امام بخاریؒ نے اس کا نام تک نہیں لیا۔ یہ حدیث مسلم ج۱/ص ۱۶۸، نسائی ج۱/ص ۱۶۵ اور جزء بخاری نمبر ۵۴، ۶۶، ۱۰۲ پر موجود ہے جس میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ غیر مقلدین نہ تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں اور نہ سجدوں سے پہلے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔ گویا اپنے اصول پر ہر ایک رکعت میں چار سنتیں ضائع کرتے ہیں،

چالیس نیکیوں سے محروم رہتے ہیں اور ہر رکعت میں چار لعنتوں کے حق دار ہوتے ہیں۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ **فعله من فعله و ترکه من ترکه** (ابو داؤد) معلوم ہوا کہ بصرہ میں جو رفع یدین کرتے تھے وہ سجدوں کے وقت بھی کرتے تھے اور جو نہ کرتے تھے وہ رکوع کے وقت بھی نہیں کرتے تھے۔ دونوں عمل امام بخاریؒ کے کے خلاف ہیں۔ غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرثؓ ۱۰ھ میں ایمان لائے تو بقول ان کے ۱۰ھ تک سجدوں کی رفع یدین ثابت اور تیسری رکعت کے شروع کی رفع یدین متروک تھی۔ اب ان دونوں باتوں کا منسوخ ہونا گیارہ ہجری کی ابتداء میں ثابت کریں کیونکہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔

(۸) ...... حدثنا محمد بن عبد الله بن حوشب حدثنا عبد الوهاب حدثنا حميد عن انس رضى الله عنه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه عند الركوع۔

ترجمہ ...... حمید نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت انسؓ سے عاصم اس حدیث کو موقوفاً روایت کرتے ہیں۔ (نمبر ۲۰، ۲۵) اور حضرت انسؓ کے دوسرے شاگرد حمید ہیں، ان سے عبد الاعلیٰ (نمبر ۴۷) اور معاذ بن معاذ (ابن ابی شیبہ ج۱ / ص ۲۳۵) موقوف روایت کرتے ہیں اور عبد الوہاب مرفوع کرنے میں اکیلا ہے جب کہ عبد الرحمٰن بن الاصم حضرت انسؓ سے رسول اکرم ﷺ اور ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کی نماز کا طریقہ روایت کرتے ہیں مگر صرف تکبیرات کا ذکر کرتے ہیں، رفع یدین کا نام تک نہیں لیتے۔ (طیالسی ص ۲۷۶، عبد الرزاق ج ۲ / ص ۶۴، ابن ابی شیبہ ج۱ / ص ۲۴۰، مسند احمد ج ۳ / ص ۱۲۵) یہ چاروں امام بخاریؒ کے استاد ہیں۔ ان کی صحیح روایت میں رفع

یدین کاذکر نہیں ہے۔ حضرت انسؓ سے ہی دوسری روایت مسند شافعی ج۱/ص۸۰ پر ہے، اس میں بھی رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔ پھر ابن ابی شیبہ ج۱/ص ۲۳۵، مسند ابی یعلی ج ۲/ص ۸۸، ابو عوانہ ج۲/ص ۹۵، دار قطنی ج۱/ص۲۹۰، المحلی ابن حزم ج ۲/ص ۲۹۶ پر سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ خلاصہ یہ کہ صحیح احادیث میں تو سرے سے رفع یدین کاذکر ہی نہیں اور ضعیف روایت میں رفع یدین کاذکر ہے مگر ایک تواس کامرفوع ہونادرست نہیں کیونکہ عبدالوہاب منفرد ہے اور اس میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ اب اگر یہ قاعدہ مانا جائے کہ مرفوع ہونا زیادت ہے اس لئے رفع ثابت ہے تو سجود کی رفع یدین بھی زیادت ہے وہ بھی قبول کرنا ہوگی اور اگر زیادت قبول نہ کریں تو صرف تکبیرات کا ثبوت ہوگا اور بس باقی ہوس اور مواظبت کا تو اشارہ تک کسی روایت میں نہیں ملتا جو اثبات سنیت کے لئے ضروری ہے۔

(۹) ...... حدثنا اسماعیل حدثنا ابن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبة عن عبد اللّٰہبن الفضل عن عبدالرحمن بن هرمز الاعرج عن عبد اللّٰہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان اذا قام الیٰ الصلاۃ المکتوبة کبر و رفع یدیه حذو منکبیه و اذا اراد ان یرکع و یصنعه اذا رفع راسه من الرکوع ولا یرفع یدیه فی شئ من صلاته و هو قاعد و اذا قام من السجدتین رفع یدیه کذلك و کبر۔

ترجمہ...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی اور رفع یدین کی کندھوں تک اور جب رکوع کا ارادہ کیا اور یہی کرتے تھے جب سر اٹھاتے رکوع سے اور بیٹھنے کی حالت میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے اور جب دو سجدوں کے بعد کھڑے ہوئے تو رفع یدین کی

اسی طرح اور تکبیر کہی (یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں)
حدیث علیؓ کی حث نمبر ا پر گزر گئی ہے۔

(۱۰) ......حدثنا ابو نعیم الفضل بن دکین انبانا قیس بن سلیم العنبری قال سمعت علقمة بن وائل بن حجر حدثنی ابی قال: صلیت مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فکبر حین افتتح الصلاۃ و رفع یدیه ثم رفع یدیه حین اراد ان یرکع و بعد الرکوع۔

ترجمہ ...... حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی حضور ﷺ کے ساتھ تو تکبیر کہی جب نماز شروع کی اور رفع یدین کی پھر رفع یدین کی جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع کے بعد۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ نے موطا میں ذکر فرمائی، جس میں امام ابراہیم نخعیؒ تابعی نے نفس ثبوت رفع یدین کو تو تسلیم فرمایا مگر اس کے بقاء کا شدت سے انکار فرمایا اور رفع یدین متنازعہ فیہ کو تواتر علمی و عملی کے خلاف قرار دیا۔ (موطا محمد ص ۹۰) اور مسند امام اعظم میں تو امام ابراہیم نخعی کا فرمان ہے کہ **حدثنی من لا احصی من عبد اللّٰہ بن مسعود انه رفع یدیه فی بدء الصلاۃ فقط و حکاہ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم۔** (ص ۴۷)
اس میں ترک رفع یدین کی حدیث کو سنداً بھی متواتر قرار دیا۔ نیز امام بخاریؒ سے پہلے طیالسی نے رقم ۱۰۲۱ پر اور امام احمدؒ نے مسند احمد ج ۴ / ص ۳۱۶ پر یوں روایت کیا ہے **عن وائل انه صلی مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فکان یکبر اذا خفض و اذا رفع و یرفع یدیه مع التکبیر و یسلم عن یمینه و یسارہ۔**
اس میں صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین اور باقی صرف تکبیرات کا ذکر ہے اس کے بعد امام ابوداؤد نے حدیث وائل کے طرق کو جمع فرمایا ہے۔ ج ۱ / ص ۱۰۵ پر پہلے محمد بن جحادہ کا طریق لائے ہیں جس میں رکوع کے ساتھ سجدوں کے وقت رفع یدین کا بھی

ذکر ہے۔ پھر عاصم بن کلیب کا طریق لائے ہیں جس میں رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ سجدوں کی رفع یدین کی نہ نفی ہے اور نہ ذکر ہے۔ اس کے بعد عاصم بن کلیب ہی کے طریق سے حضرت وائلؓ کی دوسری آمد کا ذکر ہے جس میں صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ رکوع اور سجود کی رفع یدین کی نہ نفی ہے نہ ذکر۔ اب اگر ابو داؤد کی ترتیب کو سامنے رکھیں تو بات صاف ہے کہ پہلے سجدوں کے وقت بھی رفع یدین تھی، پھر رکوع کی رہ گئی اور آخر میں صرف تحریمہ کی رہ گئی اور اگر کوئی ضد کرے کہ رکوع کی رفع یدین زیادت ہے، اس کو قبول کرنا چاہئے تو پھر سجدوں کی رفع یدین بھی زیادت ہے اس کو بھی قبول کرنا چاہئے الغرض اگر سیدھی ترتیب رکھیں تو حنفی بنتا ہوگا، اگر الٹے نیچے سے اوپر کو چلیں تو شیعہ بنتا ہوگا۔ یہ خوب یاد رہے کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی دوسری آمد کے وقت شروع نماز کی رفع یدین کے علاوہ کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ملتا اور تیسری رکعت کے شروع والی رفع یدین کا ذکر نہ پہلی آمد میں ملتا ہے نہ دوسری میں۔ امام بخاریؒ نے اس رسالہ میں نمبر ۱۰، ۲۳، ۳۱، ۷۰، ۷۶، ۷۷، پر پانچ جگہ روایت کیا ہے مگر کسی ایک جگہ بھی مکمل روایت نہیں کی اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت وائل بن حجرؓ مستقل کوفہ میں آباد ہو گئے تھے وہیں ان کا وصال ہوا اور کوفہ میں ترک رفع یدین پر اجماع تھا۔ اس لئے کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت وائل بن حجرؓ نے اپنی آخری زندگی میں جو کوفہ میں گزاری تھی ایک دن بھی پہلی تکبیر کے بعد کسی نماز میں رفع یدین کی ہو۔

ایک غلط فہمی :۔

حضرت امام بخاریؒ نے نمبر ۳۱ پر حضرت وائل بن حجرؓ کی دونوں آمدوں کا ذکر فرمایا ہے اور دوسری آمد کے ذکر کے بعد فرمایا ہے۔ قال البخاری ولم یستثن وائل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا اذا صلوا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ۔ یہاں بات پوری نہ ہونے کی

وجہ سے مغالطہ ہو رہا ہے۔ ابو داؤد ج ۱/ ص ۱۰۵ پر دوسری آمد میں صرف شروع نماز کی رفع یدین کا ذکر ہے اور یہ حقیقت واقعی ہے کہ تحریمہ کی رفع یدین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہؓ بلا استثناء کرتے تھے۔ اس لئے حضرت وائل نے کسی کو مستثنیٰ نہ فرمایا۔ دوسری آمد میں افتتاح کے علاوہ کسی رفع یدین کا ذکر قطعاً نہیں ملتا۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آخر میں سب صحابہ کرامؓ کا اجماع صرف شروع نماز کی رفع یدین پر ہو گیا یا کم از کم ان کا جو آخر دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ میں آباد تھے۔

(۱۱) ...... **قال البخاری : وروىٰ ابو بكر النهشلي عن عاصم بن كليب عن ابيه ان علياً رضي الله عنه رفع يديه في اول التكبير ثم لم يعد بعد۔ وحديث عبيد الله هو شاهد فاذا روىٰ رجلان عن محدث قال احدهما: رأيته فعل وقال الآخر : لم اره فالذي قال : رأيته فعل فهو شاهد و الذي قال : لم يفعل فليس هو بشاهد لانه لم يحفظ الفعل و هٰكذا قال عبد الله بن الزبير كشاهدين شهدا ان لفلان على فلان الف درهم باقراره و شهد آخر انه لم يقر بشئ يعمل بقول الشاهدين و يسقط ما سواه و كذلك قال بلا ل: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم صلى في الكعبة وقال الفضل بن عباس لم يصل و اخذ الناس بقول بلال لانه شاهد ولم يلتفتوا الى قول من قال : لم يصل حين لم يحفظ قال عبد الرحمٰن بن مهدي : ذكرت للثوري حديث النهشلي عن عاصم بن كليب فانكره۔**

ترجمہ ...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابو بکر نہشلی نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت علیؓ نے پہلی تکبیر میں رفع یدین کی پھر دوبارہ نہیں کی۔ عبید اللہ کی حدیث شاہد ہے۔ پس جب دو آدمی ایک محدث سے روایت کریں، ایک کہے کہ میں نے کرتے دیکھا، دوسرا کہے کہ میں

نے کرتے نہیں دیکھا تو جو کرنے کی روایت کرتا ہے وہ شاہد ہے اور جو کہتا ہے کہ نہیں کیا وہ شاہد نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس نے کرنے کو یاد نہیں رکھا اور اسی طرح عبداللہ بن زبیر حمیدی نے کہا کہ جیسے دو گواہ ہیں، انہوں نے گواہی دی کی فلاں کے فلاں پر ہزار درہم ہیں، اس کے اقرار سے دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے کسی چیز کا اقرار نہیں کیا تو شاہدین کی بات مان لی جائے گی اور ان کے علاوہ کی بات ساقط ہے اور اسی طرح حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا اور فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں پڑھی اور لوگوں نے حضرت بلالؓ کی بات کو لیا اس لئے کہ وہ شاہد ہے اور اس کے قول کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جو نماز نہ پڑھنے کی بات بیان کرتا ہے جب کہ اس نے یاد نہیں رکھا۔ (اس اصول کے تحت سجدوں کی رفع یدین نقل کرنے والا شاہد ہے اور سجدوں کی رفع یدین نقل نہ کرنے والا شاہد نہیں لہذا شاہد کی بات ماننی چاہئے) عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ میں نے سفیان ثوریؒ کے سامنے نہشلی کی حدیث ذکر کی تو انہوں نے کہا کہ منکر ہے (اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا **قوم منکرون**)۔

بحث حدیث علیؓ :۔

حضرت امام بخاریؒ نے نمبر ۱۱ اور ۹ پر حضرت علیؓ کی رفع یدین کرنے والی روایت ذکر فرمائی، جس پر مکمل بحث نمبر ۱ کے تحت گزر چکی اور وہیں ہم نے ابو بکر النہشلی کی سند سے حضرت علیؓ سے حدیث نقل کی کہ آنحضرت ﷺ تحریمہ کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام بخاریؒ دونوں کو گویا ایسا ہی صحیح مانتے ہیں جیسا کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں کہ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا اور حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ امام بخاریؒ ان دونوں حدیثوں کو صحیح مانتے ہیں لیکن حدیث

بلالؓ کو شاہد قرار دیتے ہیں کہ ان کے پاس نماز پڑھنے کا علم و مشاہدہ ہے اور فضل عدم علم کو بیان کر رہے ہیں اس لئے نماز پڑھنے والی حدیث کو مان لیا جائے گا اور نفی کو عدم علم پر محمول کیا جائے گا۔ اسی طرح رفع یدین والی حدیث شاہد ہے اسے مانا جائے گا اور ترک رفع والی کو عدم علم پر محمول کیا جائے گا، لیکن امام بخاریؒ کا یہ قیاس صحیح نہیں۔ اولاً تو اس لئے کہ نماز کے شاہد حضرت بلالؓ ہیں اور نافی حضرت فضلؓ ہیں اور یہاں دونوں بیان ایک ہی شخص حضرت علیؓ کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ تعارض جب ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کا داخلہ کعبہ شریف میں ایک ہی دفعہ مانا جائے اور اگر متعدد بار مانا جائے تو ایک دفعہ نماز ادا فرمائی جیسے بلالؓ نے بیان کر دیا اور دوسری دفعہ نماز ادا نہ فرمائی اس کو فضلؓ نے بیان فرما دیا۔ اسی طرح حضرت علیؓ کی ان دو روایات میں تعارض جب ہی ہو گا کہ رسول اقدس ﷺ نے پوری زندگی میں صرف ایک ہی نماز پڑھی ہو اور ایک ہی نماز کے بارے میں حضرت علیؓ کے بیانات مختلف ہوں۔ کبھی فرمائیں کہ اس نماز میں رفع یدین کی تھی اور کبھی فرمائیں کہ اسی نماز میں رفع یدین نہیں کی تھی اور اگر یہ الگ الگ نمازوں کا واقعہ ہو تو تعارض کہاں؟ دونوں طرف قضیہ مہملہ ہے اور مہملہ کی نقیض نہیں ہوتی۔ بات صاف ہے کہ اگر دونوں حدیثیں صحیح ہیں تو ایک زمانہ میں رفع یدین کرتے دیکھا اور ایک وقت میں کرتے نہ دیکھا۔ اب حضرت علیؓ کا حضور ﷺ کے بعد رفع یدین نہ کرنا دلیل ہے کہ یہ ترک آخر میں دیکھا اور اسی پر حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب جمے رہے اور کیا امام بخاریؒ سجدوں کی رفع یدین اور ہر تکبیر کی رفع یدین کو بھی شاہد قرار دیں گے اور سجدوں میں ترک رفع یدین کی احادیث کو ترک فرما دیں گے؟

(۱۲) ...... حدثنا عبد الله بن يوسف انبانا مالك عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلاة و اذا كبر للركوع و اذا رفع راسه من الركوع

رفعهما كذلك و كان لا يفعل ذلك في السجود۔

ترجمہ ...... سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے تھے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور سجدوں کے اندر یہ نہیں کرتے (یعنی حالت سجدہ میں)

یہ حدیث امام مالکؒ سے تقریباً تیس شاگردوں نے روایت کی ہے۔ (التمہید لابن عبد البرج ۹) امام مالکؒ نے موطا میں اس پر باب افتتاح الصلاۃ باندھا ہے کیونکہ نماز کے شروع کی تکبیر کی رفع یدین معارض سے سالم ہے۔ نہ کوئی نص اس کے معارض ہے اور نہ تعامل اور رکوع کی رفع یدین سے نص بھی متعارض ہے اور تعامل اہل مدینہ بھی۔

(۱)...... موطا میں رفع یدیه ہے یہی موطا محمد، احمد، دارمی، ابو عوانہ، طحاوی اور ابن حبان میں ہے، مگر امام بخاریؒ نے اس کو کان یرفع یدیه بنادیا ہے حالانکہ امام بخاریؒ کے نزدیک کتاب زیادہ محفوظ ہے۔

(۲)...... موطا میں اذا کبر للرکوع نہیں ہے اور امام بخاریؒ نے یہ اضافہ کر لیا ہے جس سے چار رکعت میں چار رفع یدین کا اضافہ ہو گیا ہے اور امام بخاریؒ کے ہاں کتاب زیادہ محفوظ سمجھی جاتی ہے۔ جب ابن ادریس کی کتاب جس پر صرف یحییٰ بن آدم کی نظر پڑی وہ محفوظ ہے زبانی روایت سے تو موطا متواتر کتاب ہے اس کو کیوں محفوظ نہ مانا گیا۔

(۳)...... موطا میں اس حدیث کا مرفوع ہونا ہی مشکوک تھا، کیونکہ سالم اسکو مرفوع کرتا ہے اور نافع موقوف۔ سالم کی سند مالک عن زہری عن سالم عن ابن عمر ہے جس میں ابن عمرؓ تک دو واسطے ہیں اور نافع کی سند مالک عن نافع عن ابن عمر ہے اسلئے یہ سند پہلی سے عالی ہے اور امام بخاریؒ کے ہاں یہی سند سنہری ہے، مگر

امام بخاریؒ نے صرف اپنے مسلک کی حمایت میں اس سنہری سند کو یہاں نظر انداز فرمادیا۔

فرمان امام مالک :۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں : **لا اعرف رفع الیدین فی شیٔ من تکبیر الصلاۃ فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلاۃ۔** (المدونۃ الکبریٰ ج۱/ص۷۱) "میں نہیں پہچانتا رفع یدین کو نماز کی کسی بھی تکبیر میں، نہ جھکتے ہوئے، نہ اٹھتے ہوئے سوائے ابتداء نماز کے۔" امام مالکؒ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ اس سند کے مرکزی راوی زہری ہیں ان کے ۱۴ شاگرد ہیں، امام مالکؒ کے ۳۰ اور امام سفیانؒ کے ۳۲ شاگرد ہیں۔ گویا زہری سمیت یہ ۷۹ راوی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی متنازعہ رفع یدین نہیں کرتا تھا ورنہ امام مالکؒ ضرور پہچانتے کیونکہ یہ سب امام مالکؒ کے ہم زمانہ ہیں اور امام مالکؒ کے قول سے یہ بھی واضح ہوا کہ اس دور میں نہ اہل مدینہ میں سے ہی کوئی متنازعہ رفع یدین کرتا تھا نہ کوئی باہر سے آکر ہی کرتا تھا، کیونکہ مدینہ شریف میں تو پوری اسلامی دنیا سے لوگ آتے رہتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسی لئے اس قوی ترین متواتر تعامل کے مقابلہ میں امام مالکؒ کو رفع یدین کو ضعیف کہنا پڑا جو ایک حقیقت تھی **قال ابن القاسم و کان رفع الیدین عن مالك ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام۔** (المدونۃ الکبریٰ ج۱/ص۷۱)

کان لا یفعل ذلك فی السجود کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جب سجدہ میں ہوتے تو ہاتھ اوپر نہ اٹھاتے (بلکہ زمین پر رکھتے) اس سے سجدوں کو جانے سے پہلے اور سجدوں سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کی نفی نہیں نکلتی۔ اگر نفی مراد ہو تو پھر اس حدیث پر عمل کرنا امام بخاریؒ کے نزدیک بھی خلاف سنت ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے آگے چل کر عبدالرحمٰن بن مہدی سے سجدوں کی رفع یدین کا سنت ہونا نقل کیا ہے۔

(۱۳) ......**اخبرنا ایوب بن سلیمان حدثنا ابو بکر بن ابی اویس عن**

سلیمان بن بلال عن العلاء انه سمع سالم بن عبد الله ان اباه کان اذا رفع راسه من السجود و اذا اراد ان یقوم رفع یدیه۔

ترجمہ...... سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد جب سجدہ سے سر اٹھاتے اور جب کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے (دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سجدوں کے بعد بھی رفع یدین کرتے تھے، یہ ان کی اپنی اس حدیث کے خلاف ہے جو پیچھے گزر چکی ہے۔

(۱٤) ......حدثنا عبد الله بن صالح حدثنا اللیث اخبرنی نافع ان عبد اللہبن عمر کان اذا استقبل الصلاۃ رفع یدیه قال و اذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع و اذا قام من السجدتین کبر۔

ترجمہ...... نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور کہا کہ جب وہ رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے (دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں)۔

اس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر دو سجدوں سے کھڑے ہو کر بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

کنکر مارنا :۔

(۱۵) ......حدثنی الحمیدی انبانا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع ان ابن عمر رضی الله عنهما کا اذا رأی رجلاً لا یرفع یدیه اذا رکع و اذا رفع رماه بالحصی۔

ترجمہ...... نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ جب کسی کو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے نہ دیکھتے تو اس کو کنکریاں مارتے۔

یہ روایت بالکل اسی سند کے ساتھ مسند حمیدی ج ۲ / ص ۲۷۷ پر ہے مگر اسکے الفاظ یہ ہیں : **ان ابن عمر کان اذا رای رجلاً لا یرفع یدیه کلما خفض ورفع حصبه حتیٰ یرفع یدیه** ۔ ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کی جائے تو چار رکعت میں ۲۸ جگہ بنتی ہے جب کہ غیر مقلدین چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں گویا ہر چار رکعت میں اٹھارہ پتھروں کے حق دار ہیں۔ دار قطنی میں بھی عیسیٰ بن ابی عمران نے ولید بن مسلم سے یہی الفاظ روایت کئے ہیں ۔ (ج ۱ / ص ۲۸۹) البتہ امام بخاریؒ کے دوسرے استاد امام احمدؒ نے ولید بن مسلم سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں : **کان ابن عمر اذا رای مصلیاً لا یرفع یدیه فی الصلاة حصبه وأمره ان یرفع یدیه** ۔(التمهید لا بن عبد البر ج ۹ / ص ۲۲۴ معرفة علوم الحدیث للحاکم ص ۱۲۸، تاریخ جرجان ص ۴۳۳، مناقب أحمد بن الجوزی ص ۸۸) اس سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے الفاظ حدیث میں بہت تصرف فرمایا ہے۔ اگر کسی زمانہ میں ابن عمرؓ کا یہ فعل رہا ہے تو اس سے رفع یدین کی غرابت معلوم ہوتی ہے اور انسان پتھر اسی وقت مارتا ہے جب دلیل سے عاجز ہو جائے۔

(۱۶) ...... قال البخاری : ویروىٰ عن ابی بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد انه لم یر ابن عمر رضی الله عنهما رفع یدیه الا فی اول التکبیر روىٰ عنه اهل العلم انه لم یحفظ من ابن عمر الاان یکون سها کما یسهو الرجل فی الصلاة فی الشئ بعد الشئ کما ان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم ربما یسهون فی الصلاة فیسلمون فی الرکعتین و فی الثلاث الاترىٰ ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یرمی من لا یرفع یدیه بالحصیٰ فکیف یترك ابن عمر شیئا یأمر به غیره و قد رأی النبی صلی الله علیه وسلم فعله ۔ قال البخاری : قال یحییٰ بن معین : حدیث

ابی بکر عن حصین انما ھو توھم منه لا اصل له۔

ترجمہ...... امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ابوبکر بن عیاش حصین سے اور وہ مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کو سوائے پہلی تکبیر کے کہیں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تو اہل علم نے مجاہد سے روایت کیا کہ وہ ابن عمرؓ سے محفوظ نہیں کر سکے۔ الا یہ کہ وہ بھول گئے ہیں جیسا کہ انسان نماز میں ایک کے بعد دوسری شے کو بھول جاتا ہے جیسا کہ صحابہ کرامؓ بسااوقات بھول جاتے تھے تو دو رکعت میں اور تین رکعت میں سلام پھیر دیتے تھے۔ کیا آپ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ابن عمرؓ رفع یدین نہ کرنے والے کو پتھر مارتے تھے تو وہ ایسے کام کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جس کا دوسرے کو حکم دیتے ہوں؟ اور حال یہ ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یحیٰی بن معین نے فرمایا کہ ابوبکر کی حدیث جو حصین سے مروی ہے وہ وہم ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔

امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ نے عبدالعزیز بن حکیم سے (موطا ص۹۰) اور امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے مجاہد سے (ج ۱/ص ۲۳۷) روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام محمدؒ نے باقاعدہ اس سے استدلال فرمایا ہے جو صحت کی دلیل ہے اور ابوبکر بن عیاش سے خود بخاریؒ نے ج۱/ص۱۸۶، ۲۳۲، ۲۶۳، ۲۷۴، ۴۰۴، ۴۹۶، ج۲/ص ۶۵۵، ۷۲۵، ۷۴۸، ۸۸۹، ۹۰۳، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۶۳، ۹۸۶، ۱۰۵۲، ۱۱۱۸ پر اپنی صحیح میں حدیث لی ہے تو اس کی صحت میں شک نہیں۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو صحیح مان کر جواب دیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رفع یدین کو بھول جاتے تھے، مگر یہ عجیب بھول تھی کہ تحریمہ کی رفع یدین کبھی نہ بھولتے اور وہی رفع یدین بھول جاتے جس پر بقول امام بخاریؒ نہ کرنے والوں کو پتھر مارتے۔ ایک متواتر عمل کی موافقت کو بھول نہیں کہا جاتا، بلکہ سب کے خلاف کوئی

کام کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ بھول گیا۔ ترک رفع یدین پر اہل مدینہ کا تعامل تھا، اس کی موافقت کو اہل مدینہ ہرگز بھول کا نام نہیں دیتے۔ ہاں اس تعامل کے خلاف کرنے کو یقیناً بھول یا وہم کہا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ مہملات کو بھی نقیض بنا لیتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اہل مدینہ کا تعامل ترک رفع یدین پر تھا مگر ابن عمرؓ کے پاس اس متواتر تعامل کے خلاف ایک حدیث تھی۔ انہوں نے چاہا کہ اس پر بھی ایک آدھ دفعہ عمل کر لیں۔ جونہی رفع یدین کی تو سب سے پہلے ان کے صاحبزادہ کو یہ چیز اوپری سی معلوم ہوئی۔ سالم کہتے ہیں: **فسالته من ذلك فزعم انه رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم یصنعه۔** (مسند احمد ج ۲ / ص ۴۶) کہ میں نے سوال کیا تو ان کا گمان تھا کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔ سوال کسی نئے کام پر ہی ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ رفع یدین کرنا ابن عمرؓ کا معمول نہ تھا۔ ایک دن خلاف معمول رفع یدین کی تو سب سے پہلے بیٹے نے ہی نئی بات پر سوال کر ڈالا۔ ادھر قاضی محارب بن دثارؒ نے پوچھ لیا **ماھذا** ؟ یہ رفع یدین کیسی ؟ (مسند احمد ج ۲ / ص ۱۴۶) عین ممکن ہے کہ متواتر تعامل کے خلاف جب ایک حدیث پر عمل کرنے پر اعتراض ہوا تو انہوں نے بھی کچھ تشدد فرمایا ہو اور پتھر مارنے لگ گئے ہوں لیکن بالآخر متواتر تعامل کے سامنے جھکنا پڑا۔ تو الگ الگ اوقات میں الگ الگ کام کرنے میں کوئی تعارض نہیں ہوتا۔ جب پتھر مارنے والا خود ہی رفع یدین چھوڑ بیٹھا تو اب اس پرانی بات کا تذکرہ کوئی مفید نہیں۔ خود امام بخاریؒ کو بھی یہ جواب مسکت معلوم نہ ہوا۔ اس لئے آخری حربہ استعمال فرمایا کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ حدیث **ابی بکر عن حصین توھم لا اصل له ۔** لیکن امام بخاریؒ نے خود صحیح بخاری ج ۲ / ص ۷۲۵ پر ابو بکر عن حصین کی سند سے حدیث لی ہے۔ وہاں ابن معین کا یہ قول یاد کیوں نہ رہا؟ جب یہ سند صحیح بخاری میں قابل قبول ہے تو اس رسالہ میں قابل قبول کیوں نہیں؟ اصل بات یہی ہے کہ جو خبر واحد متواتر تعامل کے خلاف ہو، اہل

مدینہ اس کو شاذ سمجھتے تھے کہ تواتر کے خلاف شاذ پر عمل جائز نہیں اور عبد اللہ بن عمرؓ کا پہلے خیال تھا کہ ایسی حدیث پر بھی کبھی کبھار عمل جائز ہے۔آخر کار ابن عمرؓ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حدیث رفع یدین کے راوی ضرور تھے مگر رفع یدین کو سنت نہیں سمجھتے تھے ورنہ وہ رفع یدین کو کبھی ترک نہ کرتے۔ بہر حال اس سے سنت رفع یدین کا اثبات حدیث میں نہیں ہے اور فہم صحابی اور تعامل اہل مدینہ کے بھی خلاف ہے۔

عمر بن عبد العزیزؒ :۔

(۱۷) ...... حدثنا محمد بن یوسف حدثنا عبد الاعلیٰ بن مسهر حدثنا عبد الله بن العلاء بن زبیر وحدثنا عمر بن المهاجر قال: كان عبد الله بن عامر سالنی ان استاذن له علیٰ عمر بن عبد العزیز فاستا ذنت له علیه فقال الذی جلد اخاه فی ان رفع یدیه ان کنالنودب علیه و نحن غلمان فی المدینة فلم یاذن له قال البخاری : وكان زائدة لا یحدث إلا اهل السنة اقتداء بالسلف و لقد رحل قوم من اهل بلخ مرجیة الی محمدبن یوسف بالشام فاراد محمد اخراجهم منها حتیٰ تابوا من ذلك ورجعوا الی السبیل والسنة و لقد رأینا غیر واحد من اهل العلم یستتیبون اهل الخلاف فان تابوا والا اخرجوهم من مجالسهم و لقد كلم عبد الله بن زبیرسلیمان بن حرب وهو یومئذقاضی مكة ان یحجرعلیٰ بعض اهل الرای فحجرعنه سلیمان فلم یكن یجترئ بمكة ان یفتی حتیٰ یخرج عنها۔

ترجمہ ...... عمر بن مہاجر سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عامر نے مجھ کو کہا کہ میں عمر بن عبد العزیزؒ سے ان کے پاس آنے کی اجازت حاصل کروں۔ پس میں نے اس کے لئے عمر بن عبد العزیزؒ سے اجازت مانگی۔آپ نے کہا : یہ وہ شخص ہے

جس نے رفع یدین کرنے پر اپنے بھائی کو کوڑے مارے ہیں، حالانکہ مدینہ میں سختی سے تنبیہ کی جاتی تھی تو انہوں نے اجازت نہیں دی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ زائدہ سلف کی تقلید میں اہل سنت کے بغیر کسی سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ اہل بلخ مرجیہ کی ایک جماعت شام میں محمد بن یوسف کے پاس آئی تو محمد نے شام سے ان کے نکال دینے کا ارادہ کیا حتی کہ انہوں نے توبہ کرلی اس سے اور سیدھے راستے اور سنت کی طرف آگئے اور تحقیق ہم نے بے شمار اہل علم کو دیکھا کہ اپنے مخالف سے توبہ کراتے تھے۔ اگر توبہ کی تو ٹھیک ورنہ ان کو اپنی مجلس سے نکال دیتے تھے اور عبد اللہ بن زبیر نے سلیمان بن حرب سے بات کی جو ان دونوں مکہ کے قاضی تھے کہ بعض اہل الرائے پر پابندی لگائی جائے، پس سلیمان نے پابندی لگادی۔ چنانچہ وہ مکہ میں فتویٰ دینے کی جرأت نہیں کرتا تھا یہاں تک مکہ سے نکل جاتا۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ تقریباً ۱۰۰ھ میں خلیفہ بنے۔ اس میں یہ معلوم نہیں کہ کس رفع یدین کا ذکر ہے، جہاں بھی رفع یدین کا لفظ آجائے وہاں متنازعہ فیہ رفع یدین مراد لے لینا ایسی ہی مثال ہے کہ کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا دو اور دو، وہ کہنے لگا چار روٹیاں۔ اس کے بعد امام بخاریؒ زائدہ کی تعریف فرماتے ہیں کہ وہ صرف اہل سنت سے حدیث لیتا تھا، مگر کیا کیا جائے کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کتنے ہی اہل بدعت سے روایات لی ہیں۔ شاید اہل علم جن اہل بدعت کو مجلس سے نکالتے تھے وہ صحیح بخاری میں ہی بھرتی ہو جاتے تھے۔ نیز عمر بن عبد العزیزؒ کے اثر میں عُمر بن مہاجر مجہول تھا، غیر مقلدین نے تحریف کر کے عمرو بن مہاجر بنادیا ہے۔

چار صحابہؓ :۔

(۱۸) ......حدثنا مالك بن اسماعيل حدثناشريك عن ليث بن ابى سليم بن زنيم القرشي عن عطاء قال رأيت ابن عباس و ابن الزبير و ابا سعيد

و جابر رضی الله عنهم یرفعون ایدیهم اذاافتتحوا الصلاة و اذا رکعوا۔

ترجمہ...... عطاء سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ، ابن زبیر، ابو سعیدؓ، اور جابر کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب نماز شروع کرتے ہیں اور جب جھکتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۲۳۵ پر یہ اثر ہے۔ اس میں حضرت جابرؓ کی جگہ ابن عمرؓ ہے اور اس کی سند میں شریک اور لیث دونوں راوی امام بخاریؒ کے ہاں بھی متکلم فیہ ہیں۔ اس لئے صحیح بخاری میں ان دونوں سے کوئی روایت نہیں لی۔ پھر اس اثر میں کوئی وضاحت بھی نہیں۔ اذا رکعوا کا معنی اگر رکوع ہے تو صرف رکوع کرنے کی رفع یدین ہوئی، رکوع سے اٹھنے کی نہ ہوئی اور اگر اس کا معنی "جب جھکتے" ہو تو پھر سجدوں میں جھکتے وقت بھی ثابت ہو گی۔ الغرض مؤلف کو نہ اس بات کا خیال رہتا ہے کہ دلیل دعویٰ کے مطابق ہو، نہ یہ کہ دلیل صحیح ہو اور نہ یہ کہ معارضہ سے خالی ہو۔ غیر مقلدین جو تیسری رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کو سنت کہتے ہیں، ان کے نزدیک تو ان چاروں صحابہؓ کی نماز خلاف سنت ہوئی۔ حضرت عطیہ العوفیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے، پھر نہیں کرتے تھے، (نصب الرایہ ج ۱ / ص ۴۰۶ بحوالہ بیہقی) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سات جگہ کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں[1]: ایک جب نماز کے لئے کھڑا ہو باقی چھ حج میں۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ / ص ۲۳۷)

حضرت ابو ہریرہؓ :۔

(۱۹) ...... حدثنا محمد بن الصلت حدثنا ابو شهاب عبد ربه عن محمد بن اسحاق عن عبد الرحمٰن الاعرج عن ابی هریرة رضی الله عنه انه کان اذا کبر رفع یدیه و اذا رکع و اذا رفع رأسه من الرکوع۔

ترجمہ...... حضرت عبدالرحمٰن اعرج سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ

جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے

اس سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ پس یہ روایت ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ نمبر ۲۲ پر بھی ابو ہریرہؓ کا اثر لا رہے ہیں، اس میں اذا کبر واذا رفع کے الفاظ ہیں۔ اس کی سند میں قیس بن سعید مجہول تھا۔ غیر مقلدین نے قیس بن سعد بنا ڈالا ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی نماز غیر مقلدین کے نزدیک خلاف سنت ہی رہی کیونکہ دسویں رفع یدین نہیں ہے۔

حضرت انسؓ :۔

(۲۰) ......حدثنا مسدد حدثنا عبد الواحد بن زیاد عن عاصم الاحول قال رأیت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اذا افتتح الصلاۃ و رفع یدیہ و یرفع کلما رکع و رفع رأسہ من الرکوع۔

ترجمہ...... عاصم احول سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور رفع یدین کرتے جب بھی رکوع کرتے اور جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے۔

حضرت ابن عباسؓ :۔

(۲۱) ...... حدثنامسدد حدثناھشیم عن ابی جمرۃ قال رأیت ابن عباس رضی اللہ عنھما یرفع یدیہ حیث کبر و إذا رفع رأسہ من الرکوع۔

ترجمہ...... ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا کہ وہ رفع یدین کرتے ہیں جب تکبیر کہتے ہیں اور جب رکوع سے سر اٹھاتے ہیں۔

اس کی سند میں ابو جمرہ (''ج'' کے ساتھ) مجہول ہے۔ اس لئے سند صحیح نہیں۔ (نسخہ دہلی، اسوہ ص ۲۷) افسوس کہ غیر مقلدین نے تحریف کر کے اس کو

ابو حمزہ بنادیا ہے۔ پھر بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ چار رکعت میں پانچ دفعہ تو رفع یدین کرتے تھے اور پانچ دفعہ نہیں کرتے تھے۔ گویا چار رکعت نماز میں (بقول غیر مقلدین) پانچ سنتیں ترک فرماتے تھے۔

(۲۲)......حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا یزید بن ابراھیم عن قیس بن سعید عن عطاء قال صلیت مع ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فکان یرفع یدیہ اذا کبر واذا رفع۔

ترجمہ...... عطاء نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ رفع یدین کرتے جب تکبیر کہتے اور جب اٹھتے۔

حضرت وائلؓ :۔

(۲۳)......حدثنا مسدد حدثنا خالد حدثنا حصین عن عمرو بن مرۃ قال: دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمۃ بن وائل یحدث عن ابیہ قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ قبل الرکوع۔

ترجمہ...... عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں حضرموت کی مسجد میں داخل ہوا تو علقمہ بن وائل اپنے والد سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ حضور ﷺ رفع یدین کرتے تھے رکوع سے قبل۔

امام بخاریؒ نے حصین عن عمرو بن مرہ کے طریق سے نہایت نامکمل روایت نقل فرمائی ہے، جب کہ امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ اس کو نہایت مکمل نقل کر چکے ہیں۔ "محمدؒ قاضی القضاۃ ابو یوسفؒ کے واسطے سے حصین بن عبدالرحمان سے نقل کرتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم نخعیؒ کے ہاں گئے، تو عمرو بن مرہ نے کہا کہ مجھے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے باپ سے حدیث سنائی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جب تکبیر کہی تو ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع کیا اور رکوع سے اٹھے۔ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا:

میں نہیں جانتا کہ شاید وائلؓ نے ایک دن کے علاوہ نبی ﷺ کو کبھی نماز پڑھتے دیکھا ہو۔ اور اس دن کا رفع یدین کرنا یاد رکھا اور اس رفع یدین کو عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہؓ نے یاد نہ رکھا۔ میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی یہ حدیث رفع یدین کی نہیں سنی سوائے اس کے نہیں کہ وہ سب صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔" (موطا ص ۹۰) اور امام طحاویؒ نے اسی سند کے ساتھ جو یہاں امام بخاریؒ نے نقل کی ہے، یہ روایت نقل کی ہے کہ عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں موت کی مسجد میں داخل ہوا تو حضرت علقمہؒ اپنے باپ وائلؓ سے حدیث روایت کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ پس میں نے یہ حدیث ابراہیم نخعیؒ کے پاس ذکر کی تو ابراہیم نخعیؒ غصہ میں آگئے اور کہا: وائلؓ نے رفع یدین دیکھ لی اور عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہؓ نے نہ دیکھی؟ اور دوسری سند سے ہے اگر وائلؓ نے ایک دفعہ آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہؓ نے پچاس مرتبہ دیکھا کہ آپ ﷺ رفع یدین نہ کرتے تھے۔ (طحاوی) دیکھئے اس مفصل روایت میں بات کس قدر واضح ہے کہ رفع یدین کا ثبوت تو ہے لیکن وہ باقی نہ رہی۔ صحابہ کرامؓ میں علمی اور عملی طور پر ترک رفع یدین ہی متواتر رہا۔ لیکن امام بخاریؒ نے اس روایت کا جس طرح اختصار فرمایا ہے اس سے نفس ثبوت تو معلوم ہوا لیکن بقاء و مواظبت کی نفی معلوم ہوئی۔ حالانکہ سنیت کے لئے مواظبت کا ثبوت چاہیئے۔

حضرت ام درداءؓ :۔

(۲۴)......حدثنا خطاب بن اسماعیل عن عبدربه بن سلیمان بن عمیر قال: رأیت ام الدرداءؓ ترفع یدیها فی الصلاة حذو منکبیها۔

ترجمہ...... عبدربہ بن سلیمان سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ام درداءؓ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتی ہیں نماز میں کندھوں تک۔

(۲۵)......حدثنامحمد بن مقاتل حدثناعبداللّٰه بن المبارك انبانا اسماعیل بن عیاش حدثنی عبدربه بن سلیمان بن عمیر: رأیت ام الدرداء رضی اللّٰه عنها ترفع یدیها فی الصلاۃ حذومنکبیها حین تفتتح الصلاۃ وحین ترکع فاذا قالت: سمع اللّٰه لمن حمده رفعت یدیها وقالت: ربناولك الحمد. قال البخاری: ونساء بعض اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هن اعلم من هئولآء حین رفعن ایدیهن فی الصلاۃ۔

ترجمہ...... عبدربہ بن سلیمان سے روایت ہے، انہوں نے کہاکہ میں نے ام درداءؓ کو دیکھا رفع یدین کرتی ہیں کندھوں تک جب نماز شروع کرتی ہیں اور جب رکوع کرتی ہیں۔ پس جب سمع اللّٰه لمن حمده کہتیں تو ہاتھ اٹھاتیں اور ربنالك الحمد کہتیں۔ امام بخاریؒ نے فرمایاکہ بعض صحابہؓ کی عورتیں ان لوگوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں جب کہ وہ رفع یدین کرتی تھیں نماز میں۔

(۲۵،۲۴) دونوں سندوں میں عبدربہ جو مجہول ہے اور دوسرا راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس کی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے۔ پس نہ تو یہ روایات صحیح ہیں اور نہ ہی دعوی کے مطابق ہیں، کیونکہ کسی ایک میں بھی پوری دس جگہ کی رفع یدین مذکور نہیں۔ غیر مقلدین نے دونوں سندوں میں بھی تحریف کی ہے۔ پہلی سند میں مصری نسخوں میں خطاب بن اسماعیل تھا جو مجہول ہے، انہوں نے خطاب عن اسماعیل کردیا اور بن کو عن سے بدل دیا اور دوسری سند میں حدثنامقاتل تھا، اس کو ابن المقاتل سے بدل دیا لیکن پھر بھی دلیل دعوی کے مطابق نہ بنی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

جب یہ واضح ہوگیاکہ نہ سند صحیح ہے، نہ دلیل دعوی کے مطابق تو امام بخاریؒ کے اس طنز کا کیا موقع رہاکہ بعض صحابہؓ کی بیویاں ان سے زیادہ عالم تھیں کہ

کہ نماز میں رفع یدین کرتی تھیں۔

محارب بن دثارؒ :۔

(۲۶)......حدثنااسحاق بن ابراهیم الحنظلی حدثنا محمد بن فضیل عن عاصم بن کلیب عن محارب بن دثار رایت ابن عمررضی اللّٰه عنهما رفع یدیه فی الرکوع فقلت له ماذلك فقال: کان رسول اللّٰهﷺ اذا قام من الرکعتین کبرو فع یدیه۔

ترجمہ...... محارب بن دثارؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے رفع یدین کی رکوع میں۔ میں نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعات سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔

یہ محارب بن دثارؒ عہد صحابہؓ کے قاضی ہیں۔ انہوں نے رفع یدین کو بالکل اوپری بات سمجھا اور پوچھاماھذا؟ (ابن ابی شیبہ ج۱/ص ۲۳۵، مسند احمد ج ۲/ص ۴۵) اسی طرح سالم نے بھی اس بارے میں سوال کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مدینہ شریف میں عہد صحابہؓ و تابعین میں رفع یدین والی نماز سے لوگ واقف تک نہ تھے۔ یہی ہمارا مدعا ہے کہ رفع یدین کا ثبوت تو تھا جس طرح جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ہے اور روزہ میں بیوی سے مباشرت کرنے کا ہے یا بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا ہے لیکن نہ یہ کام سنت ہیں، نہ مستحب۔ مؤلف نے اس رسالہ میں نہ تو صحت کا خیال رکھا نہ دعوی سے مطابقت کا اور سند اور متن میں بھی لاپرواہی رہی ہے۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور امام احمدؒ دونوں امام بخاریؒ کے استاد ہیں، دونوں نے لفظ ماهذا؟ روایت کیا ہے لیکن جزء بخاری کے کسی نسخہ میں ماذلك ہے، کسی میں ذلك ہے اور کسی میں قم ذلك ہے۔

(۲۷)......حدثنامسلم بن ابراهیم حدثنا شعبة حدثناعاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر الحضرمی رضی اللّٰه عنه انه صلی مع النبی

صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلماکبرورفع یدیہ فلماارادان یرکع رفع یدیہ .قال البخاری: ویروی عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علہ وسلم وعن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعن عبید بن عمیر عن ابیہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم .وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعن ابی موسی رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عندالرکوع واذا رفع راسہ. قال البخاری: وفیماذکرنا کفایۃ لمن یفھمہ ان شاء اللّٰہ تعالی۔

ترجمہ......وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پس جب تکبیر کہی تو رفع یدین کی، پھر جب رکوع کاارادہ کیا تو رفع یدین کی۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے حضورﷺ سے اور حضرت ابوہریرہؓ نے حضورﷺ سے اور حضرت جابرؓ نے حضورﷺ سے اور عبید بن عمیر نے اپنے والد سے انہوں نے حضورﷺ سے اور ابن عباس نے حضورﷺ سے اور حضرت ابو موسیٰؓ نے حضورﷺ سے روایت کی ہے کہ حضورﷺ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں: جو ہم نے ذکر کیا سمجھنے والے کے لئے یہی کافی ہے انشاءاللہ۔

یہ بھی حضرت وائلؓ والی حدیث ہے جس کی بحث نمبر ۱۰، ۲۳ کے تحت گزر چکی ہے۔اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ نے چار رکعت میں پانچ دفعہ رفع یدین کی اور بقول غیر مقلدین پانچ سنتوں کو چھوڑا۔

بے سند مردم شماری :۔

اس کے بعد امام بخاریؒ نے پھر بے سند مردم شماری شروع کردی ہے کہ

حضرت عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبید بن عمیرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، اور حضرت ابو موسیٰؓ چھ صحابہ کرامؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے، اس بے سند مردم شماری میں دسویں رفع یدین جو غیر مقلدین کے ہاں سنت ہے، اس کا ذکر نہیں۔ پہلے نمبر میں امام بخاریؒ نے سترہ صحابہؓ کا ذکر کر کے چودہ نام لکھے تھے، اب چھ کا نام رہ گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع یدین کی چار سو احادیث ہیں وہ امام بخاریؒ کو بالکل قلیل الحدیث سمجھتے ہیں اور جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ صحابہؓ کرام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر عمر تک رفع یدین کرتے رہے ان کے خیال میں امام بخاریؒ علم حدیث سے بالکل کورے تھے، کیونکہ امام بخاریؒ کو اس رسالہ میں جو رطب ویابس ملاوہ جمع کر دیا ہے مگر یہ باتیں نہیں لکھیں۔

عاصم بن کلیبؒ :۔

امام بخاریؒ نے اس رسالہ میں عاصم بن کلیبؒ سے آٹھ جگہ روایت لی ہے : نمبر ۱۱، ۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۷۲، ۷۳ اور کسی ایک جگہ بھی اس کے لئے جرح کا کوئی کلمہ نہ بادلیل ذکر کیا نہ بے دلیل۔

(۲۸)......حدثنا محمد بن مقاتل اخبرناعبداللّٰه عن ابن جريح قراء ة قال: اخبرني الحسن بن مسلم انه سمع طاؤسايسال عن رفع اليدين في الصلاة قال: رأيت عبداللّٰه و عبداللّٰه وعبداللّٰه يرفعون ايديهم فعبداللّٰه بن عمر و عبداللّٰه بن عباس وعبداللّٰه بن الزبير قال طاؤس: في التكبيرة الاولى التي للاسفتاح باليدين ارفع مماسواها من التكبير قلت لعطاء : ابلغكم ان التكبيرة الاولى ارفع مماسواها من التكبيرقال لا:قال البخاري: ولوتحقق حديث مجاهد انه لم يرابن عمر رفع يديه

لکان طاؤس وسالم و نافع ومحارب بن دثار وابی الزبیر حین روہ اولی .لان ابن عمررضی اللّٰہ عنہما رواہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم یکن یخالف الرسول مع ماروواہ اھل العلم من اھل مکۃ والمدینۃ والیمن والعراق انہ کان یرفع یدیہ.

ترجمہ...... حسن بن مسلم سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیاکہ طاؤس سے رفع یدین کے متعلق سوال ہوتا توجواب دیتے کہ میں نے دیکھاہے عبداللہ، عبداللہ اور عبداللہ کو کہ رفع یدین کرتے ہیں اور ان سے مراد عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ ہیں۔ طاؤس نے فرمایاکہ تکبیر اولی جو افتتاح کے لئے ہے اس میں دوسری تکبیروں کی نسبت زیادہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ میں نے عطاء سے کہاکہ آپکو یہ خبر پہنچی ہے کہ دوسری تکبیروں کی نسبت پہلی تکبیر میں زیادہ ہاتھ اٹھائے جائیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر مجاہدؒ کی حدیث سے ثابت ہو جائے کہ انہوں نے ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھاتب بھی طاؤس، سالم، نافع، محارب بن دثار اور ابوزبیر کی روایت جب کہ انہوں نے دیکھا ہے زیادہ اولی ہے۔ اس لئے ابن عمرؓ نے اس کو آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے تووہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کرسکتے۔ مزید یہ کہ مکہ، مدینہ، یمن اور عراق کے اہل علم نے رفع کی روایت کی ہے۔

حضرت طاؤسؒ :۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ طاؤسؒ (تابعی) یمنی سے رفع یدین کے بارے میں پوچھا گیا۔ یہ عجیب مسئلہ ہے کہ اہل مکہ کو ایک یمنی سے پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، اور عبداللہ بن زبیرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا، لیکن کتنی جگہ رفع یدین کرتے تھے اس کو امام بخاریؒ نے مبہم رکھا، جب کہ امام بخاری کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے

طاؤس کی رفع یدین کا ابہام ختم کر دیا تھا۔ ابوبکرنا ابن علیه عن ایوب قال رایت نافعا وطاؤسا یرفعان ایدیهما بین السجدتین۔ (ج ۱/ ص ۲۷۱) یعنی نافع اور طاؤس بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے۔ امام بخاری نے یہاں یہ بھی ابہام رکھا کہ طاؤس ہاتھ کہاں تک اٹھاتے تھے۔ امام بخاری کے دادا استاد عبدالرزاق نے یہ ابہام کھول دیا تھا۔ "ابن جریج کہتے ہیں کہ طاؤسؒ پہلی تکبیر میں ہاتھ سے اونچے اٹھاتے تھے۔" (عبدالرزاق ج ۲/ ص ۷۰) البتہ مؤلف نے خود نمبر ۶۸ اور ۶۹ کے تحت طاؤس کی رفع یدین کا ذکر کیا ہے کہ وہ رکوع اور سجود میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ :۔

امام بخاریؒ نے پھر یہ بات چھیڑ دی ہے کہ مجاہدؒ نے اگر ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تو اہل مکہ سے ابو زبیرؒ نے اہل مدینہ سے سالمؒ نے

، اہل یمن سے طاؤس نے اور اہل عراق سے محارب بن دثار نے دیکھا ہے اور یہ زیادہ اولی ہے، کیونکہ ابن عمر نے حضور ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ مسئلہ رفع یدین میں امام بخاری کے ہاں اولی اور غیر اولی کا اختلاف ہے نہ کہ ثبوت و عدم ثبوت کا۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جو ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کی جس کو بقول امام بخاریؒ چار آدمیوں نے دیکھا ایک مدنی نے، ایک مکی نے، ایک عراقی نے اور ایک یمنی نے۔ جن میں سے مدنی سالم نے اور عراقی محارب بن دثارؒ نے فوراً اعتراض کر دیا ما ھذا؟ دوسرے دو نے بھی ان دونوں پر اعتراض نہ کر کے گویا تسلیم کر لیا۔ امام بخاریؒ کے نزدیک قابل اعتراض نماز اولی ہے بلکہ امام بخاری نے خود تسلیم فرمالیا کہ اس روایت کا راوی (طاؤس کا شاگرد) حسن بن مسلم، طاؤس اور سالم حدیث ابن عمرؓ کے خلاف سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (دیکھو! نمبر ۶۹، ۷۰) اور نافع بھی بین

السجدتین رفع یدین کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ج۱/ص۲۷۱)

تحریف :۔

نمبر ۲۹ کے شروع میں حتی لقد حدثنی ہے۔ محمد صدیق غیر مقلد نے "اسوہ سید الکونین" ترجمہ "جزء رفع یدین" میں اس کو حتی لقی بنادیا اور نمبر ۲۸ کے آخر میں جوڑ کر ترجمہ یوں کر دیا کہ وہ اپنی وفات تک رفع یدین کرتے رہے۔

(۲۹)......حتی لقد حدثنی مسدد قال نایزید بن زریع عن سعید عن قتادة عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانھا ایدیھم المراوح یرفعونھا اذارکعوا واذا رفعوا رؤوسھم۔

ترجمہ...... حسن نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ، ان کے ہاتھ گویا پنکھے تھے، وہ رفع یدین کرتے تھے جب جھکتے اور جب سر اٹھاتے۔

(۳۰)......حدثناموسی بن اسماعیل حدثنا ابوھلال عن حمید بن ھلال قال: کان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا صلوا کان ایدیھم حیال اذانھم کانھا المراوح قال البخاری: فلم یستثن الحسن وحمید بن ھلال احدا من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دون احد۔

ترجمہ...... حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں تک ہوتے گویا کہ پنکھے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حسن اور حمید بن ہلال نے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ میں سے کسی ایک کا استثناء نہیں کیا۔

(۳۱)......حدثنا محمد بن مقاتل اخبرنا عبداللّٰہ اخبرنا زائدة بن قدامة حدثناعاصم بن کلیب الجرمی حدثنا ابی ان وائل بن حجر اخبرہ قال: قلت: لانظرن الی صلاة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف یصلی؟ قال: فنظرت الیہ قال: فکبر ورفع یدیہ ثم لما ارادان یرکع رفع یدیہ

مثلها ثم رفع راسه فرفع یدیه مثلهاثم جئت بعد ذلك فی زمان فیه برد علیهم جل الثیاب تحرك ایدیهم من تحت الثیاب قال البخاری: ولم یستثن وائل من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احد اذا صلوامع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه لم یرفع یدیه۔

ترجمہ...... عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ کو وائل بن حجرؓ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا کہ کیسے پڑھتے ہیں؟ تو کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کی، پھر سر اٹھایا تو رفع یدین کی، پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو رفع یدین کی، پھر سر اٹھایا تو رفع یدین کی اسی طرح، پھر اس کے بعد میں ایک زمانہ میں تھا کہ صحابہ کرامؓ پر موٹے کپڑے تھے، کپڑوں کے نیچے سے انکے ہاتھ حرکت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وائلؓ نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کا استثناء نہیں کیا کہ جب وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو رفع یدین نہیں کی۔

صحابہ کرامؓ اور رفع یدین :۔

(۲۹ تا ۳۱) امام بخاریؒ نے امام حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے جب جھکتے اور جب سر اٹھاتے۔ اولاً تو یہ سند سخت ضعیف ہے کیونکہ سند میں سعید بن ابی عروبہ مختلط ہے اور قتادہ مدلس ہے۔ نہ تحدیث ثابت ہے اور نہ ہی متابعت۔ امام بخاریؒ نے خود جزء قرأت میں حدیث اذا قرا فانصتوا میں قتادہ پر یہی اعتراض کیا ہے۔ پھر اس میں ابہام بھی ہے کہ کس سے سر اٹھانا مراد ہے؟ اور یہ ضعیف اور مبہم روایت صحاح ستہ میں سے ابو داؤد کی روایت کے خلاف بھی ہے۔ چنانچہ محمد بن جحادہؒ نے جب حسن بصریؒ کو حضرت وائلؓ کی رفع یدین والی حدیث سنائی کہ آنحضرت ﷺ نے جس طرح رکوع جاتے وقت رفع یدین کی، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کی اسی طرح جب سجدہ سے سر اٹھایا تو بھی رفع

یدین کی (ایضا رفع یدیه) اس روایت سے ایک تو اس روایت کا ابہام کھل گیا کہ یہاں صرف یہ ہے کہ جب سروں کو اٹھاتے تو رفع یدین کرتے، ابو داؤد کی حدیث میں وضاحت ہو گئی کہ رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع یدین کی اور سجدہ سے سر اٹھا کر بھی، پھر امام حسن بصریؒ نے فرمایا :۔ یہ رسول اللہ ﷺ والی نماز ہے۔ فعله من فعله و ترکه من ترکه کہ بصرہ میں سارے رفع یدین کرنے والے نہ تھے بلکہ ترک رفع یدین والے بھی تھے، بلکہ محمد بن جحادہؒ کا امام حسن کو یہ حدیث سنانا تعجب کے طور پر تھا اور تعجب غیر معروف عمل ہوتا ہے اصحاب جمع کا صیغہ ہے جو تین پر بھی بولا جاسکتا ہے اور امام بخاریؒ کا یہ فرمان کہ امام حسنؒ نے استثناء نہیں فرمایا یہ امام حسن کی نص ترکہ من ترکہ کے خلاف ہے۔ اہل کوفہ صحابہؓ کے بارے میں ابراہیم نخعیؒ کا فرمان ماسمعته من احدمنهم سالبہ کلیہ ہے مکہ میں میمون کا فرمانا لوا راحدا یصلیها سالبہ کلیہ ہے۔ بصرہ کے بارے میں امام حسنؒ نے کوئی موجبہ کلیہ بیان نہیں فرمایا بلکہ ترکہ من ترکہ فرما کر موجبہ کلیہ کی نفی کر دی۔ اب بھی امام بخاری کا اس کو موجبہ کلیہ قرار دینا محض سینہ زوری ہے، حمید بن ہلال کی روایت میں بھی سب صحابہؓ کا ذکر نہیں۔ اگر سب مراد لئے جائیں تو یہ ثابت ہوگا کہ سب صحابہؓ ہمیشہ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ گویا کندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی متفق علیہ حدیث امام بخاریؒ کے ہاں سب صحابہ کرامؓ میں متروک تھی۔ حمید بن ہلال کی روایت میں صرف رفع یدین کا ذکر ہے نہ کہ رکوع کی رفع یدین کا۔ البتہ بعد میں حضرت وائل کی دوسری آمد کا جو ذکر کیا ہے، امام بخاری نے یہاں بھی رفع یدین کا ابہام رکھا ہے جب کہ ابو داؤد میں وائلؓ کی دوسری آمد میں یہ صراحت ہے ثم اتیتهم فرایتهم یرفعون ایدیهم الی صدورهم فی افتتاح الصلاة۔ (ابو داؤد ج۱ / ص ۱۱۰) یعنی حضرت وائل فرماتے ہیں کہ صحابہؓ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور امت کا بھی اس پر اجماع ہے کہ تکبیر تحریمہ کی رفع یدین مستحب

ہے۔(نووی شرح مسلم ج ۱/ص ۱۶۸)خود امام بخاریؒ کے شاگرد بھی ترمذی میں اہل علم صحابہؓ اور تابعینؒ کو رفع یدین کے تارک گردانتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جو رفع یدین سب صحابہؓ کرتے تھے اور کسی صحابی سے جس رفع یدین کا چھوڑنا ثابت نہیں وہ تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ہے۔رکوع یا سجود کی رفع یدین کے بارے میں ایسا بے بنیاد دعوی اجماع امت کے خلاف ہے۔

حدیث عبداللہ بن مسعودؓ :۔

(۳۲)......قال البخاری : ویروی عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن علقمة قال : قال ابن مسعود رضی اللہ عنه: الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلیٰ ولم یرفع یدیه الا مرۃ .وقال احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم : قال : نظرت فی کتاب عبد اللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیه ثم لم یعد فهٰذا اصح لان الکتاب احفظ عند اهل العلم لان الرجل یحدث بشیٔ ثم یرجع الی الکتاب فیکون کما فی الکتاب۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ علقمہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں ؟ تو نماز پڑھائی اور رفع یدین نہیں کی سوائے پہلی مرتبہ کے۔امام احمد بن حنبلؒ نے یحیٰی بن آدم سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب کو دیکھا جو اس نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے، اس میں ثم لم یعد نہیں ہے۔پس یہ زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ اہل علم کے نزدیک کتاب میں زیادہ حفاظت ہوتی ہے اس لئے کہ ایک آدمی کسی چیز کو بیان کرتا ہے پھر کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے تو ویسا ہی ہوتا جیسا کہ کتاب میں ہے۔

(۳۳) ...... حدثنا الحسن بن الربیع حدثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب

عن عبد الرحمن بن الاسود حدثنا علقمة ان عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال : علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الصلاة فقام فکبر و رفع یدیه ثم رکع فطبق یدیه فجعلها بین رکبتیه فبلغ ذلك سعدًا فقال: صدق اخی قدکنا نفعل ذلك فی اول الاسلام ثم امرنا بهٰذا قال البخاری:هٰذا المحفوظ عند أهل النظر من حدیث عبد الله بن مسعود۔

ترجمہ...... علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھائی۔ پس کھڑے ہوئے۔ تکبیر کہی اور رفع یدین کی پھر رکوع کیا اور تطبیق کی کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھ دیا۔ یہ بات حضرت سعدؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بھائی نے سچ کہا، ہم اول اسلام میں یہ کرتے تھے پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ اہل علم کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے زیادہ محفوظ ہے۔

(۳۲، ۳۳) حضرت امام بخاریؒ نے ان دونوں نمبروں کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ بتایا اور ایک دفعہ رفع یدین کی پھر نہ کی اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی اور رکوع میں تطبیق کی۔ تو حضرت سعدؓ نے اعتراض کیا کہ یہ ہم پہلے کرتے تھے پھر گھٹنے پکڑنے کا حکم ہوا۔ ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے جو صحیح نتیجہ نکلتا تھا کہ جمہور صحابہؓ کے نزدیک تطبیق خلاف سنت تھی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فوراً اعتراض کر دیا۔ اگر تحریمہ کے بعد ترک رفع یدین بھی خلاف سنت ہوتی تو حضرت سعدؓ کبھی خاموش نہ رہتے۔ معلوم ہوا کہ تطبیق کے خلاف سنت ہونے میں صحابہ کرامؓ میں اختلاف تھا۔ جمہور اس کو سنت نہیں سمجھتے تھے اگرچہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کو بھی سنت سمجھتے تھے مگر تحریمہ کے بعد ترک رفع

یدین میں صحابہؓ خصوصاً اہل کوفہ میں قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا، سب اہل کوفہ صحابہؓ ترک رفع یدین بعد تحریمہ کو ہی سنت مانتے تھے۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ امام بخاریؒ کے شاگرد امام ترمذیؒ نے حدیث ابن مسعودؓ کے بعد یہی لکھا: **وھو قول سفیان و اھل الکوفة** (ترمذی ج۱/ ص۵۹) امام بخاریؒ بھی انکار نہیں کر سکے۔ ایک حدیث کو اصح فرمایا جو تطبیق والی ہے تو دوسری یقیناً صحیح ہوئی لیکن امام بخاریؒ نہ صحیح پر عمل کرنے کو تیار ہیں نہ اصح پر۔ امام بخاریؒ ان دونوں حدیثوں کی سندوں پر اعتراض نہیں کر سکے۔ صرف یہ لکھا ہے کہ امام احمدؒ یحییٰ بن آدم کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں عبداللہ بن مسعودؓ کی تطبیق والی حدیث دیکھی، اس تطبیق والی حدیث میں **لم یعد** نہیں تھا۔ یعنی عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک حدیث جس میں ترک رفع یدین بعد تحریمہ کا ذکر ہے وہ سفیان ثوریؒ نے عاصم بن کلیب کی سند سے روایت کی ہے اور تطبیق والی حدیث عبداللہ بن ادریس نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے۔ جب عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں سفیان والی حدیث ہی نہیں تو اس میں **لم یعد** تلاش کرنا ہی فضول ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ امام سفیان ثوریؒ اور اس کے شاگرد وکیع کا عمل اور اہل کوفہ کا عمل کیا ہے؟ تو خود بخاریؒ کو تسلیم ہے کہ **کان الثوری و وکیع و بعض الکوفیین لا یرفعون أیدیھم**۔ (جزء بخاری نمبر ۷۵) یعنی وکیع، ثوری اور بعض اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ وکیع، ثوری اور اہل کوفہ کے اجماعی عمل کے خلاف یہ کہنا کہ سفیان کی روایت میں **لم یعد** ثابت نہیں، یہ محض انکار حدیث ہوگا۔ تاہم امام احمدؒ اور امام ابن ابی شیبہؒ دونوں سے حدیث ابن مسعود ترک رفع یدین والی روایت کی اور یہ دونوں امام بخاریؒ کے استاد ہیں۔ ادھر امام بخاریؒ نے پورا زور لگا کر صرف دو صحابہ کرامؓ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ سے دو حدیثیں صحیح بخاری میں لا سکے مگر ان کے چہیتے شاگرد امام نسائیؒ نے وہ دونوں حدیثیں لکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث

سے ان دونوں کو متروک قرار دے دیا۔ (نسائی ج۱ / ص ۱۴۸) علامہ نوویؒ نے شرح مسلم ج۱ / ص ۱۵۶ پر محدثین کا ایک قاعدہ نقل فرمایا ہے کہ محدثین اختلافی حدیثوں میں منسوخ اور پہلے زمانے کی حدیث پہلے لاتے ہیں اور بعد والی اور ناسخ حدیث بعد میں لاتے ہیں۔ اس اصول پر امام بخاریؒ کے دادا استاد امام عبدالرزاقؒ اور امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ دونوں حضرت ابن عمرؓ کی رفع یدین والی حدیث پہلے لائے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث بعد میں لائے ہیں۔ یہی طرز امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابو داؤدؒ نے اختیار کیا ہے ۔ ان سب کی بات یقیناً اصولی ہے۔ امام بخاریؒ جہاں اپنے اساتذہ اور تلامذہ کے خلاف کوئی رائے رکھیں اور اصول بھی اس کی تائید نہ کرے تو اس کا ماننا ضروری نہیں۔

ایک مثال :۔

کئی سالوں سے یہ ہو رہا ہے کہ سعودیہ میں عید ہوتی ہے اور پاکستان میں روزہ۔ اب چاند کی رؤیت میں سعودیہ والوں کی بات قابل اعتماد ہو گی اور عدم رؤیت میں اہل پاکستان کی۔ اسی طرح جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی سند کوفی ہے اور اہل کوفہ میں اس پر متواتر عمل بھی ہے تو یہاں اہل کوفہ کے اجماع کے مقابلہ میں کسی کی شاذ رائے ہر گز قابل اعتماد نہ ہو گی۔

حدیث براء بن عازبؓ :۔

(٣٤) ......وحدثنا الحميدى حدثنا سفيان عن يزيد بن ابى زياد ههنا عن عبدالرحمن بن ابى ليلىٰ عن البراء رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه اذا كبر قال سفيان : لما كبر الشيخ لقنوه ثم لم يعد ـ قال البخارى : و كذلك روى الحفاظ من سمع يزيد بن أبى زياد قديما منهم الثورى و شعبة و زهير ليس فيه ثم لم يعد۔

ترجمہ ...... اور حمیدی نے بیان کیا، ان کو سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے، اس جگہ اس نے ابن ابی لیلیٰ سے، اس نے حضرت براءؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے، سفیان نے کہا کہ جب شیخ بوڑھے ہوئے تو لوگوں نے ثم لم یعد کی تلقین کی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد سے جن حفاظ نے پہلے زمانہ میں ان سے حدیث سنی ہے ان میں ثوری، شعبہ اور زہیر ہیں۔ اس میں ثم لم یعد نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے ترک رفع یدین بعد تحریمہ کی دلیل میں حدیث براءؓ کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں دو مسئلے ہیں:

(۱)...... ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ اس بارے میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ یہ سند بھی کوفی ہے اور تمام اہل کوفہ کا متواتر اور اجماعی عمل بھی اسی پر ہے۔

(۲)...... ہاتھ کتنی جگہ اٹھانے چاہئیں؟ تو اس میں پہلی تکبیر کی رفع یدین کے بعد لایعود ہے کہ تکبیر کے بعد ہاتھ نہیں اٹھانے چاہئیں۔ محدثین کی عادت ہوتی ہے کہ جب حدیث میں دو مسئلے ہوں تو کبھی ایک ہی مسئلہ روایت کر دیتے ہیں کبھی دونوں۔ اس لئے شاگردوں نے جس طرح سنا اسی طرح روایت کر دیا۔ جس نے صرف کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا سنا اس نے اتنا ہی روایت کر دیا اور جس نے دوسرا بھی سنا کہ تحریمہ کے بعد رفع یدین نہیں کرنی چاہئے، انہوں نے دونوں مسئلے روایت کر دیئے۔ یہ عادت محدثین کا روزمرہ کا معمول ہے۔ اس حدیث میں مذکور دونوں مسئلے صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف تھے کیونکہ بخاری میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی حدیث ہے نہ کہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی اور شوافع کے ہاتھ بخاری میں اثبات رفع یدین کی حدیث ہے ترک کی نہیں، اس لئے امام بخاریؒ نے یہاں یہ نقطہ آفرینی فرمائی ہے کہ اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور یزید بن ابی زیاد کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا، اس لئے جن شاگردوں نے حافظہ کی

کمزوری سے پہلے حدیث روایت کی ہے وہ صحیح ہے اور اس میں صرف پہلا مسئلہ ہے۔ خاص طور پر ان میں سفیان ثوری، شعبہ اور زہیر شامل ہیں اور جن شاگردوں نے بڑھاپے میں ان سے حدیث سنی، ان کی حدیث صحیح نہیں، اس میں لا یعود یعنی رفع یدین نہ کرنا ہے۔ اس ساری کہانی کا مدار امام سفیان بن عیینہ کے قول پر ہے کہ میں نے جب کوفہ میں یزید بن ابی زیاد سے حدیث سنی تو اس نے لا یعود نہ سنایا، بعد میں جب مکہ میں سنی تو لا یعود کہا۔ میرا گمان ہے کہ لوگوں نے اسے تلقین کی ہوگی لیکن امام سفیان کا یہ گمان اس آیت کا مصداق: ان الظن لا یغنی من الحق شیئا کی مد میں شامل ہے کیونکہ:

(الف)...... یہ سمجھنا کہ اس حدیث کا مدار صرف یزید بن ابی زیاد پر ہے یہ بھی غلط ہے بلکہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے تین شاگرد ہیں:

(۱)...... عیسیٰ بن عبدالرحمٰن۔

(۲)...... حکیم بن عتیبہ (ابن ابی شیبہ ج۱/ص ۲۳۶، المدونۃ الکبریٰ ج ۲/ص ۷۲، مسند ابی یعلی ج ۳/ص ۲۴۸، طحاوی ج۱/ص ۱۵۳، ابوداؤد ج۱/ص ۱۰۹) ابوداؤد میں عیسیٰ اور حکم کے درمیان واؤ سہو کاتب سے رہ گئی ہے۔

(۳)...... یزید بن ابی زیاد۔ پھر یزید بن ابی زیاد سے دس شاگردوں نے اس کو مکمل متن سے روایت کیا ہے۔

(۱)...... شریک ۱۷۷ھ۔ (ابوداؤد ج۱/ص ۱۰۹)

(۲)...... سفیان ثوری ۱۶۱ھ۔ (طحاوی ج۱/ص ۱۵۴)

(۳)...... سفیان بن عیینہ ۱۹۸ھ۔ (عبدالرزاق ج ۲/ص ۷۱)

(۴)...... ہیثم ۱۸۳ھ۔ (مسند ابی یعلی ج ۳/ص ۲۴۸)

(۵)...... عبداللہ بن ادریس ۱۹۲ھ۔ (مسند ابی یعلی ج ۳/ص ۲۴۹)

(۶)...... اسماعیل بن زکریا ۱۹۴ھ۔ (دارقطنی ج۱/ص ۲۹۳)

(۷)...... محمد بن ابی لیلیٰ ۱۴۸ھ۔(دارقطنی ج ا/ص ۲۹۴)
(۸)...... شعبہ ۱۶۰ھ۔(مسند احمد ج ۴/ص ۳۰۳)
(۹)...... اسرائیل۔(عمدۃ القاری بحوالہ خلافیات بیہقی)
(۱۰)...... حمزۃ الزیات ۱۵۶ھ (عمدۃ القاری بحوالہ اوسط طبرانی)

اور چھ شاگردوں نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔

(۱)...... علی بن عاصم ۲۰۱ھ۔(دارقطنی)
(۲)...... خالد بن عبداللہ ۱۸۲ھ۔(دارقطنی)
(۳)...... اسباط بن محمد ۲۰۰ھ۔(مسند احمد ج ۴/ص ۳۰۱)
(۴)...... جراح بن ملیح ۱۶۵ھ۔(کتاب العلل احمد ج ا/ص ۱۷)
(۵)...... صالح بن عمر ۱۸۶ھ۔(مسند ابی یعلی)
(۶)...... زہیر بن معاویہ ۱۳۲ھ یا ۱۷۴ھ۔(جزء بخاری محض بے سند) پس مکمل روایت قبول کی جائے گی۔

(ب)...... امام بخاریؒ کا یہ فرمان بھی صحیح نہیں کہ ثوری، شعبہ اور ابن عیینہ نے لایعود یا اس کا ہم معنی روایت نہیں کیا۔ اس کے حوالے گزر چکے ہیں۔ ان کے پاس علم ہے اور امام بخاریؒ کے پاس عدم علم ہے۔ محدث یزید بن ابی زیاد کوفہ میں ہی ۳۶ھ یا ۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں ہی ۱۳۷ھ میں وصال فرمایا۔(تہذیب ج ۱۱/ص ۳۳۰) ان کا مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہونا سرے سے ثابت ہی نہیں۔ امام سفیان بن عیینہ کوفہ میں ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۶۳ھ میں کوفہ سے مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور وہیں ۱۹۸ھ میں انتقال فرمایا۔(تہذیب ج ۴/ص ۱۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ سفیان جب مکہ گئے تو یزید بن ابی زیاد کو فوت ہوئے ۲۶ سال ہو چکے تھے۔ یہ ۲۶ سال بعد قبر سے اٹھ کر کیسے حدیث سنانے آگئے ؟ اور پھر امام سفیان ۱۶۴ھ کے بعد کب اس کی قبر سے حدیث سننے آئے۔

نوٹ ...... محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ (۱۴۸ھ) پر امام بخاریؒ نے حافظہ کی جرح کی ہے اولاً تو امام ابو حنیفہؒ نے ان سے حدیث لی ہے۔ (مسند امام اعظم ص ۱۶۳) اور ثانیاً ترمذی نے اس کی حدیث کو حسن کہہ کر بخاری سے تائید نقل کی ہے۔ (باب ما جاء فی التطوع فی السفر ج ۱/ ص ۱۲۲) الغرض نہ صرف یہ کہ حدیث سنداً صحیح ہے بلکہ اہل کوفہ کے عملی تواتر کی تائید بھی اس کو حاصل ہے۔

(۳۵)......حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا کبر حذاء اذنیہ۔

ترجمہ ...... حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے کانوں کے برابر۔

(۳۶)......قال البخاری : وروی وکیع عن ابن ابی لیلیٰ عن اخیہ عیسیٰ والحکم بن عتیبۃ عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء رضی اللہ عنہ قال : رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا کبر ثم لم یرفع .قال البخاری : و انما روی ابن ابی لیلیٰ ھٰذا من حفظہ فاما من حدث عن ابن ابی لیلیٰ من کتابہ فانما حدث عن ابن ابی لیلیٰ عن یزید فرفع الحدیث الی تلقین یزید و المحفوظ ماروی عنہ الثوری و شعبۃ و ابن عیینۃ قدیماً۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وکیع نے ابن ابی لیلیٰ سے، اس نے اپنے بھائی عیسیٰ اور حکم بن عتیبہ سے، اس نے ابن ابی لیلیٰ سے، اس نے حضرت براءؓ سے روایت کی ہے، اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب تکبیر کہتے ہیں، اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ نے یہ روایت اپنی یادداشت سے بیان کی ہے۔ پس جس

نے ابن ابی لیلیٰ کی کتاب سے حدیث بیان کی ہے تو اس نے یزید کے واسطہ سے کی ہے تو پھر حدیث یزید کی تلقین تک پہنچی اور محفوظ وہی ہے جو یزید سے ثوری، شعبہ اور ابن عیینہ نے پہلے زمانہ میں روایت کی ہے۔

حدیث جابر بن سمرہؓ :۔

(۳۷)...... قال البخاری :فاما احتجاج بعض مالا یعلم بحدیث؟ وکیع عن الأعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال : دخل علینا النبی صلی الله علیه وسلم و نحن رافعوا ایدینا فی الصلاة فقال : ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاة فانما کان هٰذا فی التشهد لا فی القیام کان یسلم بعضهم علیٰ بعض فنهی النبی صلی الله علیه وسلم عن رفع الایدی فی التشهد ولا یحتج بهٰذا من له حظ من العلم هٰذا معروف مشهور لا اختلاف فیه ولو کان کما ذهب الیه لکان رفع الایدی فی اول التکبیرة وایضا تکبیرات صلاة العید منهیاً عنها لانه یستثن رفعاً دون رفع۔

ترجمہ...... امام بخاریؒ نے فرمایا کہ بعض بے علم لوگوں نے حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس حال میں کہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے سرکش گھوڑوں کی دم ہوتی ہے، نماز میں سکون پکڑو، سے استدلال کیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ تشہد میں تھا کہ قیام میں بعض پر سلام کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے تشہد میں رفع یدین کرنے سے روک دیا اور جس کو علم سے تھوڑا سا حصہ ملا ہے وہ اس سے استدلال نہیں کرے گا۔ یہ مشہور و معروف بات ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں اور اگر ویسا ہی مان لیا

جائے جو انہوں نے بیان کیا ہے تو پھر پہلی تکبیر کی رفع یدین اور عید کی نماز کی تکبیرات بھی منع ہونی چاہئیں۔ اسلئے کہ حضرت ﷺ نے کسی رفع یدین کی استثناء نہیں کی ہے۔

(۳۸)...... وقد ثبت حديث حدثناه ابو نعيم حدثنا مسعر عن عبيد الله ابن القبطية قال : سمعت جابر بن سمرة رضى الله عنهما يقول : كنا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم قلنا : السلام عليكم ، السلام عليكم فاشار مسعر بيده فقال : ما بال هؤلآء يومنون بايديهم كانها اذناب خيل شمس انما يكفي احد كم ان يضع يده علىٰ فخذه ثم يسلم علىٰ اخيه من عن يمينه و من عن شماله قال البخارى : فليحذر آمره ان يتقول علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم مالم يقل قال الله عزوجل فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم۔

ترجمہ ...... اور تحقیق حضرت جابرؓ کی یہ حدیث ثابت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہوتے تو ہم کہتے السلام علیکم ، السلام علیکم تو مسعر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا : ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہیں جیسے سرکش گھوڑوں کی دم ہوتی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے لئے یہ کافی ہے کہ ہاتھوں کو رانوں پر رکھے پھر اپنے بھائی پر سلام کرے جو دائیں طرف ہے اور جو بائیں طرف ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حکم کرنے والے کو ڈرنا چاہئے اس سے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایسی بات بولے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا : ''پس ڈرنا چاہئے ان لوگوں کو جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ پہنچ جائے ان کو کوئی مصیبت یا دردناک عذاب۔''

(۳۷، ۳۸)...... حضرت جابر بن سمرہؓ جو جلیل القدر صحابی ہیں۔ یہ

۷۰ھ کے بعد مستقل طور پر کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ امام بخاریؒ نے ان کی دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کے اندر رفع یدین کرنے پر اظہار ناراضگی فرمایا اور اس کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی اور دوسری حدیث میں نماز باجماعت والوں کو سلام کے وقت دائیں بائیں ہاتھ پھیلانے والوں کو بھی شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے۔ ہم ان دونوں حدیثوں کو مانتے ہیں کہ جس طرح سلام کے وقت دائیں بائیں ہاتھ پھیلانا مکروہ ہے اسی طرح نماز کے اندر رفع یدین جو خالی عن الذکر ہو وہ بھی مکروہ ہے۔ امام بخاریؒ دوسری بات کو تو مکروہ مانتے ہیں لیکن رفع یدین کو نہیں مانتے حالانکہ سلام جو من وجہ داخل نماز ہے اور من وجہ خارج نماز، اس وقت ایک ہاتھ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے تو عین نماز کے اندر دو ہاتھ سے رفع یدین بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے جیسے جس طرح والدین کے سامنے اف کرنا مکروہ ہے گالی دینا تو بڑا مکروہ ہے۔ اسی طرح السلام علیکم ایک دعا ہے، جب اس دعا کے ساتھ اشارہ مکروہ ہے تو وہ رفع یدین جس کے ساتھ شریعت میں ذکر ثابت نہیں وہ بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے بلکہ یہاں یہ تشبیہ زیادہ موزوں ہے کیونکہ گھوڑے بغیر ذکر الٰہی کے دمیں ہلاتے ہیں، اس لئے وہ رفع یدین جو ذکر سے خالی ہو اس کو گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دینا بہت مناسب ہے۔ یہ حدیث جابر بن سمرہؓ طیالسی رقم ۷۸۶، عبد الرزاق رقم ۳۲۵۲، ابن ابی شیبہ ج ۲ / ص ۴۸۶، مسند احمد ج ۵ / ص ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۷، مسلم ج ۱ / ص ۱۸۱، ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۴۳، نسائی ج ۱ / ص ۱۷۶، ابو عوانہ ج ۲ / ص ۸۵، طحاوی ج ۱ / ص ۲۲۱، ابن حبان ج ۳ / ص ۱۷۸، ابو یعلیٰ رقم ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، المحلی ج ۴ / ص ۱۸۷، جامع صحیح حبیب بن ربیع رقم ۳۰، ۳۱ طبرانی کبیر ج ۲ / ص ۲۰۲، بغدادی ج ۶ / ص ۹۶ پر ہے۔ یاد رہے نماز کے اندر رونے کی وضاحت خود حدیث میں ہے کہ تحریمہ کے بعد سلام سے پہلے۔ جب اس حدیث میں نماز کے اندر رفع یدین کو خلاف سکون

نماز فرمایا گیا ہے تو جو رفع یدین بلا معارض ثابت ہو گی وہ بوجہ اجماع اس قاعدے سے مستثنیٰ ہو گی اور جہاں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کی دو قسم کی احادیث ہوں گی وہاں ترک کی روایات لی جائیں گی کیونکہ رفتار تشریع نماز میں بالاتفاق حرکت سے سکون کی طرف رہی۔ امام بخاریؒ تحقیقی جواب سے ہٹ کر الزامی جواب کی طرف آئے مگر الزامی جواب کا مسلمات خصم پر مبنی ہونا ضروری ہے۔ پہلا اعتراض یہ فرمایا کہ تم تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیوں کرتے ہو؟ تو یاد رہے کہ اولاً تو ہمارے ہاں تکبیر تحریمہ شرط نماز ہے، نماز میں داخل نہیں۔ دوسرے اس رفع یدین کے ساتھ تکبیر ہے ذکر والی رفع یدین عبادت ہے، اس کو اس رفع یدین پر جو ذکر سے خالی ہو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ گھوڑے بلا ذکر ہی دمیں مارتے ہیں۔ تیسرے تحریمہ کی رفع یدین معارض سے سالم ہے جب کہ رکوع، سجود کی رفع یدین دوسری نصوص و تعامل سے متعارض ہیں۔ اسی طرح وتر اور عید کی رفع یدین ذکر والی ہے اور اس کے خلاف وتر اور عید میں رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث معارض نہیں اور وتر اور عید کی نماز بالاتفاق عام نمازوں سے مختلف ہے۔ جب فارق پایا گیا تو قیاس باطل ہو گیا۔

اسماء صحابہ کرامؓ :۔

(۱) ابو قتادہؓ، (۲) ابو اسید الساعدیؓ البدری، (۳) محمد بن مسلمہؓ، (۴) سہل بن سعد الساعدیؓ اور (۵) ابو حمید الساعدیؓ۔ ان کی حدیث (نمبر ۳، ۴) میں دس جگہ کی رفع یدین ہے۔ لفظ اذا قام من الرکعتین ہے مگر نمبر ۷ ۱۰ میں اذا قام من السجدتین ہے۔ نمبر ۵ میں پانچ جگہ کی رفع یدین ہے اور نمبر ۶ میں کسی بھی رفع یدین کا ذکر نہیں، گویا کہ ۱۱ سے ۱۰ پھر ۵ اور آخر میں رفع یدین باقی ہی نہ رہی ۔(۶) عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث کا مدار زہری پر ہے۔ زہری کے کئی شاگرد ہیں: ایک شاگرد مکہ مکرمہ کے ہیں جن کا نام سفیان بن عیینہ ہے، نمبر ۲ کے تحت یہ بحث کر

دی گئی کہ اہل مکہ کا متواتر عمل اس حدیث کے خلاف ترک رفع یدین پر تھا۔ نمبر ۱۲ میں مالک کی روایت ہے جو فقیہ حرم مدینہ تھے اور وہاں اس پر عث کر دی ہے کہ خیر القرون میں اہل مدینہ کا متواتر عمل اس حدیث کے خلاف تھا۔ نمبر ۱۳ میں سالم کے والد عبداللہ بن عمرؓ کا عمل نقل فرمایا ہے کہ آپ سجدہ سے اٹھ کر بھی رفع یدین کرتے تھے اور ہر رکعت کے قیام کے وقت بھی کرتے تھے۔ ابن عمرؓ کا یہ عمل بھی پہلی دونوں مرفوع حدیثوں کے خلاف ہے۔ نمبر ۴۲ میں شعیب کا طریق، نمبر ۴۸، ۱۰۵ میں یونس، نمبر ۷۸، ۸۲ میں عبید اللہ نمبر ۷۹ میں ہیثم اور نمبر ۸۰ میں عقیل کا طریق استعمال کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے نمبر ۷۰ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ سالمؒ رکوع کے علاوہ سجدوں میں بھی رفع یدین کر کے اس مرفوع حدیث کی مخالفت کرتے تھے۔

زینت :۔

(۳۹)...... حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن عبد الملک قال : سألت سعید بن جبیر عن رفع الیدین فی الصلاۃ فقال : ھو شیٔ تزین به صلوٰتك۔

ترجمہ ...... عبد الملک سے روایت ہے، اس نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیرؒ سے نماز میں رفع یدین سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا : یہ ایسی شے ہے کہ اس سے تیری نماز مزین ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر ابن ابی شیبہؒ نے سعید بن جبیرؒ کا قول حفص عن عبد الملک نقل کیا ہے، اس میں تکبیرات انتقال کو حضرت سعیدؒ نے زینت فرمایا ہے۔ (ج ۲ / ص ۴۱ ۲) اس میں رفع یدین کا نشان تک نہیں البتہ امام بخاریؒ نے یہاں سفیان عن عبد الملک سے رفع یدین کا زینت ہونا نقل کیا ہے۔ زینت چونکہ اصل چیز سے خارج ہوتی ہے اس لئے یہاں رفع یدین تحریمہ والی مراد ہو گی۔ البتہ بیہقی میں اس کے بعد ہے کہ صحابہؓ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے

تھے مگر سند کے راوی یعقوب بن یوسف الاخرم کی توثیق نہیں مل سکی، پس یہ ضعیف ہے۔

عجیب بے سند مردم شماری :۔

(۴۰)...... حدثنا محمود انبانا عبد الرزاق انبانا ابن جریج اخبرنی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کان یکبر بیدیہ حین یستفتح و حین یرکع و حین یقول سمع اللہ لمن حمدہ و حین یرفع راسہ من الرکوع و حین یستوی قائما قلت لنافع : کان ابن عمر یجعل الاول ارفعھن قال : لا قال ابو عبد اللہ : ولم یثبت عند اھل النظر ممن ادرکنا من اھل الحجاز و اھل العراق منھم عبد اللہ بن الزبیر وعلی بن عبد اللہ بن جعفر ویحییٰ بن معین واحمد بن حنبل واسحاق بن راھویہ ھؤلآء اھل العلم من بین اھل زمانھم فلم یثبت عند احد منھم علم فی ترک رفع الایدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احدمن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ۔

ترجمہ ...... نافع نے خبر دی کہ ابن عمرؓ دونوں ہاتھوں کے ساتھ تکبیر کہتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ میں نے نافع سے کہا کہ ابن عمرؓ پہلی تکبیر میں ہاتھ زیادہ اونچا کرتے تھے ؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اہل نظر جن کو ہم نے پایا اہل حجاز اور اہل عراق میں سے جن کے نام یہ ہیں عبد اللہ بن زبیرؓ، علی بن عبد اللہ بن جعفر، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یہ اپنے زمانہ کے اہل علم ہیں تو ان میں سے کسی سے ثابت نہیں کہ اس بارے میں کوئی علم ہو کہ حضور ﷺ نے رفع یدین نہ کی ہو اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کی ہو۔

ہر رکوع کے ساتھ چار دفعہ رفع یدین کا ذکر ہے جس پر خود امام بخاریؒ کا بھی عمل نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر امام بخاریؒ نے بے سند مردم شماری شروع کر دی ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہؓ سے کسی نے ترک رفع یدین کسی سے روایت نہیں کی حالانکہ اس نمبر ۴۰ میں جو ہر رکوع کے ساتھ چار دفعہ رفع یدین مذکور ہیں ان کا نہ نبی پاک ﷺ سے ثبوت ہے اور نہ کسی صحابی سے۔ ابن عمرؓ کی یہ روایت بھی محمود کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

حسنؒ اور ابن سیرینؒ :۔

(۴۱)......**حدثنا محمد بن مقاتل حدثنا عبد الله انبانا هشام عن الحسن و ابن سيرين انهما كانا يقولان : إذا كبر احدكم للصلاة فليرفع يديه حين يكبر و حين يرفع رأسه من الركوع و كان ابن سيرين يقول : هو من تمام الصلاة۔**

ترجمہ ...... ہشام نے بیان کیا ہے کہ حسن اور ابن سیرینؒ دونوں فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے تکبیر کہے تو تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع سے سر اٹھائے اور ابن سیرین فرماتے تھے کہ یہ نماز کو تمام کرنے میں سے ہے۔

یہ سند بالکل ضعیف ہے کیونکہ عبد اللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے اور ہشام بن حسان کا نہ حسن سے سماع ثابت ہے نہ ابن سیرین سے اور رفع یدین بھی پانچ جگہ لی ہے **ولم يقل به احدًا۔**

(۴۲)......**حدثنا ابو اليمان انبانا شعيب عن الزهرى عن سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح التكبير فى الصلاة رفع يديه حين يكبر حتى يجعلهما حذو منكبيه و اذا كبر للركوع فعل مثل ذلك واذا قال سمع**

الله لمن حمده فعل مثل ذلك قال ربنالك الحمد ولا يفعل ذلك حين يسجد ولا حين يرفع رأسه من السجود۔

ترجمہ ...... عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو بوقت تکبیر رفع یدین کرتے یہاں تک کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کر دیتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو ایسا ہی کرتے اور جب **سمع الله لمن حمده** کہتے تو یہی کرتے اور ساتھ **ربنا لك الحمد** کہتے اور ایسا نہیں کرتے بوقت سجدہ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے۔

یہ ابن عمرؓ کی حدیث کا تیسرا طریق ہے جو طریق سفیان کے بھی خلاف ہے اور طریق مالک کے بھی۔ شعیب کی یہاں کوئی وضاحت نہیں کہ کون ہے؟ البتہ بیہقیؒ میں ایک روایت میں شعیب بن ابی حمزہ ہے اور دوسری میں شعیب بن دینار عن ابی حمزہ ہے۔ شعیب بن دینار کے بارے میں تقریب میں ہے: **صدوق سئ الحفظ** اور ابو حمزہ کے بارے میں ہے **صدوق له اوهام**۔ پھر زہری کا عنعنہ بھی ہے اور خود ابن عمرؓ اس کو سنت نہیں سمجھتے تھے۔

قال البخاری: وكان ابن المبارك يرفع يديه وهو اكبر اهل زمانه علما فيما يعرف فلو لم يكن عند من لم يعلم من السلف علم فاقتدى بابن المبارك فيما اتبع الرسول واصحابه و التابعين لكان اولىٰ به من ان يتبع بقول من لا يعلم والعجب ان يقول احدهم كان ابن عمر صغيراً في عهد النبی ﷺ ولقد شهد النبی صلى الله عليه وسلم لا بن عمر بالصلاح۔

ترجمہ ...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ابن مبارکؒ رفع یدین کرتے تھے اور وہ اپنے زمانے میں علم کے اعتبار سے سب سے بڑے تھے جیسا کہ مشہور ہے۔ پس اگر کسی شخص کو جس کے پاس سلف کی طرف سے کوئی علم نہیں تو وہ ابن مبارکؒ کی ہر

مسئلہ میں تقلید کرے جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ، صحابہؓ اور تابعینؒ کی اتباع کی ہے۔ ایسا کرنا بے علم شخص کی اتباع سے بدرجہا بہتر ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ کوئی کہے کہ ابن عمرؓ حضور ﷺ کے زمانہ میں چھوٹے تھے، حالانکہ حضور ﷺ نے ان کے صالح ہونے کی گواہی دی ہے۔

اب امام بخاریؒ بغیر کسی سند کے فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارکؒ رفع یدین کرتے تھے۔ جب کہ امام عبد اللہ بن مبارکؒ ۱۸۱ھ وصال فرما چکے تھے اور امام بخاریؒ ان کے وصال کے ۱۳ سال بعد ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے نہ کسی صحابی کا زمانہ پایا اور نہ تابعین میں سے کسی کا۔ اس لئے صحابہؓ اور تابعینؒ کے بارے میں آپؒ کی بے سند رائے قابل قبول نہیں۔ امام بخاریؒ ابن مبارکؒ کی تقلید کا حکم دے رہے ہیں اور بے علم کی تقلید سے روک رہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ یہ لفظ امام صاحبؒ کے بارے میں استعمال کیا ہے تو بہت بڑی جرأت ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

امام محمدؒ نے فرمایا تھا کہ رفع یدین راوی بدری صحابہؓ میں سے نہیں ہیں جو حضور ﷺ کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوتے ہوں۔ امام بخاریؒ نے بات کو بدل دیا ہے، حالانکہ خود صحیح بخاری ج ۱ / ص ۱۷ پر خود حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے **فاذاانا باصغر القوم** اور بخاری ج ۱ / ص ۹۳ پر نقل کرتے ہیں کہ ادھر جماعت کھڑی ہوتی اور ابن عمرؓ کھانا بھی کھاتے رہتے اور امام کی قرأت بھی سنتے رہتے۔ ظاہر ہے کہ مہاجرین، انصار اور اصحاب صفہ کے پیچھے ان کو جگہ ملتی ہوگی۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن عمرؓ کو رجل صالح فرمایا ہے لیکن یہ کب فرمایا کہ ہر رجل صالح پہلی ہی صف میں کھڑا ہوتا تھا۔ بہر حال بدری صحابہؓ یقیناً حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے افضل تھے۔ امام بخاریؒ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی فضیلت بیان کر رہے ہیں جس کا کوئی منکر نہیں۔ ہاں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور اہل بدر سے ان

کی افضلیت کا انکار ہے اور امام بخاریؒ اس افضلیت کا ثبوت پیش نہیں کر سکے۔

(۴۳)......حدثني يحيىٰ بن سليمان ثنا ابن وهب عن يونس عن الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابيه عن حفصة رضي الله عنها ان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال : ان عبد الله بن عمر رجل صالح۔

ترجمہ...... حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا : عبد اللہ بن عمرؓ نیک آدمی ہے۔

(۴۴)......حدثنا علي بن عبد الله ثنا سفيان قال : قال عمرو : قال ابن عمر : اني لاذكر عمر حين اسلم فقالوا صبأ عمر صبأ عمر فجاء العاص بن وائل فقال : صبأ عمر فمه فانا له جار فتركوه .قال البخاري : وطعن من لا يعلم فقال في وائل بن حجر : ان وائل بن حجر عن ابناء ملوك اليمن و قدم على النبي صلى الله عليه وسلم فاكرمه واقطع له ارضا وبعث معه معاوية بن ابي سفيان۔

ترجمہ...... عمرو سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ مجھے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ یاد ہے جب وہ اسلام لائے تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عمر صابی ہو گیا (یعنی اپنا آبائی مذہب چھوڑ گیا)۔ عاص بن وائل آئے تو انہوں نے کہا کہ عمر نے آبائی مذہب چھوڑ دیا تم اس کو چھوڑ دو وہ میری پناہ میں ہے پس لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ بے علموں نے وائل بن حجر پر طعن کیا کہ وائل بن حجر یمن کے شہزادوں میں سے ہے۔ (یہاں بے علم امام ابراہیم نخعی تابعیؒ کو فرمار ہے ہیں) حالانکہ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کا اکرام و اعزاز کیا اور ان کو زمین بخشی اور ان کے ساتھ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو بھیجا۔

(۴۵)...... اخبرنا حفص بن عمر حدثنا جامع بن مطر عن علقمة بن وائل عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم اقطع له ارضا بحضر موت.قال البخاري :

وقصة وائل مشهورعند اهل العلم و ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم في امره وما اعطاه معروف بذهابه الى النبي صلى الله عليه وسلم مرة بعد مرة.ولو ثبت عن ابن مسعود و البراء و جابر رضي الله عنهم عن النبي صلى الله عليه وسلم شئ لكان في علل هؤلآء الذين لا يعلمون انهم يقولون اذا ثبت الشئ عن النبي صلى الله عليه وسلم ان رؤساء نا لم ياخذوابهذاوليس هذابماخوذلمايريدون الحديث للالغاء برأيهم ولقدقال وكيع:من طلب الحديث كما جاء فهوصاحب سنة ومن طلب الحديث ليقوى هواه فهو صاحب بدعة يعني ان الانسان ينبغي ان يلغي رأيه لحديث النبي صلى الله عليه وسلم حيث ثبت الحديث ولا يعلل بعلل لا يصح ليقوى هواه۔

ترجمہ ...... حضرت وائلؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضر موت میں ان کو ایک ٹکڑا زمین بخشی۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ حضرت وائلؓ کا قصہ اہل علم کے نزدیک مشہور ہے اور جو کچھ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں ذکر کیا اور جو کچھ ان کو دیا اور ان کا یکے بعد دیگرے آنحضرت ﷺ کے پاس آنا مشہور ہے اور اگر ثابت ہو جائے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت براءؓ اور حضرت جابرؓ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہو تو ان لا علموں کی تاویلات کی زد میں ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ سے کچھ ثابت ہو جائے اور ہمارے بڑوں نے اس کو نہ لیا ہو تو یہ قابل عمل نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ حدیث کو اپنے بڑوں کی رائے سے لغو کرتے ہیں اور تحقیق کہ امام وکیع نے فرمایا: جو شخص حدیث کو اسی طرح طلب کرے جیسا کہ وہ آئی ہے تو وہ اہل سنت ہے اور جو حدیث کو اسلئے طلب کرے کہ اس سے اپنی خواہشات کو تقویت پہنچائے تو وہ اہل بدعت ہے۔ یعنی انسان کو چاہئے کہ اپنی رائے کو چھوڑ دے اور حضور ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں جب وہ حدیث

ثابت ہو جائے اور حدیث میں غلط تاویلیں کر کے اپنی خواہشات کو تقویت نہ پہنچائے۔

(۴۴، ۴۵)...... حضرت وائل بن حجرؓ کے شرف صحابیت کا کسی نے انکار نہیں کیا ان کو جاگیر مل جانا، ان کو مہاجرین انصار اور اہل بدر سے افضل ثابت نہیں کر سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مہاجر بھی ہیں اور اہل بدر سے بھی، قرآن کے اول درجہ کے معلم بھی۔ آپؓ کی حدیث کو مضبوط پکڑنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا اور حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ انصار صحابہ میں سے ہیں اور مہاجرین و انصار کی افضلیت کتاب و سنت سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے: **لیلنی منکم اولوا الاحلام و النھیٰ۔** (مسلم ج۱/ص۱۸۱) حضرت ابی بن کعبؓ نے پہلی صف میں کھڑے ایک آدمی کو پیچھے کر دیا اور فرمایا: **انما اخرتك ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا ان یصلی فی الصف الاول المھاجرون و الانصار فعرفت انك لست منھم فاخرتك** (نسائی ج۱/ص۱۳۰) اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں: **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ ان یلیہ فی الصلاۃ المھاجروُن و الانصار۔** (عبدالرزاق ج۲/رقم ۲۴۷۵) اور حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں: **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لیقوم الاعراب خلف المھاجرین والانصار لیقتدوا بھم فی الصلاۃ** (رواہ الطبرانی کذا فی مجمع الزوائد ج۲/ص۹۴) اور دوسری حدیث میں ہے: **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر المھاجرین ان یتقدموا وان یکونوا فی مقدم الصفوف ویقول: وھم اعلم بالصلاۃ من السفھاء والاعراب ولا احب ان یکون الاعراب امامھم ولایدرون کیف الصلاۃ۔ رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر واسنادہ ضعیف۔** (مجمع الزوائد ج۲/ص۹۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

مہاجرین کی پہلی صفیں ہوتی تھیں اور ظاہر ہے کہ ان میں اہل بدر افضل تھے اور ان کی تعداد بھی ۳۰۰ سے زائد تھی۔ پہلے صفیں ان کی ہوں گی۔ آنحضرت ﷺ کے اس اصول کے مطابق ہم نماز کے بارے میں اہل بدر اور مہاجرین وانصار کی احادیث کو دوسروں کی احادیث سے راجح کہتے ہیں۔ لیکن حضرت امام بخاریؒ اس پر ناراض ہیں اور غصے میں عجیب بات لکھ گئے ہیں کہ جو شخص اہل بدر، مہاجرین اور انصار کی روایت کردہ احادیث پر عمل کرے وہ اہل الرائے اور اہل بدعت ہے اور جو شخص ان حاضر باش صحابہؓ کے مقابلہ میں حضرت وائلؓ جیسے مسافر صحابہؓ کی روایت کردہ احادیث عمل کرے وہ اہل سنت ہے۔ اپنی اس رائے کی تائید میں نہ آیت قرآنی، نہ حدیث نبوی ﷺ بلکہ صرف وکیع کا قول پیش کیا ہے، حالانکہ خود وکیع رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دیکھو نمبر ۷۵)

(۴۶)......وقد ذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم لا يومن احد كم حتى يكون تبعاً لما جئت به فاوقد قال معمر : اهل العلم كان الاول فالاول اعلم وهولآء الآخر فالآخر عندهم اعلم .ولقد قال ابن المبارك كنت اصلي الى جنب النعمان بن ثابت فرفعت يدى فقال : انما حشيت ان تطير فقلت : ان لم اطر في اوله لم اطرفي الثانية قال وكيع : رحمه الله على بن المبارك كان حاضر الجواب فتحير الآخر وهذا اشبه من الذين عادون في غيهم اذا لم ينصروا۔

ترجمہ...... رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع ہو جائیں اور تحقیق معمر نے کہا کہ اہل علم تو پہلے والے لوگ تھے اور ان لوگوں کے نزدیک ہر بعد میں آنے والا بڑا عالم ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا، میں نے ہاتھ اٹھائے تو امام صاحبؒ

نے فرمایا: میں ڈرا کہ آپ اڑ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اگر میں نماز کے شروع میں نہیں اڑا تو دوسری جگہ بھی نہیں اڑوں گا۔ وکیع نے فرمایا: اللہ رحم کرے ابن مبارک پر کہ وہ حاضر جواب تھے، مقابل حیران و ششدر رہ گیا۔ یہ حال ان لوگوں کا ہے جو اپنی سرکشی میں تجاوز کرنے والے ہوتے ہیں جب ان کی تائید نہیں ہوتی۔

اصول :۔

امام بخاریؒ معمر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اہل سنت پہلوں کو اعلم مانتے ہیں اور اہل بدعت پچھلوں کو۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ہم عشرہ مبشرہ، اہل بدر، مہاجرین اور انصار کو بعد والوں سے اعلم مانتے ہیں ار امام بخاریؒ بعد والوں کو اہل بدر مہاجرین و انصار سے اعلم مانتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور حضرت امام اعظمؒ کے بارے میں جو بے سند اور فرضی کہانی لکھی ہے اور امام صاحبؒ پر جن الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے، یہ امام بخاریؒ کی شان سے بہت ہی فروتر ہے۔ امام بیہقیؒ نے اگر چہ اس واقعہ کی سند تلاش کی ہے مگر اس کے کئی راوی مجہول ہیں۔ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں فرضی کہانیوں یا مجہول سندوں سے توہین آمیز تبصرے نقل کرنا اہل علم کی شان نہیں۔ پھر یہ بچے بھی جانتے ہیں کہ پرندہ جب اڑتا ہے تو اس کا پورا جسم حرکت میں آجاتا ہے جیسے رفع یدین کر کے جسم کو جھکا دینا یا جسم کا اٹھنا۔ اس لئے یہ رفع یدین تو پرندوں کے اڑنے سے مشابہ ہے۔ پہلی تکبیر کی رفع یدین میں پورا جسم حرکت میں نہیں آتا، اس لئے اس کو پرندوں کے اڑنے سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ جیسے فقیہ اس قسم کی بے تکی بات نہیں فرما سکتے تھے۔

(۴۷) حدثنا عبد الله بن صالح حدثنی اللیث حدثنی یونس عن ابن شهاب اخبرنی سالم بن عبدالله ان عبدالله یعنی ابن عمر رضی الله عنهما قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام الی الصلاة

رفع یدیه حتیٰ یکونا حذو منکبیه ثم یکبر و یفعل حین یرفع رأسه من الرکوع ویقول: سمع اللہ لمن حمدہ ولا یرفع حین یرفع رأسه من السجود۔

ترجمہ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے پھر تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع یدین نہیں کرتے جب سجدوں سے سر اٹھاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کا مکی طریق نمبر ۲ کے تحت گزرا، مدنی طریق نمبر ۱۲ کے تحت، شعیب کا طریق نمبر ۴۲ کے تحت اور یہ یونس کا طریق نمبر ۴۷ کے تحت ہے۔ یونس کو زہری کی روایت میں کچھ وہم ہو جاتا تھا۔ اس حدیث کے کسی ایک راوی کا عمل بھی اس کے مطابق ثابت نہیں اور اہل مدینہ کا تعامل بھی اس کے خلاف تھا۔ ان چاروں طریقوں کے الفاظ میں بھی فرق ہے۔

(۴۸)...... حدثنا ابو النعمان حدثنا عبد الواحدبن زیاد حدثنا محارب بن دثار قال : رأیت عبد اللہ بن عمر اذا افتتح الصلاۃ کبر و رفع یدیه و اذا اراد ان یرکع رفع یدیه و اذا رفع راسه من الرکوع۔

ترجمہ...... محارب بن دثار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

یہ محارب بن دثار قاضی کوفہ کا طریق ہے۔ انہوں نے جب ابن عمرؓ کو نو جگہ رفع یدین کرتے دیکھا تو پوچھا ماھٰذا ؟ جس سے معلوم ہوا کہ رفع یدین والی نماز مدینہ منورہ میں معروف نہ تھی، اس حدیث پر عمل باقی نہ تھا۔ یہ سوال کے الفاظ امام

بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ اور دوسرے استاد امام احمدؒ نے بھی لکھے ہیں۔ (حوالہ گزر چکا) مگر امام بخاریؒ نے ایسا اختصار فرمایا کہ جس سے اس کا متروک العمل ہونا نہ سمجھا جا سکے اور یہ اثر ضعیف بھی ہے کیونکہ ابو نعمان عارم کا حافظہ آخر عمر میں بہت بگڑ گیا تھا۔

(۴۹)...... حدثنا العباس بن الولید حدثنا عبد الاعلیٰ حدثنا عبید اللہ بن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کبر ورفع یدیہ و اذا رکع رفع یدیہ و اذا قال : سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ و یرفع ذلک ابن عمر الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ...... عبید اللہ بن نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تکبیر کہی اور رفع یدین کی اور جب رکوع کیا تو رفع یدین کی اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع یدین کی اور حضرت ابن عمرؓ اس کو حضور ﷺ کی طرف مرفوع کرتے تھے۔

یہ روایت بخاری ج ۱ / ص ۱۰۲ پر ہے۔ پہلا راوی عیاش بن ولید ہے اور حدیث میں **اذا قام من الرکعتین** کی رفع یدین بھی ہے اور یہاں راوی عباس بن ولید ہے اور حدیث میں **اذا قام من الرکعتین** بھی نہیں ہے اور یہ راوی عباس بن ولید مجہول ہے۔ امام ابو داؤدؒ نے پورے زور سے فرمایا ہے : **لیس بمرفوع انما ھو قول** ابن عمر۔ یعنی یہ مرفوع نہیں بلکہ حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے۔

(۵۰)...... حدثنا ابراھیم بن المنذر حدثنا معمر حدثنا ابراھیم بن طھمان عن ابی الزبیر قال رأیت ابن عمر رضی اللہ عنہما حین قال الی الصلاۃ رفع یدیہ حتیٰ یحاذی باذنیہ وحین یرفع رأسہ من الرکوع فاستویٰ قائماً فعل مثل ذلک۔

ترجمہ...... ابو زبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو

دیکھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو رفع یدین کی کانوں کے برابر تک اور جب رکوع سے سر اٹھایا، سیدھے کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا۔

ابو زبیر اس کو ابن عمرؓ پر موقوف بھی کرتے ہیں اور رفع یدین بھی صرف پانچ جگہ ہے اور وہ بھی کانوں تک۔

(۵۱)...... حدثنا عبد اللہ بن صالح حدثنا اللیث حدثنی نافع ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنه کان اذا استقبل الصلاۃ یرفع یدیه و اذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع و اذا قام من السجدتین کبر و رفع یدیه۔

ترجمہ ...... نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو سجدوں کے بعد کھڑے ہوتے (دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں) تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔

یہ پہلے نمبر ۱۴ کے تحت بھی گزر چکا ہے۔ لیث بھی اس کو موقوف کرتے ہیں اور رفع یدین بھی گیارہ جگہ ہے۔ اس کا راوی عبد اللہ بن صالح کاتب اللیث کثیر الغلط ہے۔

(۵۲)......حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا حماد بن سلمة عن ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان اذا کبر رفع یدیه و اذا رفع رأسه من الرکوع۔

ترجمہ ...... نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

اس کی سند میں حماد بن سلمہ ہے، جس کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ موسیٰ بن اسماعیل کا سماع اس سے حافظہ کی خرابی سے پہلے کا ہے۔ پس یہ سند کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ (انکار المنن ص ۲۰۸ ج ۲ ص ۱۳ عبد الرحمٰن

مبارک پوری) اور اس میں رفع یدین بھی پانچ جگہ ہے۔

(۵۳)...... حدثنا موسی بن اسماعیل حدثنا حماد بن سلمة عن ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان اذا کبر رفع یدیه و اذا رکع و اذا رفع رأسه من الرکوع۔

ترجمہ...... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

اس پر بھی جرح مثل نمبر ۵۲ کے ہے اور اس میں رفع یدین نو جگہ ہے۔

(۵۴)...... حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا حماد بن سلمة انا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحویرث رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا دخل فی الصلاة رفع یدیه الی فروع اذنیه و اذا رفع راسه من الرکوع فعل مثله۔

ترجمہ...... حضرت مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے۔

اس پر جرح مثل نمبر ۵۲ کے ہے اور رفع یدین پانچ جگہ ہے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل کا سماع حماد بن سلمہ کے اختلاط کے بعد کا ہے، اسی لئے کبھی ابن عمرؓ کا نام لیتا ہے اور کبھی مالک بن حویرثؓ کا اور کبھی پانچ جگہ رفع یدین کا ذکر کرتا ہے اور کبھی نو جگہ کا۔

(۵۵)...... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال ابن علیه : انا خالد ان ابا قلابة کان یرفع یدیه اذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع و کان اذا سجد بدأ برکبتیه وکان اذا قام ارم علیٰ یدیه قال : و کان یطمئن فی الرکعة الاولی ثم یقوم۔ و ذکر عن مالك بن الحویرث رضی اللہ عنه۔

ترجمہ ...... خالد نے بیان کیا کہ ابو قلابہ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنے رکھتے اور جب کھڑے ہوتے، ہاتھوں پر ٹیک لگاتے اور رکعت میں خوب اطمینان پکڑتے پھر کھڑے ہوتے اور مالک بن حویرثؓ سے نقل کیا گیا ہے۔

مالک بن حویرثؓ:۔

حدثنا محمود یہ مجہول ہے۔اس کے بعد قال ابن علیة ہے، اس سے محمود کی ملاقات ہی نہیں۔اس لئے پیر بدیع الدین نے جلاء العینین میں حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال ابن علیة کر دیا ہے اور ابن علیہ کی وفات ۱۹۳ھ میں ہے جب کہ امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے۔ اس سے آگے خالد عن ابی قلابة ہے۔ یہ ابو قلابہ ناصبیت کی طرف مائل تھا۔(تقریب ص ۱۷۴)اس کے دو شاگرد ہیں :(۱)ایوب سختیانی جو ثقہ و ثبت ہے۔اس کی روایت میں رفع یدین کا اشارہ تک نہیں۔(صحیح بخاری ج۱/ص ۱۱۳)۔(۲)خالد بن مہران ،جس کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا اس لئے اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ پھر اس کے تین شاگرد ہیں :(۱) ھیثم بن بشیر ،اس کی روایت میں رفع یدین کا نشان تک نہیں ۔(بخاری ج ۔۱/ص ۱۱۳)(۲) ابن علیہ یہ نوجگہ رفع کا نشان تک نہیں۔(بخاری ج۔/ص ۱۱۳)(۲)ابن علیہ یہ نوجگہ رفع یدین کا ذکر کرتا ہے مگر اس رفع یدین کو ابو قلابہ ناصبی کا فعل قرار دیتا ہے۔(ابن ابی شیبہ ج۱/ص ۲۳۵) بخاری نے محض بلا سند اس جگہ اس کو مالک بن حویرثؓ سے متعلق کر دیا ہے۔(۳) خالد الحذاء یہ خود بھی متغیر الحفظ ہے ،اس نے اس کو مالک بن حویرثؓ سے بھی آگے بڑھا کر نبی ﷺ کی طرف مرفوع کر دیا ہے۔(بخاری ج۱/ص ۱۰۲) یہ حضرت مالک بن حویرث صرف بیس رات حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔(بخاری ج۱/ص ۸۷) یہ بصرہ میں مقیم تھے لیکن رفع یدین کی حدیث انہوں نے کسی سنی کو

نہیں سنائی بلکہ ایک خارجی نصر بن عاصم کو سنائی جو بخاری کے نزدیک تدلیس قتادہ کی وجہ سے بھی ضعیف ہے اور دوسرے ابو قلابہ ناصبی کو سنائی جو خالد کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۵۶)...... اخبرنا عبد الله بن محمد اناابو عامر حدثنا ابراهيم بن طهمان عن ابی الزبير عن طاؤس ان ابن عباس رضی الله عنهما كان اذا قام الی الصلاة رفع يديه حتىٰ يحاذی اذانيه واذا رفع رأسه من الركوع و استوىٰ قائماً فعل مثل ذلك۔

ترجمہ ...... طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کانوں کے برابر تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو اسی طرح کرتے۔

یہ حدیث سنداً (سند کے اعتبار سے) ضعیف ہے کیونکہ ابو زبیر مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے اور ویسے بھی اس میں پانچ دفعہ رفع یدین کا ذکر ہے وہ بھی کانوں کے برابر تک۔

(۵۷)...... حدثنا محمد بن مقاتل انا عافية انااسماعيل حدثنی صالح بن كيسان عن الاعرج عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال : كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه ولم يرفع يديه حذو منكبيه حين يكبر يفتتح الصلاة و حين يركع۔

ترجمہ ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے۔

یہ حدیث سنداً ضعیف ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش کی روایت اہل حجاز سے صحیح نہیں اور متن کے اعتبار سے امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ نے حین یرکع کے

ساتھ حین یسجد بھی روایت کیا ہے۔ (مسند احمد ج ۲ / ص ۱۳۲) نا معلوم امام بخاریؒ نے کس مصلحت سے اس کو اڑا دیا، حالانکہ وہ کتاب کو زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں۔ اور طیالسی میں صرف تحریمہ کی رفع یدین ہے اور بس۔

(۵۸)......حدثنا اسماعیل عن نافع ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کان اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا رفع رأسہ من الرکوع۔

ترجمہ...... نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

نمبر ۵۷ کی سند دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دو واسطے سند سے غائب ہیں مگر امام بخاریؒ پھر بھی حدثنا فرما رہے ہیں جب کہ یہ ۱۸۱ھ میں امام بخاریؒ کی پیدائش سے ۱۳ سال قبل فوت ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تحدیث کا صیغہ لاکر بھی تدلیس کر لیتے ہیں اور پھر اسماعیل کا نافع سے سماع ثابت نہیں۔ اگر درمیان میں واسطہ نمبر ۵۷ کی طرح صالح ہی ہے تو اسماعیل کی اہل حجاز سے روایت صحیح نہیں۔

(۵۹)......حدثنا محمد بن مقاتل انبانا عبد اللہ بن عجلان قال : سمعت النعمان بن ابی عیاش یقول : لکل شئ زینۃ و زینۃ الصلاۃ ان ترفع یدیک اذا کبرت و اذا رکعت و اذا رفعت رأسک من الرکوع۔

ترجمہ ...... عبداللہ بن عجلان نے بیان کیا کہ میں نے نعمان بن ابی عیاش سے سنا فرماتے تھے: ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت یہ ہے کہ آپ رفع یدین کریں جب آپ تکبیر کہیں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں۔

مطبوعہ نسخوں میں سند کا راوی عبد اللہ بن عجلان ہے جو مجہول ہے اب غیر مقلدین نے عبد اللہ عن ابن عجلان کر دیا ہے لیکن سند پھر بھی صحیح نہ ہو سکی کیونکہ عبد اللہ بن لہیعہ کے بارے میں **صدوق خلط بعد افراق کتبه** (تقریب ص ۱۸۶) اور ابن عجلان کو بعض مختلط کہتے ہیں۔ پھر یہاں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے۔ الغرض دس کا اثبات اور اٹھارہ کی نفی کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ پھر یہ نہ حدیث رسول ﷺ ہے، نہ قول صحابی۔

(۶۰)...... حدثنا محمد بن مقاتل اناعبد الله انا الاوزاعی حدثنی حسان بن عطية عن القاسم بن مخيمرة قال : رفع الايدی للتكبير قال : اراه حين يتحنی۔

ترجمہ ...... قاسم بن مخیمرہ نے بیان کیا کہ تکبیر کے لئے رفع یدین اس وقت ہے جب جھکے۔

نہ آیت، نہ حدیث، نہ قول صحابی، نہ اس میں دس کا اثبات، نہ دوام، نہ، اٹھارہ کی نفی ہے۔ پھر مصری اور ہندی نسخہ میں حیان بن عطیہ تھا جو مجہول تھا۔ اب غیر مقلدین نے حیان کو حسان سے بدل دیا ہے۔

(۶۱)...... حدثنا محمد بن مقاتل عن عبدالله الله انبانا شريك عن ليث عن عطاء قال : رايت جابر بن عبد الله وابا سعيد الخدری و ابن عباس و ابن الزبير يرفعون ايديهم حين يفتتحون الصلاة و اذا ركعوا و اذا رفعوا رؤسهم من الركوع۔

ترجمہ ...... عطاء سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہؓ، ابو سعید خدریؓ ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب نماز شروع کرتے ہیں اور جب رکوع کرتے ہیں اور جب رکوع سے سر اٹھاتے ہیں۔

سند بھی ضعیف ہے۔ حدثنا مقاتل محض جھوٹ ہے، مقاتل سے امام

بخاریؒ کا سماع ثابت نہیں کیونکہ اس کی وفات ۱۵۰ھ میں امام بخاریؒ کی پیدائش سے ۴۴ سال پہلے ہو چکی تھی، حدثنا کہنا عجیب ہے۔ اس لئے اب غیر مقلدین نے حدثنا محمد بن مقاتل بنا ڈالا ہے۔ پھر عبد اللہ بن لہیعہ کے بارے میں ہے صدوق اختلط بعد إفراق کتبه (تقریب ص ۱۸۶)

انبانا شریك صدوق یخطی کثیر تغیر حفظه ۔ (تقریب ص ۱۴۵) عن لیث ، صدوق اختلط اخیرا ولم یتمیز حدیثه فترك ۔ (تقریب ص ۱۹۷) اس میں نو جگہ رفع یدین کا اثبات ہے، دوام نہیں اور دس کا تو اثبات بھی نہیں اور نہ ہی اٹھارہ کی نفی ہے۔ یہ اثر نمبر ۱۸ میں بھی گزرا ہے۔

(۶۲)...... حدثنا محمد بن مقاتل انا عبد الله انبانا عکرمة بن عمار قال : رأیت سالم بن عبد الله والقاسم بن محمد وعطاء و مکحولاً یرفعون ایدیهم فی الصلاة اذا رکعوا و اذا رفعوا۔

ترجمہ ...... عکرمہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبد اللہ، قاسم بن محمد، عطاء اور مکحول کو دیکھا کہ نماز میں رفع یدین کرتے ہر جھکتے اور اٹھتے وقت۔

نہ آیت، نہ حدیث رسول اللہ ﷺ بعض تابعین کا مبہم عمل وہ بھی سنداً ضعیف ہے کیونکہ ابن لہیعہ ضعیف ہے اور **عکرمہ بن عمار صدوق یغلط** " سچا تھا مگر غلطی لگ جاتی ہے۔" (تقریب ص ۲۴۲)

(۶۳)...... وقال جریر عن لیث عن عطاء و مجاهد انهما کانا یرفعان ایدیهما فی الصلاة و کان نافع و طاؤس یفعلانه۔

ترجمہ ...... جریر نے لیث سے انہوں نے عطاء اور مجاہد سے بیان کیا ہے کہ وہ دونوں نماز میں رفع یدین کرتے تھے اور نافع اور طاؤس بھی کرتے تھے۔ جریر کی وفات ۱۷۰ھ میں ہے اور وہ آخر میں مختلط بھی ہو گیا تھا جب کہ امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں اس کی وفات کے ۲۴ سال بعد ہے۔ پھر لیث بھی ضعیف ہے، دنیا بھر کی

کسی کتاب میں اس کی سند نہیں جو متصل اور صحیح ہو۔ پھر یہ نہ آیت، نہ حدیث رسول اللہ ﷺ نہ قول صحابہؓ، نہ دس کا دوام، نہ اٹھارہ کی نفی۔

(۶۴)...... وعن ليث عن ابن عمر و سعيد بن جبير و طاؤس واصحابه انهم كانوا يرفعون ايديهم اذا ركعوا۔

ترجمہ...... لیث نے حضرت ابن عمرؓ سعید بن جبیر اور طاؤس اور ان کے ساتھیوں سے روایت کی ہے کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جب جھکتے۔

امام بخاریؒ کا لیث سے سماع نہیں کیونکہ لیث ۱۴۸ھ میں فوت ہو گئے تھے جب کہ امام بخاریؒ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور نہ ہی لیث نے ابن عمرؓ کو دیکھا اور لیث سے بخاریؒ نے صحیح میں کوئی حدیث نہیں لی۔ اس میں نہ دس کا دوام، نہ اٹھارہ کی نفی، محض خانہ پری ہے۔

(۶۵)......حدثنا موسىٰ بن اساعيل حدثنا عبد الواحد بن زياد حدثنا عاصم قال: رأيت انس بن مالك رضى الله عنه اذا افتتح الصلاة كبر ورفع يديه و يرفع يديه كلما ركع و رفع رأسه من الركوع۔

ترجمہ...... عاصم نے بیان کیا ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور رفع یدین کرتے جب بھی رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے۔

یہ پہلے بھی گزر چکی۔ (دیکھو نمبر ۸)

(۶۶)...... حدثنا خليفة بن خياط حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد عن قتادة ان نصر بن عاصم حدثهم عن مالك بن الحويرث رضى الله عنه قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يرفع يديه اذا ركع واذا رفع رأسه من الركوع حتى يحاذى بهما فروع اذنيه۔

ترجمہ...... نصر بن عاصم سے روایت ہے کہ مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا

کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے حتی کہ ہاتھوں کو کانوں کی لو تک لے جاتے۔
یہ پہلے نمبر ۷ کے تحت گزر چکا ہے۔

(۶۷) ...... وقال عبد الرحمٰن بن مهدى عن الربيع بن صبيح قال : رأيت محمداً و الحسن و ابانضرة و القاسم بن محمد و عطاء و طاؤسا و مجاهدا و الحسن بن مسلم و نافعاً و ابن ابى نجيح اذا افتتحوا الصلاة رفعوا ايديهم و اذا ركعوا و اذا رفعوا رؤوسهم من الركوع . قال البخارى: وهؤلآء اهل مكة واهل المدينةواهل اليمن واهل العراق قد تواطؤا على رفع الايدى۔

ترجمہ ...... عبد الرحمٰن بن مہدی نے ربیع بن صبیح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد، حسن، ابو نضرہ، قاسم بن محمد، عطا، طاؤس، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع اور ابن ابی نجیح کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں : یہ اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل یمن اور اہل عراق سب نے رفع یدینؒ پر اتفاق کیا ہے۔

عبد الرحمٰن بن مہدی کی پیدائش ۱۲۵ھ میں اور وفات ۱۹۸ھ میں ہے جبکہ امام بخاریؒ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲ سال کی عمر میں ۲۰۶ھ میں پہلی دفعہ اپنے ملک سے باہر نکلے تو عبد الرحمٰن بن مہدی سے ان کا سماع نا ممکن بلکہ محال ہے۔
پھر ربیع بن صبیح کے بارے میں تقریب میں ہے : صدوق سیء الحفظ اور خود بخاری تاریخ صغیر میں فرماتے ہیں : كان يحيىٰ القطان لا يحدث عنه (ص ۲۶۰) امام بخاریؒ نے چار شہروں سے دس آدمی بیان کئے ہیں وہ بھی بے سند۔ ان میں بھی نہ دس کا اثبات، نہ اٹھارہ کی نفی ہے مگر پھر بھی بہت خوش ہیں کہ تیر مار لیا ہے، رفع یدین متواتر ہو گئی ہے۔

(۶۸)...... وقال وكيع عن الربيع قال : رأيت الحسن و مجاهدًا و عطاء و طاؤساً وقيس بن سعد و الحسن بن مسلم يرفعون ايديهم اذا ركعوا واذا سجدوا وقال عبد الرحمٰن بن مهدى : هٰذا من السنة۔

ترجمہ ......وکیع نے ربیع سے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حسن، مجاہد عطاء، طاؤس، قیس بن سعد اور حسن بن مسلم کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے اور عبد الرحمٰن بن مہدی نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

امام وکیع کی وفات ۱۹۶ھ میں ہے جب کہ امام بخاری کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے لیکن ۲۰۱ھ سے پہلے وہ اپنے وطن سے نہیں نکلے جب کہ وکیع کوفی ہیں اور ربیع کا حال گزر چکا (نمبر ۶۷) پھر اس سے معلوم ہوا کہ یہ سات حضرات رکوع کی طرح سجدوں کی بھی رفع یدین کرتے تھے اور امام عبد الرحمٰن بن مہدی نے تو اس کو سنت فرمایا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ بخاری، مسلم بلکہ صحاح ستہ والوں نے جو حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، یہ خلاف سنت نماز ہے۔ امام بخاری اس میں بہت پریشان ہیں، یہاں سجدوں کی رفع یدین کا سنت ہونا نقل فرما رہے ہیں لیکن نمبر ۱۰۳ میں جہاں حضرت انسؓ سے سجدوں کی رفع یدین کرنا روایت کیا ہے وہاں اس کو خلاف سنت قرار دے کر فرما رہے ہیں : ایک عمل سنت بھی ہو اور خلاف سنت بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ اجتہاد کے اس مقام پر نہیں تھے کہ کوئی ایک فیصلہ فرما سکتے۔ یہ بھی یاد رہے کہ امام بخاریؒ کو اعتراف ہے کہ وکیع خود رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(۶۹)...... وقال عمر بن يونس حدثنا عكرمة بن عمار قال رأيت القاسم و طاؤساً و مكحولاً و عبد الله بن دينار و سالماً يرفعون ايديهم اذا استقبل احدهم الصلاة و عند الركوع و السجود۔

ترجمہ...... عکرمہ بن عمار نے بیان کیا کہ میں نے قاسم، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار اور سالم کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب نماز شروع کرتے اور رکوع اور سجدوں کے وقت۔

مطبوعہ نسخوں میں عمرو بن یونس تھا جو مجہول ہے۔ غیر مقلدوں نے اس کو عمر بن یونس بنا لیا، لیکن امام بخاریؒ کا ان سے بھی سماع نہیں اور عکرمہ بن عمار بھی صدوق یغلط ہے۔ پھر اس میں یہ ہے کہ یہ لوگ رکوع کے ساتھ سجدوں کی رفع یدین بھی کرتے تھے۔ ہم تو ان سندوں کو صحیح متصل نہیں مانتے البتہ امام بخاریؒ کے ہاں یہ لوگ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (۱) امام حسن، (۲) مجاہد (۳) طاؤس، (۴) قیس بن سعد، (۵) حسن بن مسلم، (۶) قاسم، (۷) مکحول، (۸) عبداللہ بن دینار (۹) سالم اور (۱۰) عبدالرحمٰن بن مہدی، سب اس کو سنت کہتے تھے۔ اس سے نمبر ۶۸ کی بھی تشریح ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ نے حدیث: لا یرفع بین السجدتین کے تحت جن تابعینؒ کا نام لیا ہے اور بے سند ذکر کیا ہے، وہ صحیح نہیں کیونکہ وہاں سے ظاہراً یہ سمجھ آتا ہے کہ یہ لوگ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے جب کہ ان کے استاد امام بخاریؒ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(۷۰)...... **وقال وكيع عن الاعمش عن ابراهيم انه ذكر له حديث وائل بن حجر رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه اذا ركع و اذا سجد قال ابراهيم : لعله كان فعله مرة و هذا ظن منه لقوله فعله مرة مع ان و ائلاً ذكر انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه غير مرة يرفعون ايديهم ولا يحتاج وائل الى الظنون لان معاينته اكثر من حسبان غيره۔**

ترجمہ...... وکیع نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے نقل کیا کہ ان کے

سامنے حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کا تذکرہ کیا گیا تو ابراہیم نے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ ایک مرتبہ کیا ہو اور ان کا یہ ظن **فعله مرة** کی وجہ سے ہے حالانکہ حضرت وائلؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کو کئی بار دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں اور حضرت وائلؓ ظن کے محتاج نہیں اس لئے کہ ان کی مشاہدہ وغیر کے گمان سے زیادہ ہے۔

(۷۱)......**قال البخاری : قدبینه زائدة :فقال حدثنا عاصم حدثنا ابی ان وائل بن حجر اخبره قال : قلت : لأنظرن الی صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف یصلی فکبر و رفع یدیه فلما رکع رفع یدیه فلما رفع رأسه رفع یدیه بمثلها ثم رأیتهم بعد ذلك فی زمان فیه برد فرأیت الناس علیهم جل الثیاب تحرك ایدیهم تحت الثیاب فهٰذا وائل بین فی حدیثه انه رای النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه یرفعون ایدیهم مرة بعد مرة۔**

ترجمہ......امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان کو زائدہ نے بیان کیا ہے کہ ہمیں عاصم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وائل بن حجرؓ نے خبر دی کہ میں نے کہا کہ حضور ﷺ کی نماز ضرور دیکھوں گا کہ کس طرح پڑھتے ہیں؟ تو تکبیر کہی اور رفع یدین کی، جب جھکے تو رفع یدین کی، جب سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کی، پھر میں نے کچھ زمانہ بعد دیکھا، سردی تھی لوگوں پر بڑے بڑے کپڑے تھے اور ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کر رہے تھے۔ تو یہ وائل بیان کر رہے ہین کہ انہوں نے حضور ﷺ اور صحابہؓ کو یکے بعد دیگرے رفع یدین کرتے دیکھا۔

(۷۲)......**حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا ابن ادریس حدثنا عاصم بن کلیب عن ابیه انه سمعه یقول : سمعت وائل بن حجر رضي الله عنه یقول قدمت المدینة لا نظرن الی صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم**

فافتتح الصلاة فکبر و رفع یدیه فلما رفع راسه رفع یدیه۔

ترجمہ ...... عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے سنا، فرماتے ہیں کہ میں نے وائل بن حجرؓ سے سنا، فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تاکہ حضور ﷺ کی نماز دیکھوں۔ پس آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور رفع یدین کی، پھر جب سر اٹھایا تو رفع یدین کی۔

(۷۰ تا ۷۲)...... امام بخاریؒ مسئلہ رفع یدین میں بار بار ابراہیم نخعی تابعیؒ پر ناراض ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں فرمایا کہ حضرت وائلؓ نے ایک دفعہ حضور ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا لیکن امام ابراہیم نخعیؒ نے کس بنیاد پر یہ فرمایا، اس کو امام بخاریؒ ذکر نہیں فرماتے۔ امام ابراہیم نخعیؒ کے ہاں ترک رفع یدین سنداً بھی متواتر ہے: **حدثنی من لا احصی عن ابن مسعود۔** (مسند امام اعظم) اور عملاً بھی متواتر ہے: **ما سمعته من احد منهم انما کانوا یرفعون ایدیهم فی بدء الصلاة حین یکبرون۔** (موطا محمد ص ۹۰) ان دونوں تواتروں کے خلاف جب حضرت وائلؓ کی حدیث سنی تو بھی حدیث کا انکار نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمادیا کہ ایک دفعہ انہوں نے رفع یدین کرتے دیکھا اور یاد رکھا۔ امام بخاریؒ اس پر ناراض ہیں لیکن بات علامہ نخعیؒ ہی کی صحیح ہے کیونکہ مؤرخین اور احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت وائلؓ دو دفعہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے ہیں۔ پہلی دفعہ تو آپ نے نہ صرف رکوع بلکہ سجدہ کی رفع یدین بھی دیکھی۔ (نمبر ۷۰) اور دوسری آمد میں بھی رفع یدین دیکھی۔ امام بخاریؒ نے اس کو مبہم رکھا ہے لیکن ابو داؤد میں افتتاح الصلاۃ کی صراحت ہے۔ الغرض حضرت وائلؓ کی دوسری آمد میں رکوع کی رفع یدین کی صراحت کہیں مذکور نہیں۔ اس لئے امام ابراہیم نخعیؒ کی بات بالکل صحیح ہے اور امام بخاریؒ کی ناراضگی بلاوجہ ہے۔

(۷۳)...... **حدثنا اسماعیل بن ابی اویس حدثنا مالك عن نافع ان عبد**

الله بن عمر رضی الله عنهما کان اذا افتتح الصلاة رفع یدیه و اذا رفع راسه من الرکوع۔

ترجمہ ...... نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

امام بخاریؒ کے نزدیک سنہری سند یہ ہے۔ مالك عن نافع عن ابن عمر۔ اس سنہری سند سے موطا امام مالک میں روایت ہے: ان عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما کان اذا افتتح الصلاة رفع یدیه حذو منکبیه و اذا رفع راسه من الرکوع رفع دون ذلك۔ (موطا مالک ص ۶۱، موطا محمد ص ۸۷) امام بخاریؒ نے اس کو نقل کیا تو یہاں: حذو منکبیه اور دون ذلك دونوں لفظ چھوڑ گئے، کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ تحریمہ کی رفع یدین میں وہ ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے باقی چار جگہوں میں اس سے بھی کم۔ یہ امام بخاریؒ کا مذہب نہیں اس لئے اس سنہری سند سے یہ الفاظ چھوڑ دیئے البتہ رفع یدین کی گنتی بھی بحال رکھی یعنی پانچ جگہ اور اس کو موقوف ہی رکھا لیکن جب اس حدیث کو سنہری سند چھوڑ کر بخاری ص ۱۰۲ پر روایت کیا تو یہ دونوں الفاظ تو وہاں بھی چھوڑ دیئے لیکن رفع یدین پانچ جگہ کی بجائے دس جگہ کر دی اور حضرت ابن عمرؓ کے فعل کو حضور ﷺ کا فعل قرار دے دیا۔ سند میں امام مالک کو چھوڑ کر عبید اللہ العمری کو لے لیا۔ پھر اس کو مرفوع ثابت کرنے کے لئے ایوب عن نافع کا حوالہ دے دیا جس کی سند کا حال نمبر ۵۳ اور ۵۴ کے تحت گزر چکا ہے۔ نمبر ۵۳ میں پانچ جگہ کی رفع یدین ہے اور ۵۴ میں نو جگہ کی، حالانکہ دس جگہ کی متابعت پیش کرنی تھی، لیکن دس جگہ نہیں بلکہ نمبر ۵۰ میں تو عبید اللہ کی سند میں بھی اذا قام من الرکعتین نہیں ہے اور دوسرا حوالہ موسیٰ بن عقبہ کا دیا۔ وہ روایت بیہقی ج ۲ / ص ۷۱ پر ہے، اس میں بھی اذا قال من الرکعتین نہیں ہے۔ اب باب تو

یہ باندھا تھا: رفع الیدین اذا قام من الرکعتین اسی کی تائید متابعات میں چاہئے تھی لیکن وہاں دس جگہ کا نشان بھی نہیں۔ اس لئے اس بات کو رواہ مختصراً کے مبہم لفظ میں چھپانے کی کوشش کی جو ان کی شان عالی کے مناسب نہیں تھا۔ اگر کوئی کہے کہ موقوف کو مرفوع کرنا زیادت ہے اور پانچ کو دس کرنا بھی زیادت ہے اسلئے اس کو قبول کر لیا گیا، تو سوال یہ ہے حذو منکبیہ اور دون ذلك بھی تو زیادت ہی تھی اس کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟ اسی لئے امام ابو داؤدؒ نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور بخاری ج ۱/ ص ۱۰۲ والی حدیث کے بارے میں بلا خوف تردید فرمادیا: لیس بمرفوع انما هو قول ابن عمر اور اگر زیادت مقبول ہے تو کیفیت رفع یدین میں حذومنکبیہ اور دون ذلك کو بھی قبول کرنا چاہئے اور کمیت میں سجدوں کی رفع یدین کو بھی قبول کرنا چاہئے جو کہ اسی العمری کی سند میں ہے اور امام بخاریؒ نے نمبر ۸۳ میں اس کو قبول کر لیا ہے مگر اس کو صحیح بخاری میں نقل نہیں کیا ورنہ وہاں تعارض صاف نظر آجاتا کہ سالم کی روایت میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے اور اس میں اثبات۔ اب اگر امام بخاری اس کو قبول کریں تو سالم کی روایت رد ہو جاتی اور اگر اس کو رد کرتے تو اذا قام من الرکعتین بھی ہاتھ سے جاتا۔

(۷۴)...... حدثنا عیاش حدثنا عبد الاعلیٰ حدثنا حمید عن انس رضی الله عنه انه کان یرفع یدیه عند الرکوع۔

ترجمہ ...... حمید نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ وہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت انسؓ تو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ نمبر ۱۰۳ پر آرہا ہے۔

(۷۵)...... حدثنا آدم شعبة حدثنا الحکم بن عتیبة قال رأیت طاؤساً یرفع یدیه اذا کبر و اذا رفع رأسه من الرکوع .قال البخاری :من زعم

ان رفع الايدى بدعة فقد طعن فى اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم و السلف و من بعد هم واهل الحجاز و اهل المدينه و اهل مكة و عدة من اهل عراق و اهل الشام واهل اليمن وعلماء اهل خراسان منهم ابن المبارك حتىٰ شيوخنا عيسىٰ بن موسىٰ وابواحمد و كعب بن سعيد و الحسن بن جعفر ومحمد بن سلام الا اهل الرأى منهم و على بن الحسن و عبد الله بن عثمان و يحيىٰ بن يحيىٰ وصدقة و اسحاق و عامة اصحاب ابن المبارك و كان الثورى ووكيع وبعض الكوفيين لا يرفعون ايديهم .وقد رووا فى ذلك احاديث كثيرة ولم يعتبوا علىٰ من رفع يديه ولو لاانها حق ما رووا ذلك الاحاديث لانه ليس لاحد ان يقول علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم مالم يقل ولم يفعل نمبر؟ لقول النبى صلى الله عليه وسلم من تقول علىٰ ما لم اقل فليتبوأ مقعده من النار ولم يثبت عن احد من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم انه لا يرفع يديه وليس اسانيده اصح من رفع الايدى۔

ترجمہ ...... حکیم بن عتیبہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ رفع یدین بدعت ہے تو در حقیقت اس کا یہ اعتراض حضور ﷺ کے صحابہؓ، سلف اور ان کے بعد اور اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ، چند اہل عراق، اہل شام، اہل یمن اور خراسان کے علماء جن میں ابن مبارک ہیں حتیٰ کہ ہمارے شیوخ عیسیٰ بن موسیٰ، ابو احمد، کعب بن سعید، حسن بن جعفر اور محمد بن سلام سوائے ان میں چند اہل الرائے کے اور علی بن حسن، عبد اللہ بن عثمان، یحییٰ بن یحییٰ، صدقہ، اسحاق اور ابن مبارک کے عام شاگردوں پر ہے اور ثوری، وکیع اور بعض کوفی حضرات رفع یدین نہیں کرتے تھے اور اس بارے میں کثیر احادیث نقل کی ہیں

اور رفع یدین کرنے والے کو ڈانٹا نہیں۔ اگر یہ (ترک رفع) حق نہ ہوتا تو وہ ان احادیث کو نقل نہ کرتے۔ اس لئے کہ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ حضور ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو نہ حضور ﷺ نے فرمائی ہو اور نہ آپ ﷺ نے وہ کام کیا ہو۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور حضور ﷺ کے صحابہؓ میں کسی سے ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو اور اس کی اسانید (ترک کی مرفوعاً و موقوفاً) رفع یدین کی اسانید سے زیادہ صحیح نہیں۔

طاؤس یمن کے تابعی ہیں۔ یہ یمن سے حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور انہوں نے رفع یدین کی۔ امام حکم بن عتیبہ کوفہ کے جلیل القدر محدث اور فقیہ تھے۔ انہوں نے نماز کا یہ نیا طریقہ دیکھا تو حیران ہوئے، کہتے ہیں: **فسالت رجلاً من اصحابه** (مسند احمد ج ۲ / ص ۴۴) امام بخاریؒ نے اختصار فرمایا اور یہ الفاظ چھوڑ دیئے، جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دور تابعین میں رفع یدین شاذ تھی اور عملی تواتر ترک رفع یدین پر تھا اور غصہ میں پھر بے سند مردم شماری اور قصبہ شماری شروع کر دی ہے۔

اعتراف حق :۔

البتہ آخر میں یہ تسلیم فرمالیا ہے کہ وکیع اور ثوری رفع یدین نہیں کرتے تھے اور انہوں نے ترک رفع یدین کی بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں اور وہ حدیثیں رفع یدین کی حدیثوں سے زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ یعنی دونوں قسم کی حدیثیں امام بخاریؒ کے ہاں صحیح ہیں اور یہ پیچھے تحقیق ہو چکی ہے کہ وہ رفع یدین جو کسی صحابی نے ترک نہیں کی وہ صرف تحریمہ کی رفع یدین ہے۔

(۷۶)...... حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی حدثنا معتمر عن عبید اللہ بن عمر عن ابن شهاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیه عن النبی صلی اللہ

علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا دخل فی الصلاۃ و اذا اراد ان یرکع و اذا رفع رأسه و اذا قام من الرکعتین یرفع یدیه فی ذلك کله و کان عبد اللہ یفعله۔

ترجمہ ...... سالمؒ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب جھکتے اور جب اٹھتے اور جب دو رکعات کھڑے ہوتے ، سب میں رفع یدین کرتے تھے اور حضرت عبد اللہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

امام بخاریؒ نے سالمؒ کا طریق نقل کیا ہے۔ اس میں اذا قام من الرکعتین بھی ہے۔ اس حدیث میں زہری کے شاگرد ۱۵ یا ۱۶ ہیں۔

(۱)...... سفیان بن عیینہ۔ (مسلم ج ۱ / ص ۱۶۸)

(۲)...... مالک۔ (موطا ص ۶۱)

(۳)...... یونس۔ (بخاری ج ۱ / ص ۱۰۲)

(۴)...... شعیب۔ (بخاری ج ۱ / ص ۱۰۲)

(۵)...... ابن جریج۔ (مسلم ج ۱)

(۶)...... ابن اخی الزہری۔ (مسند احمد)

(۷)...... معمر۔ (مسند احمد)

(۸)...... الزبیدی۔ (ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۰۹)

(۹)...... عقیل۔ (بیہقی)

(۱۰)...... محمد بن ابی حفصہ۔ (ابو عوانہ)

(۱۱)...... ہیثم۔ (جزء بخاری)

(۱۲)...... اوزاعی۔ (تمہید لابن عبد البر)

(۱۳)...... یحییٰ بن سعید انصاری۔

(۱۴)...... سفیان بن حسین۔ (معرفۃ الصحابہ)

ان چودہ میں سے کسی نے اذا قام من الرکعتین کا اضافہ بیان نہیں کیا۔ البتہ امام بخاریؒ کے دادا استاد عبد الرزاقؒ نے عبد اللہ العمری کے واسطہ سے اذا قام من الرکعتین روایت کیا ہے۔ (عبد الرزاق ج ۲ / ص ۶۷) یہ راوی نہایت ضعیف ہے۔ بخاریؒ نے اس سند میں عبد اللہ العمری ضعیف راوی کی بجائے عبید اللہ کر دیا ہے۔ نسائی کے ایک نسخہ میں عبد اللہ اور دوسرے میں عبید اللہ ہے۔ ابو عوانہ میں اگرچہ عبید اللہ ہے مگر اس میں اذا قام من الرکعتین نہیں ہے۔ لہذا سند کے اعتبار سے اذا قام من الرکعتین کا جملہ بالکل شاذ ہے بلکہ اگر ساتھ سفیان کے ۳۲ شاگرد اور مالک کے تین شاگرد بھی ملا لئے جائیں تو تقریباً ۷۵ سندوں میں اذا قام من الرکعتین نہیں ہے اور ایک میں بھی اختلاف ہے اب اگر اس کا راوی عبید اللہ ہے تو یہ حدیث شاذ ہے اور اگر عبد اللہ ہو تو منکر ہے اور بخاریؒ نے بھی نمبر ۷۹، ۸۰ میں عبد اللہ ہی روایت کیا ہے، جو کہ دلیل ہے کہ عبد اللہ ہی ہے نہ کہ عبید اللہ۔ جز ۱۵۵ص ؟۔

(۷۷)...... حدثنا قتیبة حدثنا هشیم عن الزهری عن سالم عن ابیه قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه اذا استفتح و اذا ركع رفع یدیه و اذا رفع رأسه من الركوع۔

ترجمہ ...... سالم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

اس سند میں ہشیم بھی مدلس ہے اور زہری بھی، پس اصول شوافع پر ضعیف ہے اور اس میں نہ دس کا اثبات، نہ دوام، نہ اٹھارہ کی نفی۔

(۷۸)...... حدثنا عبد الله بن صالح حدثنی اللیث عن عقیل عن ابن

شهاب قال اخبرنی سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتىٰ يحاذی بهمامنكبيه و اذا اراد ان يركع و بعدما رفع رأسه من الركوع۔

ترجمہ...... سالمؒ نے اپنے والد حضرت عبد اللہؓ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

اس سند میں عبد اللہ بن صالح کاتب لیث ہے جو ضعیف ہے۔ نہ دس کا اثبات، نہ دوام اور نہ اٹھارہ کی نفی۔

(۷۹) ......حدثنا محمد بن عبد الله بن حوشب حدثنا عبد الوهاب حدثنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما انه كان يرفع يديه اذا دخل فی الصلاة و اذا ركع و اذا قال سمع الله لمن حمده و اذا قام من الركعتين يرفعهما۔

ترجمہ...... نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع الله لمن حمده کہتے اور جب دو رکعات سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے۔

(۸۰)......عن الزهری عن سالم عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما مثله۔

ترجمہ...... اور زہری نے سالم سے، انہوں نے حضرت عبد اللہؓ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۷۹، ۸۰)...... اس کی بحث نمبر ۷۶ کے تحت گزر چکی ہے۔

(۸۱)...... وزاد وكيع عن العمری عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما عن النبی صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه اذا ركع و اذا

سجد .قال البخاری : والمحفوظ ما روی عبید اللہ و ایوب و مالك و ابن جریج و اللیث و عدۃ من اھل الحجاز و اھل العراق عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنھما فی رفع الایدی عند الرکوع و اذا رفع رأسہ من الرکوع ولو صح حدیث العمری عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنھما لم یکن مخالفاً للاول لان اولئك قالوا : اذا رفع رأسہ من الرکوع فلو ثبت لا ستعملنا کلیھما ولیس ھذا من الخلاف الذی یخالف بعضھم بعضاً لان ھذہ زیادۃ فی الفعل و الزیادۃ مقبولۃ اذا ثبت ۔

ترجمہ ...... وکیع نے العمری سے ، انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ زیادتی نقل کی ہے کہ حضور ﷺ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں : اور محفوظ وہ ہے جو عبید اللہ ، ایوب ، مالک ابن جریج 'لیث اور چند اہل حجاز اور اہل عراق نے نافع سے ، انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے : رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کی رفع یدین کے بارے میں اور اگر العمری کی حدیث جو انہوں نے نافع سے ، انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کی ہے صحیح ہو جائے تو وہ پہلے کے مخالف نہیں ۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے کہا کہ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اگر وہ ثابت ہو جائے تو ہم دونوں کو استعمال کریں گے اور یہ وہ اختلاف نہیں جو بعض بعض سے کرتے ہیں ۔ اس لئے کہ یہ فعل میں زیادتی ہے اور زیادتی جب ثابت ہو جائے تو مقبول ہوتی ہے ۔

یہاں امام بخاریؒ نے تسلیم کر لیا ہے کہ نافع کی سند میں العمری سے سجدوں کی رفع یدین بھی مذکور ہے اور یہ ثقہ کی زیادت ہے ، اس لئے مقبول ہے ۔ ہاں فرماتے ہیں : محفوظ یہ ہے کہ جو عبید اللہ نے روایت کی ۔ نمبر ۸۱ میں دس جگہ اور ایوب نمبر ۵۳ ، ۵۴ میں ۵ یا ۹ جگہ یا مالک ۵ جگہ (موطا) یا ابن جریج نمبر ۴۰

میں ہر رکوع کے ساتھ چار جگہ یا لیث گیارہ جگہ، یہ ہے امام کے ہاں محفوظ ہونے کا مطلب، ان میں اتفاق ہی نہیں کہ رفع یدین کتنی جگہ تھی؟

(۸۳)...... قال وكيع عن ابن ابى ليلىٰ عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما و عن ابن ابى ليلىٰ عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : لا ترفع الايدى الا فى سبعة مواطن فى افتتاح الصلاة و استقبال القبلة و علىٰ الصفا و المروة و بعرفات وبجمع وفى المقامين و عند الجمرتين۔

ترجمہ...... وکیع نے ابن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے اور ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے، انہوں نے مقسم سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: رفع یدین نہ کی جائے مگر سات جگہوں میں۔ نماز کے شروع میں اور استقبال قبلہ کے وقت اور صفاو مروہ پر اور عرفات اور مزدلفہ میں، مقامین اور جمروں کے وقت۔

(۸۴)......وقال على بن مسهر و المحاربى عن ابن ابى ليلىٰ عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضى الله عنهما و قال شعبة ان الحكم لم يسمع من مقسم الااربعة احاديث ليس فيها هذا الحديث و ليس هٰذا من المحفوظ عن النبى صلى الله عليه وسلم لان اصحاب نافع خالفوا و حديث الحكم عن مقسم مرسل و قد روىٰ طاؤس و ابو جمرة و عطاء انهم رأوا ابن عباس رضى الله عنهما رفع يديه عند الركوع و اذا رفع راسه من الركوع مع ان حديث ابن ابى ليلىٰ لو صح يرفع يديه فى سبعة مواطن لم يقل فى حديث وكيع لا يرفع الافى هٰذه المواطن فترفع فى هذه المواطن وعندالركوع واذارفع رأسه حتىٰ يستعمل هٰذه الاحاديث كلها وليس هٰذا من التضاد و قد قال هؤلآء ان الايدى ترفع

فی تکبیرات العیدین الفطر والا ضحیٰ وھی اربع عشرۃ تکبیرۃ فی قولھم ولیس ھٰذا فی حدیث ابن ابی لیلیٰ وقدقال بعض الکوفیین : یرفع یدیہ فی تکبیرۃ الجنازۃ وھی اربع تکبیرات وھٰذا کلھازیادۃ علی حدیث ابن ابی لیلیٰ وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر وجہ فی سویٰ ھٰذہ السبعۃ۔

ترجمہ ...... علی بن مسہر اور محاربی نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے مقسم سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے اور شعبہ نے کہاکہ حکم نے مقسم سے چار احادیث سنی ہیں اور ان میں یہ حدیث نہیں ہے اور یہ حضور ﷺ سے محفوظ نہیں ہے، اس لئے کہ نافع کے ساتھیوں سے مخالفت کی ہے اور حدیث حکم کی مقسم سے مرسل ہے اور طاؤس اور ابو جمرہ اور عطاء نے بیان کیاکہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھاکہ رفع یدین کرتے ہیں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ ابن ابی لیلیٰ کی حدیث اگر صحیح ہو کہ ہاتھ ساتھ اٹھائے جائیں تو وکیع کی حدیث میں نہیں ہے کہ صرف انہی جگہوں میں رفع یدین کی جائے، اس لئے رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھ کر بھی رفع یدین کی جائے تاکہ تمام احادیث پر عمل ہو جائے اور یہ تضاد کے قبیل سے نہیں ہے اور انہی لوگوں نے فرمایا ہے کہ تکبیرات عیدین یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ اور یہ ان کے قول کے مطابق ۱۴ بنتی ہیں اور ابن ابی لیلیٰ کی حدیث میں یہ نہیں ہے اور بعض کوفیین نے کہاکہ جنازہ کی تکبیرات میں رفع یدین کی جائے اور یہ تمام ابن ابی لیلیٰ کی حدیث پر زیادتی ہے اور حضور ﷺ سے کئی طریقوں سے ان سات کے علاوہ بھی رفع یدین ثابت ہے۔

(۸۲، ۸۳) امام بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو عبادتوں نماز اور حج کا

ذکر فرمایا، نماز میں تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنے سے منع فرمایا اور حج میں چھ جگہ کے علاوہ رفع یدین سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بڑی واضح دلیل ہے کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین منع ہے۔ چونکہ یہ حدیث امام بخاریؒ کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے اس پر پہلا اعتراض یہ کیا ہے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں، یہ حدیث ان میں سے نہیں۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ یہ کس کا دعویٰ ہے بعض نسخوں میں شعبہ کا نام ہے، بعض میں بخاری کا نام ہے۔ حکم کی تاریخ وفات ۱۱۳ھ ہے اور مقسم کی ۱۰۱ھ ہے جب یہ دونوں ہم عصر ہیں تو سماع میں کیا رکاوٹ؟ یا تو شعبہ (۱۶۰ھ) یہ فرماتے کہ مجھے خود حکم نے بتایا کہ میں نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں تو دلیل بنتی اور امام بخاریؒ نے ان تینوں میں سے کسی کا بھی زمانہ نہیں پایا کیونکہ مقسم کی وفات ۱۰۱ھ حکم کی ۱۱۳ھ اور شعبہ کی ۱۶۰ھ میں ہے جب کہ بخاری کی پیدائش ۱۹۴ھ اور ۲۰۶ھ سے پہلے آپ اپنے وطن سے نہیں نکلے اور ان میں سے ایک بھی امام بخاریؒ کا ہم وطن نہیں ہے اگر بالفرض والمحال مان ہی لیا جائے کہ یہ مرسل ہے تو خیر القرون کا ارسال احناف کے ہاں کوئی جرح ہی نہیں اور اگر یہ مرسل ہے تو ابن عباسؓ کے فتویٰ سے معتضد ہے اور مرسل معتضد بالا جماع حجت ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں: **حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن اذا قام الی الصلاۃ و اذا رأی البیت و علی الصفا و المروۃ و فی عرفات و فی جمع و عند الجمار** ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱/ ص ۲۳۷) یہ بھی نہایت صحیح السند اور واضح فتویٰ ہے کہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ نہ اٹھائے ۔ امام بخاریؒ نے دوسرا اعتراض یہ فرمایا ہے کہ طاؤس ابو جمرہ اور عطاء نے ابن عباسؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے، طاؤس کی روایت نمبر ۷۵ پر ہے جو ضعیف ہے کیونکہ ابو زبیر مدلس ہے

اور عن سے روایت کر رہا ہے اور ابو جمرہ کی نمبر ۲۱ پر ہے۔ پہلے تو یہی زیر بحث ہے کہ یہ کیا ہے ؟ بعض نسخوں میں ابو جمرہ ہے جو مجہول ہے اور بعض میں ابو حمزہ ہے۔ نیز اس سند میں بھی ہیثم مدلس ہے اور اس کا عنعنہ ہے پس اس لئے بھی یہ ضعیف ہے۔ عطاء کی روایت نمبر ۱۸ اور ۶۲ پر ہے۔ اس سند میں عبد اللہ بن لہیعہ، شریک اور لیث تینوں ضعیف ہیں۔ پھر طاؤس اور ابو جمرہ کی روایت میں پانچ جگہ کی رفع یدین ہے اور عطاء کی روایت میں ایک میں پانچ اور ایک میں نو جگہ کی۔ نہ دس جگہ کا اثبات، نہ دوام، نہ اٹھارہ جگہ کی نفی۔ تیسرا اعتراض الزامی کیا ہے کہ یہ لوگ عیدین میں ۱۴ زائد تکبیریں کہتے ہیں اور ان کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کو فقہ حنفی سے واقفیت نہیں۔ عیدین میں ہمارے نزدیک بارہ زائد تکبیریں ہیں نہ کہ چودہ۔ حدیث میں مطلق نماز مراد ہے جو بغیر قید کے ہو۔ نماز عید بالاجماع دوسری نمازوں سے بعض احکام میں مختلف ہے، اس لئے اس کو مطلق نماز پر قیاس وہی کر سکتا ہے جو اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ فارق پائے جانے کے بعد قیاس نہیں چل سکتا۔ چوتھا اعتراض یہ فرمایا ہے کہ تم جنازہ کی چار تکبیروں میں چار دفعہ رفع یدین کرتے ہو۔ یہاں بھی امام بخاریؒ حنفی مذہب کے مفتی بہ اور معمول بہ قول سے واقف نہیں۔ ہم پہلی ہی تکبیر میں رفع یدین کرتے ہیں پھر امام بخاریؒ نے نمبر ۸۴ تا ۹۶ میں ایسی احادیث جمع فرمائی ہیں جن میں دعاء استسقاء یا قنوت وتر کی رفع یدین کا ذکر ہے، حالانکہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ نماز وتر بھی مطلق نماز سے مختلف ہے۔ جب احکام میں فرق ہے تو فارق کی موجودگی مین قیاس باطل ہے۔ ہم نے مطلق نمازوں میں اسی فرمان نبوی ﷺ پر عمل کیا اور جہاں فارق تھا ان روایات کو مانا اور ان احادیث کے خلاف قیاس کر کے ان کو مطلق کے ساتھ نہ ملایا لیکن امام بخاریؒ کے ہاں اس حدیث کے انکار کے بغیر چارہ نہیں اور اس پر کوئی معقول اعتراض نہیں۔ آپ پیچھے پڑھتے آرہے ہیں کہ ان کا رسالہ نصف سے زائد مرسلات اور منقطعات

سے پر ہے۔ وہاں انقطاع وارسال وتدلیس جرح نہیں تو یہاں ارسال جرح کیوں جب کہ اس کا اعتضاد بھی پایا گیا یہ حدیث لا ترفع الایدی طبرانی کبیر ج ۱۱/ ص ۳۸۵ اس کے معنوی متابعات کشف الاستار ج ۱/ ص ۵۱ ، طحاوی شرح معانی الاثار ج ۱/ ص ۴۵۴ اور طبرانی کبیر ج ۱۱/ ص ۴۵۲ پر موجود ہیں۔

ضروری نوٹ ...... یہ سند ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم مسند امام اعظم ص ۱۶۲ پر موجود ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک یہ سند بالکل صحیح ہے۔

(۸۴) ...... حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا مسدد حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الاستسقاء۔

ترجمہ ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ استسقاء میں رفع یدین کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے استسقاء میں بوقت دعاء رفع یدین کی حدیث لکھی ہے پھر نمبر ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲ اور ۹۳ یہ نو احادیث اس بارے لکھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعاء ہاتھ اٹھا کر مانگا کرتے تھے۔ پھر ۹۴، ۹۵ اور ۹۶ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمرؓ سے دعاء قنوت کی رفع یدین روایت کی ہے اور پھر لکھا ہے: **ھٰذہ الاحادیث کلھا صحیحة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ لایخالف بعضھا بعضاً ولیس فیھا متضاد لانھا فی مواطن مختلفة۔** یہاں امام بخاریؒ نے مختلف احادیث صحیحہ کا تضاد ختم کرنے کا فطری طریقہ تسلیم کر لیا ہے کہ ان کو مواطن مختلفہ پر محمول کیا جائے تو کوئی تضاد نہیں لیکن حیرانی ہے کہ امام بخاریؒ کو اس حدیث میں کہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کرو اور اس حدیث میں کہ حضور ﷺ نے نماز کے باہر ہاتھ اٹھا کر دعاء

مانگی میں کیا تضاد نظر آرہا ہے ؟ کبھی دعاء قنوت والی رفع یدین کو اس حدیث سے ٹکرا رہے ہیں کہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کرو حالانکہ نماز وتر کے احکام دوسری نمازوں سے باجماع امت مختلف ہیں ہم نے الحمد للہ اس فرمان رسول اللہ ﷺ پر بھی عمل کر لیا کہ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرو اور ان سب کو مانا جو دعاء اور قنوت وتر سے متعلق ہیں اور نماز جنازہ میں ہم صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے ہیں، اگر کوئی جنازہ کو بھی مطلق نماز سے الگ سمجھے تو بوجہ اختلاف احکام کے اس حدیث پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔

(۸۵)...... حدثنا مسدد حدثنا ابوعوانةعن سماك بن حرب عن عكرمة عن عائشة رضى الله عنها زعم انه سمع منها انها رأت النبى صلى الله عليه وسلم يدعو رافعاً يديه يقول : انماانا بشر فلا تعاقبنى ايما رجل من المؤمنين آذيته و شتمته فلا تعاقبنى فيه۔

ترجمہ ...... عکرمہ نے حضرت عائشہؓ سے سنا، فرماتی تھیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ رفع یدین کئے ہوئے دعاء کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں بشر ہوں پس مجھے سزا نہ دے مسلمانوں میں سے جس کو میں نے تکلیف پہنچائی ہو یا گالی دی ہو پس اس کی وجہ سے مجھے سزا مت دے۔

(۸۶)......حدثنا على حدثنا سفيان عن ابن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة رضى الله عنه قال : استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم القبلةَ و تهيأ ورفع يديه وقال اللهم اهد دوساً وأت بهم۔

ترجمہ ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبلہ رو ہو کر تیار ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا : اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور ان کو یہاں لے آ۔

(۸۷) ...... حدثناابوالنعمان حدثنا حمادبن زيد حدثنا الحجاج

الصواف عن ابی الزبیر بن جابر عن عبد الله رضی الله عنهم ان الطفیل ابن عمرو قال للنبی صلی الله علیه وسلم هل لك فی حصن ومنعة حفن دوس فابی رسول الله صلی الله علیه وسلم لما ذکر الله للانصار و هاجر الطفیل و هاجر معه رجل من قومه فمرض فجاء الی قرن فاخذ مشقصا فقطع و دجه فمات فرآه الطفیل فی المنام فقال : ما فعل الله بك؟قال : غفرلی بهجرتی الی النبی صلی الله علیه وسلم قال : ماشان یدك ؟قال : قیل انا لن نصلح منك ما افسدت من نفسك فقصها الطفیل علی النبی صلی الله علیه وسلم وقال لیدیه فقال : اللهم ولیدیه فاغفر فرفع یدیه۔

ترجمہ ...... عبد اللہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمروؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ کو قلعہ اور دوس کے قلعے کی قوت کی ضرورت ہے۔آپ نے انکار کیااس لئے کہ اللہ نے انصار کا ذکر فرمایا تھااور طفیل نے اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک آدمی نے ہجرت کی پس وہ بیمار ہو گیا تو ترکش کے قریب پہنچااور تیر کا پھل لے کر اس نے اپنی رگ کاٹ لی اور مر گیا۔ طفیل نے اس کو خواب میں دیکھا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ؟اس نے کہا کہ حضور ﷺ کی طرف ہجرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی۔ طفیل نے کہا کہ تیرے ہاتھوں کو کیا ہوا ؟اس نے جواب دیا کہ یہ کہا گیا کہ ہم نہیں ٹھیک کریں گے وہ جس کو تو نے خود خراب کیا۔ طفیل نے پورا واقعہ حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کے بارے میں کہا، تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ !اس کے دونوں ہاتھوں کو بخش دے،آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

(۸۸) ...... حدثنا قتیبة عن عبد العزیز بن محمد عن علقمة بن ابی علقمة عن امه عن عائشة رضی الله عنها انها قالت : خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلة فارسلت بریرة فی اثره لتنظره این

يذهب فسلك نحو البقيع الغرقد فوقف موقف في ادنى البقيع ثم رفع يديه ثم انصرف فرجعت بريرة فاخبرتني فلما اصبحت سالته فقلت : يا رسول الله اين خرجت الليلة قال : بعثت الى اهل البقيع لأ صلى عليهم۔

ترجمہ ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نکلے تو میں (حضرت عائشہؓ) نے بریرہؓ کو آپ کے پیچھے بھیجا تا کہ وہ دیکھے کہ آپ ﷺ کہاں جاتے ہیں ؟ تو آپ ﷺ کی طرف چلے اور بقیع کے قریب جا کر کھڑے ہوئے، پھر ہاتھ اٹھائے، پھر واپس ہوئے، تو بریرہؓ واپس آئی اور مجھے خبر دی۔ جب میں نے صبح کی تو آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! آپ رات کو کہاں نکل گئے تھے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تا کہ ان کے لئے دعاء کروں۔

(۸۹)...... **حدثنا مسلم حدثنا شعبة عن عبد ربه بن سعيد عن محمد بن ابراهيم التيمي قال : اخبرني من رأى النبي صلى الله عليه وسلم يدعو عند احجار الزيت باسطا كفيه۔**

ترجمہ ...... ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی جس نے حضور ﷺ کو احجار زیت کے پاس دعا کرتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پھیلائے تھے۔

(۹۰)...... **حدثنا يحيىٰ بن موسىٰ حدثنا عبد الحميد حدثنا اسماعيل هو ابن عبد الملك عن ابن ابي مليكة عن عائشة رضي الله عنها قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم رافعاً يديه حتىٰ بدأضبعيه يدعو لفرد عثمان رضي الله عنه۔**

ترجمہ ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ ﷺ کے بازو ظاہر ہوئے، آپ ﷺ دعا مانگ رہے تھے تو حضرت عثمانؓ واپس آگئے۔

(۹۱)......حدثنا ابو نعيم حدثنا الفضيل بن مرزوق عن عدى بن ثابت عن ابى حازم عن ابى هريرة رضى الله عنه قال : ذكر النبى ﷺ الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى عزوجل يارب يا رب و مطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فانى يستجاب لذلك.

ترجمہ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا کہ لمبے لمبے اسفار کرتا ہے، پراگندہ غبار آلود اللہ کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے، یارب یارب کہتا ہے، حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس حرام ہے اور حرام ہی سے پلا ہے تو کیسے اس کی دعاء قبول ہوگی؟

(۹۲)...... اخبرنا مسلم انبانا عبد الله بن داؤد عن نعيم بن حكيم عن ابى مريم عن على رضى الله عنه قال : رأيت امرأة الوليد جاء ت الى النبى صلى الله عليه وسلم تشكو اليه زوجها يضربها فقال لها اذهبى فقولى له كيت وكيت فذهبت ثم رجعت فقالت له عاد يضر بنى فقال لها : اذهبى فقولى له : ان النبى ﷺ يقول لك فذهبت ثم عادت فقالت : انه يضربنى فقال :اذهبى فتقولى له:كيت وكيت فقالت له يضربنى فرفع رسول الله عليه وسلم يدهٗ وقال : اللهم عليك بالوليد۔

ترجمہ...... حضرت علیؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ولید کی بیوی کو دیکھا کہ حضور ﷺ کے پاس آئی اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی کہ وہ مارتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو چلی جا اور اس کو اس طرح اس طرح کہہ

دے۔ وہ گئی پھر واپس آئی اور کہنے لگی کہ وہ پھر مارنے لگا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اس کو کہہ دو کہ نبی کریم ﷺ تجھے فرما رہے ہیں وہ گئی پھر واپس آئی اور کہا کہ وہ مارتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ اس کو اس طرح اس طرح کہہ دو۔ وہ کہنے لگی کہ وہ مجھے مارتا ہے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ ولید کو پکڑنا تیری ذمہ داری ہے۔

(۹۳)...... حدثنا محمد بن سلام حدثنا اسماعیل بن جعفر عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ قال : قحط المطر عاماً فقام بعض المسلمین الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة فقال : یا رسول اللہ قحط المطر واجدبت الارض وهلك المال فرفع یدیہ وما رأی فی السمآء سحابة فمد یدیہ حتیٰ رأیت بیاض ابطیہ یستسقی اللہ عزوجل فما صلینا الجمعة حتیٰ اهم الشاب القریب الدار بالرجوع الیٰ اهلہ فدامت جمعة حتیٰ کانت الجمعة التی تلیها قال: یا رسول اللہ! تهدمت البیوت وجلس الرکبان فتبسم لعله لسرعة ملالة ابن آدم وقال بیدیہ: اللّٰهم حوالینا ولا علینا فتکشطت عن المدینة۔

ترجمہ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک سال بارش کا قحط پڑ گیا، بعض مسلمان حضور ﷺ کی خدمت میں جمعہ کے دن حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! بارش بند ہے، زمینیں خشک ہو گئیں، مال ہلاک ہو گئے، تو حضور ﷺ نے ہاتھ بلند فرمائے، آسمان میں بادل دکھائی نہیں دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی، اللہ سے پانی طلب کر رہے تھے۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھنے نہ پائے تھے حتیٰ کہ وہ جوان جس کا گھر قریب تھا وہ گھر نہ جا سکا۔ یہ بارش مسلسل ایک ہفتہ چلتی رہی حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! گھر منہدم ہو گئے، سوار بیٹھ گئے۔ تو حضور ﷺ نے

ابن آدم کی جلد اکتاہٹ پر تبسم فرمایا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا:۔اے اللہ ہمارے اردگرد پر، نہ ہمارے اوپر تو مدینہ کے اوپر سے بادل چھٹ گیا۔

(۹۴) ...... حدثنا مسدد حدثنا یحیی بن سعید عن جعفر حدثنی ابو عثمان قال: کنا نحن وعمر یؤم الناس ثم یقنت بنا عند الرکوع یرفع یدیه حتی یبدو کفاه ویخرج ضبعیه.

ترجمہ ...... ابو عثمان نے بیان کیا کہ ہماری موجودگی میں حضرت عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر رکوع کے وقت دعاء قنوت پڑھتے اور ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ ہتھیلیاں ظاہر ہو جاتیں اور بازو ننگے ہو جاتے۔

(۹۵)...... حدثنا قبیصة حدثنا سفیان عن ابی علی هو جعفر بن میمون بیاع للانماط قال:. سمعت ابا عثمان قال! کان عمر یرفع یدیه فی القنوت.

ترجمہ ...... جعفر بن میمون (جو چادروں کا بیچنے والا تھا) نے بیان کیا کہ میں نے ابو عثمان سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ قنوت میں رفع یدین کرتے تھے۔

(۹۶) ....حدثناعبدالرحیم المحاربی حدثنازائدة عن لیث عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه عن عبدالله انه کان یقرأ فی آخر رکعة من الوترقل هوالله ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الرکعة.قال البخاری: وهذه الاحادیث کلها صحیحة عن رسول اللهﷺ واصحابه لا یخالف بعضها بعضاً ولیس فیها متضاد لانها فی مواطن مختلفة.

ترجمہ ...... عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عبداللہ سے نقل کیا کہ وتر کی آخری رکعت میں **قل هو الله احد** (پوری سورۃ) پڑھتے پھر رفع یدین کرتے اور رکوع سے قبل قنوت پڑھتے۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث آنحضرتﷺ سے صحیح ثابت ہیں اور صحابہ سے ثابت ہیں اور

بعض بعض کے مخالف نہیں ہیں اور ان میں تضاد نہیں ہے، اس لئے کہ یہ مختلف جگہوں میں ہے۔

(۹۷)...... قال ثابت عن انس رضی اللہ عنہ: مارأیت النبی ﷺ یرفع یدیه فی الدعاء الا فی الاستسقاء فاخبر انس رضی اللہ عنه بماکان عندہ مارای من النبی ﷺ ولیس ھٰذا بمخالف لرفع الایدی فی اول تکبیرۃ وقد ذکر انسؓ ایضًا ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا کبر واذا رکع قوله فی الدعاء سوی الصلاۃ وسوٰی رفع الایدی فی القنوت.

ترجمہ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سوائے استسقاء کے کہیں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا، تو حضرت انسؓ نے اپنے علم کی بنا پر خبر دی اور یہ تکبیرِ تحریمہ میں رفع یدین کے مخالف نہیں ہے اور حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب جھکتے اور ان کا قول دعا میں نماز اور قنوت میں رفع یدین کے علاوہ ہے۔

(۹۸)...... حدثنا محمدبن بشار عن یحیٰی بن سعید عن حمید عن انس رضی اللہ عنه انه کان یرفع یدیه عند الرکوع.

ترجمہ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(۹۹)...... حدثنا آدم بن ابی ایاس حدثنا شعبة حدثنا قتادۃ عن نصربن عاصم عن مالك بن الحویرث رضی اللہ عنه قال: کان النبی ﷺ یرفع یدیه عند الرکوع واذا رفع رأسه من الرکوع حذاء اذنیه قال البخاری: والذی یقول کان النبی ﷺ یرفع یدیه عند الرکوع واذا رفع راسه من الرکوع وما زاد علیٰ ذلك ابوحمید فی عشرۃ من اصحاب النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا قام من السجدتین کله صحیح لانهم لم یحکوا صلاۃ

واحدة فيختلفوا في تلك الصلاة بعينها مع انه لااختلاف في ذلك انما زاد بعضهم علیٰ بعض والزيادة مقبولة من اهل العلم.

ترجمہ ..... حضرت مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے کانوں کے برابر۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ حضور ﷺ رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے اور اس سے زیادہ جو ابو حمیدؓ نے حضور ﷺ کے دس صحابہؓ کے درمیان بیان کیا کہ حضور ﷺ جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے (دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں) تو رفع یدین کرتے تھے۔ یہ تمام صحیح ہے اس لئے کہ انہوں نے ایک نماز کے متعلق نقل نہیں کیا تاکہ پھر اسی ایک معین نماز میں اختلاف واقع ہو جائے۔ علاوہ ازیں یہ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ بعض نے بعض سے زیادہ نقل کیا ہے اور اہل علم سے زیادتی مقبول ہوتی ہے۔

(۹۷ تا ۹۹) امام بخاریؒ نے نمبر ۹۶ اور ۹۹ پر ایک اہم حقیقت کا اعتراف فرمایا ہے کہ یہ سب مختلف حدیثیں صحیح ہیں کیونکہ ان سب مختلف حدیثوں میں ایک ہی نماز کا حال نہیں ہے کہ ایک ہی نماز کو مختلف راویوں نے مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے بلکہ یہ مختلف اوقات کی مختلف نمازوں کا بیان ہے۔ اس لئے ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کو مثال سے سمجھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی برحق نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی برحق نبی ہیں، اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی برحق نبی ہیں، یہ سب مختلف اوقات میں اپنی نبوت کے احکام نافذ فرماتے رہے اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت ﷺ کو مان لینے میں نہ اختلاف ہے اور نہ مخالفت۔ ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں تو اب عیسیٰ علیہ السلام کو ماننا مشکل ہے کیونکہ اگر موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی مانا جائے تو عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ جھوٹا

نبی ماننا ہوگا اور اگر عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی ماننا ہے تو اس جملہ کو جھوٹا کہنا پڑے گا کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ جس طرح دونوں کو دو مختلف زمانوں میں نبی ماننے میں کوئی جھگڑا نہیں ہے، اسی طرح یہ ماننا کہ ایک زمانہ میں آپ ﷺ نے سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کی، ایک وقت میں رکوع کی بھی کی اور ایک وقت میں صرف تحریمہ کی کی۔ یہ مختلف اوقات کی مختلف احادیث ہیں۔ ان میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں۔ ہاں جب کوئی یہ کہے گا کہ حضرت ﷺ نے آخری نماز بھی رفع یدین کے ساتھ پڑھی اور اس کو موجبہ کلیہ منائے گا تو سالبہ جزئیہ بھی اس کی نقیض ہوگا، اس لئے سب حدیثوں کو سچا ماننا ہے تو اس جھوٹ کو چھوڑنا پڑے گا اور اگر کوئی ضدی اس جھوٹ پر جم جائے تو اسے ایک پہلو کے علاوہ سب حدیثوں کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ امام بخاریؒ نے اس حقیقت کا اعتراف فرمایا ہے کہ یہ سب احادیث صحیح ہیں اور ان میں تطبیق یوں بیان فرمائی ہے کہ زیادت اہل علم کے ہاں مقبول ہے اس لئے جس حدیث میں زیادہ رفع یدین آئے گی اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مثلاً چار رکعت نماز میں ایک تحریمہ کی رفع یدین ہو، بعض میں رکوع سے اٹھنے کی چار شامل ہو کر پانچ ہو گئیں، بعض میں رکوع میں جانے کی چار شامل ہو کر نو ہو گئیں اور بعض میں تیسری رکعت کے شروع کی شامل ہو کر دس ہو گئیں، بعض میں سجدوں کی سولہ رفع یدین شامل ہو کر ۲۶ ہو گئیں اور بعض میں إذا قام من السجدتین کے موافق دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع کی رفع یدین شامل ہو کر ۲۸ ہو گئیں۔ اب اگر امام بخاریؒ اصول پر قائم ہیں تو ان کو ہر چار رکعت میں ۲۸ دفعہ رفع یدین کو سنت کہنا ہوگا مگر امام بخاریؒ اس اصول پر قائم نہیں رہے۔ (ملاحظہ ہو نمبر ۱۰۳) ہاں اگر سب کو صحیح مان کر یوں کہاں جائے کہ چونکہ رفع یدین کو خلاف سکوت کہا گیا ہے، اس لئے جہاں جہاں کرنے اور نہ کرنے کی دو طرح کی حدیثیں ہوں، وہاں نہ کرنے کی حدیث پر عمل کیا جائے کیونکہ جتنا سکون کا عمل ہوگا اتنا ہی نماز کامل ہوگی تو تحریمہ کی رفع یدین ہی

متفق علیہ نکلی اور ویسے بھی تحریمہ کے شرط نماز ہونے کی وجہ سے نماز کے سکون میں خلل انداز نہیں اور تحریمہ کے علاوہ باقی سب متعارضات میں ترک کو اختیار کرنا گویا نماز کے سکون کا کامل کرنا ہے۔ ہم نے اسی پہلو کو اختیار کیا ہے۔

(۱۰۰) ...... والذی قال ابوبکربن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارأیت ابن عمر رضی الله عنهما یرفع یدیه فی شئ من الصلاة الا فی التکبیرة الاولیٰ فقد خولف فی ذلك عن مجاهد قال وکیع عن الربیع بن صبیح قال: رأیت مجاهداً یرفع یدیه اذا رکع واذارفع رأسه من الرکوع وقال جریر عن لیث عن مجاهد انه کان یرفع یدیه وهٰذا احفظ عند اهل العلم. قال صدقة: ان الذی یروی حدیث مجاهد عن ابن عمر رضی الله عنهما انه لم یرفع یدیه الا فی اول التکبیرة کان صاحبه قدتغیر بآخره والذی رواه الربیع ولیث اولیٰ مع ان طاؤساً وسالماً ونافعاً واباالزبیر ومحارب بن دثار وغیرهم قالوا: رأینا ابن عمر یرفع یدیه اذا کبر واذا رفع۔

ترجمہ ...... جو روایت ابوبکر بن عیاش نے حصین سے، انہوں نے مجاہد سے نقل کی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن عمرؓ کو سوائے تکبیر تحریمہ کے کہیں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تو اس بارے میں مجاہد سے مختلف روایات آئی ہیں۔ وکیع نے ربیع بن صبیح سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھ کر اور جریر نے لیث سے، انہوں نے مجاہد سے نقل کیا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور یہ اہل علم کے نزدیک زیادہ محفوظ ہے۔ صدقہ نے کہا کہ جو مجاہد کی وہ حدیث نقل کرے جس میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے تو صاحب روایت کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا اور جو ربیع اور لیث نے روایت کی وہ زیادہ اولیٰ ہے۔ علاوہ

ازیں یہ ہے کہ طاؤس، سالم، نافع اور ابو الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہ نے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جب تکبیر کہتے اور جب جھکتے۔

امام بخاریؒ اب پھر پریشان ہیں کہ میں نے سارا زور رفع یدین پر صرف کر دیا ہے۔ لیکن رفع یدین کی اول نمبر کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ہے لیکن خود رفع یدین کی اول نمبر کی حدیث کا راوی (ابن عمرؓ) اس پر عمل نہیں کرتا اور یہ واقعی بڑی پریشان کن بات ہے۔ امام بخاریؒ کے دادا استاد امام محمدؒ نے کتاب الحجہ میں اس نقطہ کو خاص طور پر اٹھایا تھا۔ اب امام بخاریؒ اس کا تو نام بھی نہیں لے رہے کہ عبدالعزیز بن حکیم نے فرمایا کہ ابن عمرؓ پہلی تکبیر کے بعد نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (کتاب الحجہ) اور امام محمدؒ کا اس سے استدلال فرمانا اس کی صحت کی ضمانت ہے۔ البتہ مجاہد کا ذکر کیا کہ مجاہد جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ترک رفع یدین کے راوی ہیں وہ تو خود رفع یدین کرتے تھے۔ یہاں امام بخاریؒ محدثانہ اصول کہ راوی کے عمل کا نہیں روایت کا اعتبار ہوتا ہے کو چھوڑ گئے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ مجاہد کا متنازعہ رفع یدین کرنا کسی ایک بھی صحیح متصل سند سے ثابت نہیں۔ (دیکھو نمبر ۶۳، ۶۴، ۶۸، ۶۹) ہاں اگر امام بخاریؒ کے ہاں یہ ثابت ہے تو مجاہد تو سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (دیکھو! نمبر ۶۸) تو کیا امام بخاریؒ سے اس انصاف کی توقع ہے کہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کو ترک کر دو کیونکہ مجاہد بلکہ سالم جو اس حدیث کا راوی ہے اس متفق علیہ حدیث کے خلاف عمل کرتا تھا۔ پھر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند کے ایک راوی کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا مگر اس راوی کا نام نہیں لیا کیونکہ وہ صحیح بخاری کا راوی ہے۔ (دیکھو! نمبر ۱۶ کا حاشیہ) پھر یہ فرماتے ہیں کہ طاؤس، سالم، نافع، ابو الزبیر اور محارب بن دثار نے ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ ان میں سے طاؤس کی روایت نمبر ۲۸ میں گزری جس

کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ ضعیف ہے اور کتنی جگہ رفع یدین کرتے تھے اس کی کوئی تفریح نہیں ہاں نمبر ۲۸۰ میں ہے کہ طاؤس پہلی رفع یدین میں ہاتھ سر سے اونچے لے جاتا تھا اور یہ کہ طاؤس سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتا تھا۔ (نمبر ۶۹، ۷۰) اور سالم کی روایت نمبر ۱۳ پر گزری کہ عبداللہ بن عمرؓ سجدوں سے سر اٹھا کر بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اور خود سالم بھی سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (نمبر ۷۰) اور نافع کی روایت نمبر ۴۰ پر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک رفع یدین رکوع جاتے وقت کرتے، دوسری رفع یدین سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ کرتے، تیسری رفع یدین رکوع سے سر اٹھا کر کرتے اور چوتھی رفع یدین رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر کرتے اور ابوالزبیر کی روایت نمبر ۵۱ پر گزری کہ ابن عمرؓ تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور پھر رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے (رکوع سے پہلے کرنے کا ذکر نہیں۔) محارب بن دثار کی روایت نمبر ۲۶ پر گزری کہ ابن عمرؓ حالت رکوع میں رفع یدین کرتے تھے اور نمبر ۴۸ میں ہے کہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت کرتے تھے۔ جب سب نے ان کی مختلف اوقات کی مختلف نمازوں کا حال بیان کیا ہے تو مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے بھی طریقہ بیان کر دیا۔ البتہ سالم اور محارب دثار کا رفع یدین کے بارے میں ماھذا؟ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین کرنا نہ دیگر صحابہؓ کا معروف طریقہ تھا، نہ ابن عمرؓ کا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے جو روایت کی یعنی ترک رفع یدین، یہ عبداللہ بن عمرؓ کی معروف نماز تھی اور دیگر صحابہ کی بھی۔

(۱۰۱)...... قال مبشرا بن اسماعیل حدثنا تمام بن نجیح قال: نزل عمر بن عبدالعزیز علی باب خلف فقال: انطلقوا بنا نشهد الصلاة مع امیر المومنین فصلی بنا الظهر والعصر ورأیته رفع یدیه حین رکع

ترجمہ ...... تمام بن نجیح نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز باب خلف پر

اترے، تمام نے کہا ہمیں لے چلو تا کہ ہم امیر المومنین کی نماز دیکھیں۔ پس انسول نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور میں نے ان کو دیکھا کہ رفع یدین کی جب جھکے۔

(۱۰۲) ...... حدثنا محمد بن مقاتل أنبأنا عبدالله حدثنایونس عن الزهری حدثنا سالم عن عبدالله بن عمرؓ قال: رأیت رسول الله ﷺ اذا قام فی الصلاۃ رفع یدیه حتیٰ یکونا حذو منکبیه و کان یفعل ذلک اذا رفع رأسه من الرکوع فیقول: سمع الله لمن حمده ولا یفعل ذالک فی السجود.

ترجمہ ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے اور یہی کرتے تھے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع الله لمن حمده کہتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے۔

(۱۰۳)......حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا حماد بن سلمةعن یحیٰی بن ابی إسحاق قال رأیت انس بن مالك رضی الله عنه یرفع یدیه بین السجدتین قال البخاری: وحدیث النبی ﷺ اولی.

ترجمہ ...... یحیٰ بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں: اور حضور ﷺ کی حدیث زیادہ اولیٰ ہے۔

یہاں امام بخاریؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ یہ روایت صحیح سند سے ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۲۷۱ پر بھی ہے۔ یہاں امام بخاریؒ حضرت انسؓ کی اس نماز کو نبی پاک ﷺ کی نماز کے خلاف قرار دے کر فرماتے ہیں کہ نبی کی حدیث اولی ہے یہاں سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت قرار دیتے ہیں اور نمبر ۶۹ کے تحت سجدوں کی رفع یدین کو عبدالرحمٰن

بن مہدی سے ھذا من السنة لکھ آئے ہیں اور نمبر ۱۰۴ میں سالم بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ سنت رسول اللہ ﷺ زیادہ حق دار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ گویا حضرت انسؓ کی نماز جس میں سجدوں کی رفع یدین ہے خلاف سنت ہے مگر امام بخاریؒ نمبر ۶۹ کے تحت سجدوں کی رفع یدین کو سنت لکھ آئے ہیں اور نمبر ۷۰ میں لکھا ہے کہ سالم بھی سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نمبر ۱۰۵ میں مجاہد کا قول نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا قول نہیں چھوڑا جا سکتا، باقی سب کا چھوڑا جا سکتا ہے گویا یہاں نبی ﷺ کا طریقہ نہیں چھوڑنا چاہیئے، حضرت انسؓ کا طریقہ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا چھوڑ دینا چاہیئے مگر نمبر ۶۸ پر امام بخاریؒ ثابت کر آئے ہیں کہ مجاہد خود سجدوں کے وقت رفع یدین کرتا تھا۔ نمبر ۸۱ پر امام بخاریؒ نے تسلیم کیا ہے کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کی زیادت مقبول ہے، اب اس کو خلاف سنت فرمارہے ہیں اور نمبر ۹۹ پر جو اصول لکھا تھا کہ زیادت اہل علم کے ہاں مقبول ہے، اب اس کو خلاف سنت فرمارہے ہیں۔

(۱۰۴)...... حدثنا علی بن عبداللہ حدثنا سفیان حدثنا عمرو بن دینار عن سالم بن عبداللہ قال: سنة رسول اللہ ﷺ احق ان تتبع.

ترجمہ ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت زیادہ مستحق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔

(۱۰۵)...... حدثنا قتیبة حدثنا سفیان عن عبدالکریم عن مجاھد قال: لیس احد بعد النبی ﷺ الا یوخذ من قوله ویترك الا النبی ﷺ.

ترجمہ ...... مجاہد نے کہا کہ نبی پاک ﷺ کے سوا ہر شخص کا قول ترک کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰۶)...... حدثنا فدیك بن سلیمان ابو عیسیٰ قال: سالت الاوزاعی قلت: یا ابا عمرو ماتقول فی رفع الایدی مع کل تکبیرة وھو قائم فی

الصلاۃ قال: ذالك الامر الاول وسئل الاوزاعی عن الایمان وانا اسمع یزید فقال الایمان وینقص فمن زعم ان الایمان لایزید ولا ینقص فهو صاحب بدعة فاحذروہ.

ترجمہ...... فدیک بن سلیمان ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی سے پوچھا، اے ابو عمرو! آپ رفع یدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جب قیام کی حالت میں ہوں؟ امام اوزاعیؒ نے جواب دیا کہ یہ پہلے کی بات ہے۔ امام اوزاعیؒ سے پوچھا گیا۔ میں سن رہا تھا ایمان کے بارے میں انہوں نے جواب دیا کہ بڑھتا گھٹتا ہے تو جو یہ کہے کہ نہیں بڑھتا گھٹتا ہے، وہ بدعتی ہے، اس سے بچو۔

امام بخاریؒ نے اس رسالہ میں پہلے رکوع کی رفع یدین کو ثابت کرنے پر پورا زور لگادیا پھر سجدوں کی رفع یدین کو بھی ثابت تسلیم کرلیا۔ (نمبر ۸۱) بلکہ اس کو سنت مان لیا۔ (نمبر ۶۸، ۶۹، ۷۰) اب رسالہ اختتام کو پہنچ رہا ہے تو نمبر ۱۰۳، ۱۰۴ اور ۱۰۵ میں پورا زور لگادیا کہ سجدوں کی رفع یدین خلاف سنت ہے اور اب ۱۰۶ میں نماز کے اندر قیام کی ہر رفع یدین کو امر اول یعنی منسوخ قرار دے دیا ہے۔ یاد رہے کہ تحریمہ تو شرط نماز ہے اور نماز سے خارج ہے۔ رکوع سے پہلے قیام میں رفع یدین کرنا رکوع کے بعد قومہ میں کھڑے ہو کر رفع یدین کرنا اور تیسری رکعت کے شروع میں کھڑے ہو کر رفع یدین کرنا یہ سب نماز کے اندر حالت قیام کی رفع یدین نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے امام اوزاعیؒ سے نقل فرمادیا کہ **ذلك الامر الاول** جب رفع یدین دور اول کی بات ثابت ہوگئی تو ترک رفع یدین کی احادیث یقیناً آخری دور سے متعلق ہیں اور امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ج ۱/ ص ۹۶ پر خود اصول تحریر فرمایا ہے:۔ **انما یوخذ بالآخر فالاخر من فعل النبی ﷺ** ۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ بخاری، مسلم یا باقی صحاح ستہ میں جس قدر احادیث رفع یدین کی ہیں، وہ دور اول سے متعلق اور منسوخ ہیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

(۱۰۷)...... حدثنا محمدبن عرعرة حدثنا جرير بن حازم قال: سمعت نافعاً قال: كان ابن عمر رضى الله عنهمااذا كبر على الجنازة رفع يديه.

ترجمہ ...... جریر بن حازم کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے سنا۔ فرماتے تھے کہ ابن عمرؓ جب جنازے پر تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔

(۱۰۸)...... حدثنا على بن عبدالله حدثنا عبد الله بن ادريس قال سمعت عبيدالله عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما انه قال : يرفع يديه فى كل تكبيرة على الجنازة و اذا قام من الركعتين۔

ترجمہ ...... عبد اللہ بن ادریس نے بیان کیا کہ میں نے عبید اللہ سے سنا انہوں نے نافع سے ، انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے ، انہوں نے فرمایا کہ رفع یدین کی جائے جنازہ کی ہر تکبیر پر اور جب دو رکعات سے کھڑا ہو جائے۔

اس کی سند میں عبد اللہ العمری ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال)

(۱۰۹)...... قال احمد بن يونس حدثنا زهير حدثنا يحيىٰ بن سعيد ان نافعاًاخبره ان عبدالله بن عمر رضى الله عنهما كان اذاصلى على الجنازة رفع يديه۔

ترجمہ ...... نافع نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمرؓ جب جنازہ کی نماز پڑھتے تو رفع یدین کرتے۔

احمد بن یونس سے بخاری کا سماع نہیں۔

(۱۱۰)...... حدثنا ابو الوليد حدثنا عمر بن ابى زائده قال : رايت قيس بن ابى حازم كبر علىٰ جنازة فرفع يديه فى كلّ تكبيرة۔

ترجمہ ...... عمر بن ابی زائدہ نے کہا کہ میں نے قیس بن ابی حازم کو دیکھا کہ

جنازہ پر تکبیر کہی تو ہر تکبیر پر رفع یدین کی۔

(۱۱۱)...... حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی حدثنا ابو معشر یوسف البراء عن موسیٰ بن دهقان قال: رایت ابان بن عثمان یصلی علی الجنازة یرفع یدیه فی اول التکبیرة۔

ترجمہ...... موسیٰ بن دہقان نے کہا کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا جنازہ کی نماز پڑھ رہے تھے، پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔

(۱۱۲)...... حدثنا علی بن عبد الله و ابراهیم بن المنذر قالا حدثنا معن بن عیسیٰ حدثنا ابو الغصن قال : رأیت نافع بن جبیر یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة۔

ترجمہ...... ابو الغصن نے بیان کیا کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ جنازہ کی ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے ہیں۔

(۱۱۳)...... حدثنا محمد بن المثنی حدثنا الولید بن مسلم قال سمعت الاوزاعی عن غیلان بن انس قال : رأیت عمر بن عبد العزیز یرفع یدیه مع کل تکبیرة یعنی علی الجنازة۔

ترجمہ...... ولید بن مسلم نے بیان کیا کہ میں نے اوزاعی سے سنا، انہوں نے غیلان بن انس سے، انہوں نے کہا میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہیں جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ۔

(۱۱۴)......حدثنا علی بن عبد الله حدثنا زید بن الحباب حدثنا عبد الله بن العلاء قال رأیت مکحولا یصلی علی الجنازة یکبر علیها اربعا ویرفع یدیه مع کل تکبیرة۔

ترجمہ...... عبد اللہ ابن علاء نے کہا کہ میں نے مکحول کو دیکھا کہ جنازہ کی نماز پڑھ رہے تھے، چار تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی۔

(۱۱۵)...... حدثنا علی بن عبد الله حدثنا ابو مصعب صالح بن عبید قال : رأیت وهب بن منبه یمشی مع جنازة فکبر اربعاً یرفع یدیه مع کل تکبیرة۔

ترجمہ...... ابو مصعب صالح بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے وہب بن منبہ کو دیکھا کہ جنازہ کے ساتھ چل رہے ہیں، اس پر چار تکبیریں کہیں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

(۱۱۶)...... حدثنا علی بن عبد الله حدثنا عبد الرزاق انا معمر عن الزهری انه کان یرفع یدیه مع کل تکبیرة علی الجنازة۔

ترجمہ...... معمر نے زہری سے نقل کیا ہے کہ وہ جنازہ پر ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

(۱۱۷)...... قال وکیع عن سفیان عن حماد سألت ابراهیم فقال : یرفع یدیه مع اول تکبیرة۔

ترجمہ...... حماد کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی جائے۔

(۱۱۸)...... وخالفه محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله عن ابی بکر و عمر رضی الله عنهما. قال البخاری : وحدیث الثوری اصح عند اهل العلم مع انه قد روی عن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم من غیر وجه انه رفع۔

ترجمہ...... اس کے خلاف محمد بن جابر کی روایت حماد سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ سے، انہوں نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے نقل کی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ثوری کی حدیث زیادہ صحیح ہے اہل علم کے نزدیک حالانکہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے واسطہ سے حضور ﷺ سے کئی طرق سے رفع نقل کیا ہے۔

اخرج ابو یعلیٰ نا اسحاق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله قال صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم ومع ابی بکر ومع عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند التکبیرة الاولیٰ فی افتتاح الصلاة وقد قال محمد : فلم یرفعوا ایدیهم بعد التکبیرة الاولی ۔ (مسند ابی یعلی ج ۸ / ص ۴۵۳) وفی الدار قطنی قال اسحاق : به ناخذ فی الصلاة کلها ۔ (دار قطنی ج ۱ / ص ۲۹۵) قال ابن التر کمانی : سند جید ۔ (ج ۲ / ص ۷۹) علامہ زیلعی فرماتے ہیں : واحسن منه قول ابن عدی کان اسحاق بن ابی اسرائیل یفضل محمد بن جابر علیٰ جماعة شیوخ هم افضل منه و اوثق و قد روی عنه الکبار ایوب و ابن عون و هشام بن حسان و الثوری و شعبة و ابن عیینة و غیرهم ۔ (نصب الرایہ ج ۱ / ص ۳۹۷) اس حدیث پر امام بخاریؒ اور کوئی اعتراض نہیں کر سکے کہ پہلی روایت کے خلاف ہے حالانکہ پہلی روایت مستقل روایت ہے۔ اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور یہ مستقل روایت ہے، اس کا پہلی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ جب اسحاق بن ابی اسرائیل محمد بن جابر کو فضیلت بھی دیتے ہیں اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث پر عامل ہیں تو صحت سند بھی ثابت ہو گئی اور تعامل کی تائید مزید شامل ہو گئی۔ ان دونوں روایات نمبر ۱۱۷، ۱۱۸ میں سرے سے کوئی مخالفت ہی نہیں کہ صحیح اور اصح کی بحث ہو اور حضرت عمرؓ سے کسی بھی صحیح سند سے رفع یدین ثابت نہیں ہے۔

(۱۱۹)......حدثنا محمد بن یحییٰ قال قال علی ما رأیت احدا من شائخنا الا یرفع یدیه فی الصلاة. قال البخاری : قلت له :سفیان کان یرفع یدیه قال: نعم قال البخاری : قال احمد بن حنبل : رأیت معتمرا ویحییٰ بن سعید و عبد الرحمن و اسماعیل یرفعون ایدیهم عند الرکوع و اذا

رفعوا رؤسهم۔

ترجمہ ...... علی بن مدینی نے کہا کہ میں نے اپنے مشائخ میں سے کسی کو نہیں دیکھا مگر وہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں : میں نے کہا کہ سفیان رفع یدین کرتے تھے ؟انہوں نے کہا : ہاں۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا میں نے معتمر ، یحیٰی بن سعید، عبدالرحمٰن اور اسماعیل کو دیکھا کہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے۔

(۱۲۰)......حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا ابن ابی عدی عن الاشعث قال : کان الحسن یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة۔

اشعث سے روایت ہے کہ حسن جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔